مسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

محدث متبحر محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ

فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

Knowledge for All
SABIL-E-SAKINA

۷۸۶

۱۱۰-۹۲

یا صاحب الزماںؑ ادرکنیؑ

یا عباسؑ

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

بسم الله الرحمن الرحيم

(جلد ششم)

مسائل الشریعه

ترجمه

وسائل الشیعه

تالیف
محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ وتحشیہ
فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر
مکتبۃ السبطین ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

نام کتاب	:	مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
جلد	:	دوم
تالیف	:	محدث، متبحر، محقق علامہ شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ وتحشیہ	:	فقیہ اہل بیتؑ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی سرگودھا، پاکستان
کمپوزنگ	:	غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل:0333-5169622)
پرنٹنگ	:	میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
ناشر	:	مکتبۃ السبطین ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
طبع اول	:	شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ ۔ اکتوبر ۲۰۰۱ء
تعداد طبع اول	:	۱۰۰۰
طبع دوم	:	ربیع الاول ۱۴۲۸ھ ۔ اپریل ۲۰۰۷ء
تعداد طبع دوم	:	۱۰۰۰
قیمت	:	250-00

ملنے کے پتے

اسلامک بک سینٹر
مکان نمبر C-362، گلی نمبر 12
سیکٹر G-6/2، اسلام آباد
فون نمبر:051-2870105

معصوم پبلیکیشنز بلتستان
منٹھوکھا، علاقہ کھرمنگ، سکردو بلتستان
موبائل:0333-5169622
ای میل:maximahaider@yahoo.com

مکتبۃ السبطین
سیٹلائٹ ٹاؤن، ۲۹۶/۹، بی بلاک، سرگودھا

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد ششم)

باب نمبر	خلاصہ	صفحہ نمبر
	﴿ صدقہ وخیرات کے ابواب ﴾ (اس سلسلہ میں کل باون (۵۲) باب ہیں)	۲۱۸
۱	صدقہ دینا مستحب مؤکد ہے خواہ آدمی کثیر المال ہو یا قلیل المال بلکہ اگرچہ مقروض بھی ہو۔	۲۱۸
۲	انسان کے لیے مستحب ہے کہ مسلمانوں کے کسی غریب خاندان کی کفالت کرے اور اسے مستحبی حج کرنے اور غلام آزاد کرنے پر ترجیح دے۔	۲۲۱
۳	بیمار کی طرف سے صدقہ دینا مستحب ہے۔	۲۲۲
۴	بچہ کی طرف سے صدقہ دینا مستحب ہے اور مستحب یہ ہے کہ اسے حکم دیا جائے کہ وہ اپنے ہاتھ سے صدقہ دے اگرچہ تھوڑا ہو۔	۲۲۲
۵	انسان کے لیے بالخصوص بیمار کے لیے مستحب ہے کہ اپنے ہاتھ سے صدقہ دے اور سائل سے اپنے حق میں دعا کرنے کی استدعا کرے۔	۲۲۴
۶	بقدر طاقت ووسعت زیادہ صدقہ دینا مستحب ہے۔	۲۲۴
۷	مالدار وغریب ونادار (سائل) کو صدقہ دینا مستحب ہے۔	۲۲۵
۸	ہر صبح سویرے اور ہر دن صدقہ دینا مستحب ہے اور صدقہ میں نیت ضروری ہے۔	۲۲۷
۹	جب کسی بلا ومصیبت کے نازل ہونے کی توقع ہو یا برائیوں اور بیماریوں کا خوف ہو تو صدقہ دینا مستحب ہے۔	۲۲۸
۱۰	آدمی کو جب کسی قسم کا کوئی خوف اور ڈر ہو تو کچھ صدقہ دینا مستحب ہے اور اگر مستحق موجود نہ ہو تو الگ کرکے رکھ دینا چاہیئے۔	۲۳۱
۱۱	سائل کے لیے قناعت کرنا اور دینے والے کے حق میں دعا کرنا مستحب ہے اور قانع اور شاکر کو زیادہ دینا اور غیر قانع کو رد کرنا مستحب ہے۔	۲۳۲
۱۲	دن اور رات کی ابتداء اور کسی منحوس یا غیر منحوس ساعت میں سفر کا آغاز صدقہ سے کرنا مستحب ہے۔	۲۳۳
۱۳	مستحبی صدقہ پوشیدہ طور پر دینا اور اسے علانیہ پر مقدم سمجھنا مستحب ہے۔	۲۳۴

كتاب الزكوٰة

کتاب الزکوٰۃ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

خدائے بے نیاز کا نیاز مند محمد بن الحسن الحر العاملی عرض پرداز ہے۔ الحمد للّٰہ علی افضالہٖ و الصلوٰۃ و السلام علٰی محمد و آلہ۔ یہ کتاب تفصیل وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ کی کتاب الزکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کے مختلف ابواب کی اجمالی فہرست یہ ہے:

(۱) کن چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (۲) کس شخص پر واجب ہے۔

(۳) حیوانات کی زکوٰۃ۔ (۴) سونے چاندی کی زکوٰۃ۔

(۵) غلات کی زکوٰۃ۔ (۶) مستحقین زکوٰۃ۔

(۷) فطرہ۔ (۸) صدقہ۔

اضافۂ جدیدہ منجانب مترجم

زکوٰۃ، اس کی حقیقت اور اس کے احکام کا بیان

ارباب بصیرت پر یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ دین اسلام میں نماز کے بعد سب سے بڑا رکن زکوٰۃ ہے۔ قرآن مجید میں قریباً چالیس مقامات پر (۳۷ مقام) "اقام الصلوٰۃ" کے ساتھ "ایتاء الزکوٰۃ" کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اسے کبھی انفاق، کبھی "انفاق فی سبیل اللہ" کبھی صدقہ اور کبھی زکوٰۃ کے مختلف ناموں سے تعبیر کیا گیا ہے نماز کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور زکوٰۃ کا حقوق العباد کے ساتھ۔ ان کا ہر جگہ یکجا تذکرہ کرنا حقوق اللہ کی طرح حقوق العباد کی اہمیت کی واضح دلیل ہے۔

وجوب زکوٰۃ کی اصلی غرض وغایت

انسانی زندگی کے چونکہ دو شعبے ہیں ایک ظاہر اور دوسرا باطن اور اسلام انسان کی ظاہری و باطنی زندگی کی اصلاح کا کفیل ہے۔ کیونکہ بموجب ارشاد قدرت (ظاہری اور باطنی گناہ کو چھوڑ دو) انسان کا حقیقی فضل وکمال اور مجد وشرف ظاہر و باطن ہر دو کی اصلاح میں ہے۔

چنانچہ زکوٰۃ میں ان ہر دو پہلوؤں کا خیال رکھا گیا ہے اس کا مرکزی مقصد تو وہی ہے جو خود لفظ زکوٰۃ میں مضمر ہے۔ کیونکہ اس کے اصلی معنی ہیں (پاکی اور صفائی) یعنی گناہ اور ہر قسم کی قلبی اور روحانی برائیوں سے پاک ہونا۔ ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ﴾۔ (الشمس) جس شخص نے اپنے نفس کو پاک کیا وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے اس کو میلا کیا وہ نامراد ہوا تزکیہ نفوس کو وظائف نبوت میں شامل کیا گیا ہے۔ ﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ ﴾ اس سے معلوم ہوتا ہے دین اسلام میں تزکیۂ نفس کی کیا اہمیت ہے؟ انسان کی روحانی بیماریاں بالعموم دو وجہ سے پیدا ہوتی ہیں: (۱) خدا کے خوف اور خدا سے محبت کا فقدان۔ (۲) مال و دولت اور دیگر اسباب و آلات دنیوی سے محبت کا وجدان۔ اسلام نے پہلے سبب کا ازالہ نماز کے ذریعے کیا ہے اور دوسرے سبب کا قلع قمع زکوٰۃ سے کیا ہے۔ خلاق عالم اپنے نبی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا ﴾۔ (التوبہ) ان کے مالوں سے مال زکوٰۃ لے کر ان کو پاک و پاکیزہ بناؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے پاک ہونے کے ساتھ آئینۂ نفس کا سب سے بڑا زنگ محبتِ مال دور ہو جاتا ہے اور اس سے بخل جیسی مہلک بیماری کا علاج بھی ہو جاتا ہے: ﴿وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾۔ (التغابن) اور جو لوگ نفس کی بخیلی سے محفوظ رہیں وہی رستگاری حاصل کرنے والے ہیں۔ اس سے حرص کم ہوتی ہے (جو کفر کی جڑ ہے) بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی اور غم گساری کا صالح جذبہ پیدا ہوتا ہے جو جوہر انسانیت ہے اور شخصی مفاد کے بجائے جماعتی بلند اغراض کے لئے ایثار و قربانی پیدا کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے جو انسانیت کا سرمایہ افتخار ہے ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾ اور یہی وہ بنیادیں ہیں جن پر حسن خلق اور تہذیب وتمدن کی عمارت قائم ہوتی ہے اور آیت مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص خدا کی دی ہوئی دولت سے خدا کے بندوں کا حق ادا نہیں کرتا اس کا مال بھی ناپاک اور اس کا نفس بھی ناپاک ہے کہ خدا نے اس کو ضرورت سے زیادہ دولت عطا فرمائی مگر یہ اپنی خود غرضی زر پرستی اور احسان فراموشی کی وجہ اس کے احسان وامتنان کا حق ادا نہیں کرتا۔ ایسے شخص سے اور کسی خیر وخوبی کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔

غرباء و مساکین اور معذور لوگوں سے سچی ہمدردی

انسانی معاشرہ کا بھی وہ مظلوم طبقہ ہے جس کے ساتھ ویسے تو تمام مذاہب نے ہمدردی ظاہر کی ہے اور ان کی تسکین کے لئے بڑے بڑے خوش آیند الفاظ بھی استعمال کئے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ کسی کی زندگی کی تلخی محض الفاظ کی شیرینی سے دور نہیں ہوسکتی جب تک اس کی تکلیف کو مصیبت کو دور یا کم کرنے کے لئے کوئی عملی تدابیر اور چارہ جوئی نہ کی جائے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ پہلے اور آخری شخص ہیں جنہوں نے اس گروہ کے ساتھ (زکوٰۃ، خمس وغیرہ صدقات وخیرات کے ذریعے) عملی ہمدردی ظاہر فرمائی ہے اور اس طبقے کی مصیبتوں کو کم کرنے کی عملی چارہ جوئی کی ہے۔

زکوٰۃ کی معاشی اہمیت وافادیت

شریعت اسلامیہ میں جس نہج پر زکوٰۃ کی تقسیم کا انتظام کیا گیا ہے اس سے اس کی معاشی افادیت واہمیت کا باآسانی اندازہ ہو جاتا ہے (اس کی تفصیل تو مصرف زکوٰۃ کے ضمن میں بیان کی جائے گی۔ یہاں صرف اس کا ایک اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے) ارشاد قدرت ہے: ﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾۔ (التوبہ:۶۰) ”صدقات تو دراصل فقراء و مساکین کیلئے ہیں اور ان کارکنوں کے لئے جو صدقات کی تحصیل پر مقرر ہوں اور ان لوگوں کیلئے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو اور لوگوں کی گردنیں بند اسیری سے چھڑانے کیلئے اور قرض داروں کے قرض ادا کرنے کیلئے اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے کیلئے اور مسافروں کیلئے۔“

یہ مسافروں کی کوآپریٹو سوسائٹی ہے یہ ان کی انشورنس کمپنی ہے یہ ان کا پراویڈنٹ فنڈ ہے یا ان بے کاروں کا سرمایہ اعانت ہے۔ یا ان کا معذوروں، اپاہجوں، بیماروں، غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور بے روزگاروں کا ذریعۂ معاش ہے یہ اس بات کی ضمانت ہے کہ مسلم معاشرہ میں کوئی شخص ضروریات زندگی سے محروم نہ رہے گا اور ان سے بڑھ کر یہ وہ چیز ہے جو مسلمان کو فکر فردا سے بالکل بے نیاز کر دیتی ہے اس کا سیدھا سادھا اصول یہ ہے کہ آج تم مالدار ہو تو دوسروں کی مدد کرو کل تم نادار ہو گئے تو دوسرے تمہاری مدد کریں گے تمہیں یہ فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں کہ مفلس ہو گئے تو کیا بنے گا؟ مرگئے تو بیوی بچوں کا کیا حشر ہوگا؟ کوئی آفت ناگہانی آپڑی، بیمار ہو گئے، گھر میں آگ لگ گئی، سیلاب آ گیا، دیوالیہ نکل گیا تو ان مصیبتوں سے مخلصی کی کیا سبیل ہوگی؟ سفر میں پیسہ ساتھ نہ رہا تو کیونکر گزر بسر ہوگی؟ ان سب فکروں سے صرف زکوٰۃ تم کو ہمیشہ کے لئے بے فکر کر دیتی ہے تمہارا کام بس اتنا ہے کہ اپنی پس انداز کی ہوئی دولت میں سے ایک حصہ دے کر اللہ کی انشورنس کمپنی میں اپنا بیمہ کرالو۔ اس وقت تم کو اس دولت کی ضرورت نہیں ہے یہ ان کے کام آئے گی جو اس کے ضرورت مند ہیں کل جب تم ضرورت مند ہو گے یا تمہاری اولاد ضرورت مند ہوگی۔ تو نہ صرف تمہارا اپنا دیا ہوا بلکہ ضرورت ہوئی تو اس سے بھی زیادہ تم کو واپس مل جائے گا۔ (از معاشیات اسلام) (احقر مترجم عفی عنہ)

ان ابواب کی تفصیل کہ کن چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے اور کن میں مستحب ہے

(اس سلسلہ میں کل سترہ (۱۷) ابواب ہیں)

باب ۱
زکوٰۃ کا وجوب

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب زکوٰۃ والی آیت ماہِ رمضان میں اتری یعنی ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں منادی کرے کہ خداوند عالم نے تم پر زکوٰۃ اسی طرح فرض قرار دی ہے جس طرح نماز فرض کی ہے۔ پھر جب تک سال مکمل نہیں ہوگیا آپؐ نے لوگوں کے مال سے کوئی تعرض نہ کیا پس آئندہ سال لوگوں نے روزے رکھے اور فطرہ ادا کیا۔ بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کو حکم دیا اور اس نے مسلمانوں میں ندا دی کہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔ اس سے تمہاری نمازیں قبول ہوں گی۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ اور خراج کی وصولی کے لیے عامل مقرر کرکے بھیجنے شروع کیے۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ زرارہ اور محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خداوند عالم نے مالداروں کے مال میں فقیروں کے لیے اس قدر (حصہ) واجب قرار دیا جو ان کی (ضروریاتِ زندگی) کے لیے کافی ہے۔ اور اگر وہ سمجھتا کہ یہ ناکافی ہے تو ضرور زیادہ قرار دیتا۔ اب اگر غریبوں کی ضرورت پوری نہیں ہوتیں تو یہ خدا کے فریضہ کی (کمی کی) وجہ سے نہیں ہے بلکہ مالداروں کے واجبی مالی حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ اگر سرمایہ دار لوگ اپنے مالی حقوق ادا کرتے تو غریب و نادار لوگ بھی خوشگوار زندگی گزارتے۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے زکوٰۃ اسی طرح فرض کی

ہے جس طرح نماز فرض کی ہے اور اگر کوئی شخص اپنی زکوۃ اٹھا کر لے جائے اور کھلم کھلا (مستحقین تک پہنچائے) تو اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ کیونکہ خداوند عالم نے مالداروں کے مال میں غریبوں اور ناداروں کے لیے بقدر کفایت حصہ فرض کیا ہے۔ اور اگر خدا یہ جانتا کہ یہ حصہ ان کے لیے کافی نہیں ہے تو وہ زیادہ مقرر کرتا۔ لہٰذا اگر غریبوں کو تنگی محسوس ہوتی ہے تو یہ مالداروں کے مالی حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ شرعی فریضہ کی کمی کی وجہ سے نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع، علل الشرائع، الامالی)

۴۔ مبارک عرقوفی "حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں (آپؑ نے فلسفۂ زکوۃ بیان کرتے ہوئے) فرمایا: زکوۃ اس لیے مقرر کی گئی ہے کہ فقراء و مساکین کی قوت (لا یموت) اور ان کے مال کو زیادہ کرنے کا انتظام ہو سکے۔ (الفقیہ، المحاسن، الفروع، علل الشرائع)

۵۔ موسیٰ بن بکر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زکوۃ ادا کر کے اپنے مالوں کی حفاظت کرو۔ (الفقیہ، الفروع)

۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے غلام معتب آنجنابؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ زکوۃ اس لیے مقرر کی گئی ہے کہ مالداروں کا امتحان لیا جائے اور ناداروں کی اعانت کی جائے۔ اور اگر لوگ (باقاعدہ) اپنے مالوں کی زکوۃ ادا کرتے تو کوئی مسلمان فقیر و نادار نہ رہتا۔ بلکہ خدا کے فرض کردہ حصہ سے مالدار بن جاتا۔ اور لوگ (دنیا میں) کبھی فقیر و محتاج اور کبھی بھوکے اور ننگے نہیں ہوئے مگر مالداروں کے گناہوں (زکوۃ ادا نہ کرنے) کی وجہ سے! اور خدا پر لازم ہے کہ وہ ان لوگوں سے اپنی رحمت کو روکے جو اپنے مالوں سے اس کے عائد کردہ مالی حقوق ادا نہیں کرتے۔ اور میں اس خالق کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے مخلوق کو خلق کیا ہے اور ان کا رزق پھیلایا ہے کہ خشکی اور تری میں کبھی کوئی مال تلف نہیں ہوا۔ مگر زکوۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے (یہ اس کی قدرتی سزا ہے)۔ اور خشکی و تری میں کبھی کوئی پرندہ شکار نہیں ہوا۔ مگر اس دن خدا کی تسبیح نہ کرنے کی وجہ سے! خدا کو اپنے سب بندوں سے زیادہ محبوب وہ ہے جو سب سے بڑا سخی ہے اور سب سے بڑا سخی وہ ہے جو اپنے مال کی زکوۃ ادا کرتا ہے۔ اور خدا نے اس پر جو کچھ مالی حق فرض کیا ہے وہ اس کے ادا کرنے میں اہل ایمان پر بخل سے کام نہیں لیتا۔ (الفقیہ)

۷۔ محمد بن سنان بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے مسائل کے جواب میں تحریر فرمایا کہ زکوۃ کے واجب ہونے کا سبب غریبوں کی روزی کا اور امیروں کے مال کی حفاظت کا انتظام کرنا ہے۔ کیونکہ خداوند حکیم نے صحت مندوں پر فرض قرار دیا ہے کہ وہ زمین گیروں، اپاہجوں اور مختلف مصیبتوں میں گرفتار لوگوں کا خیال رکھیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے کہ ﴿لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ﴾ (تمہارے مالوں اور تمہاری

جانوں کے بارے میں تمہاری آزمائش کی جائے گی)۔ مالی آزمائش سے مراد زکوٰۃ کی ادائیگی ہے اور جانی آزمائش سے مراد (مصائب وشدائد میں) صبر وثبات کرنا ہے۔ علاوہ بریں اس میں خداوند عالم کی نعمتوں کا شکریہ بھی ہے اور ان میں اضافہ وازدیاد کی خواہش کا اظہار بھی مزید برآں اس سے ضعیف اور کمزور لوگوں پر رأفت رحمت، مسکین و فقیر لوگوں پر نرمی وعطوفت اور ان سے ہمدردی کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ اور اس سے جہاں غریبوں کو مالی تقویت حاصل ہوتی ہے وہاں دینی امور میں ان کی معاونت بھی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں ثروت مندوں کے لیے نصیحت اور درس عبرت ہے کہ وہ ان لوگوں کی حالت سے قیامت کے فقیروں و ناداروں کا اندازہ لگائیں۔ اور خدائے رحمٰن کا شکر ادا کریں کہ جس نے ان کو مال و دولت سے نوازا ہے۔ اور اس بات کی تضرع وزاری اور خوف و خشیہ کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعا واستدعا کریں کہ وہ کہیں ان (غریبوں) کی طرح زکوٰۃ وصدقات لینے والے اور صلۂ رحمی اور نیکی کیے جانے کے محتاج نہ ہو جائیں۔ (الفقیہ، علل الشرائع، عیون الاخبار)

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم، ابوبصیر، برید اور فضیل سے اور وہ حضرت امام محمد باقر و حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے نماز کے ساتھ زکوٰۃ بھی فرض کی ہے۔ (الفروع)

۹۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدائے عزوجل نے مالداروں کے مال میں ایک فریضہ عائد کیا ہے جس کی ادائیگی کے بغیر وہ تعریف اور ستائش کے لائق نہیں ہو سکتے اور وہ فریضہ زکوٰۃ ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم نماز فریضہ کی ادائیگی کے بعد کسی بندہ سے (سنتی) نماز کے بارے میں سوال نہیں کرے گا اور نہ ہی زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد کسی بندہ سے کسی (مستحبی) صدقہ کے متعلق باز پرس کرے گا۔ (التہذیب)

۱۱۔ عبداللہ بن الحسین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زکوٰۃ نے ہر صدقہ (کے وجوب) کو منسوخ کر دیا اور غسل جنابت نے ہر غسل کو منسوخ کر دیا (کہ کوئی غسل اس جیسا واجب مؤکد نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بیماروں کا صدقہ دے کر علاج کرو۔ اور زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مالوں کی حفاظت کرو۔ (قرب الاسناد)

۱۳۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں کہ آپؑ نے ایک کلام کے ضمن میں فرمایا کہ نماز کے معاملہ کی دیکھ بھال کرو۔ اور اس پر مداومت کرو۔ پھر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو اہل اسلام کے لیے قرب خدا حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ پس جو شخص بطیّب خاطر زکوٰۃ ادا کرے گا وہ اس کے (گناہوں کا) کفارہ بن جائے گی اور آتش دوزخ سے حجاب۔ پس کوئی شخص زکوٰۃ ادا کر کے اس پر رنج و افسوس نہ کرے (بلکہ خدا کا شکر ادا کرے) اور جو شخص زکوٰۃ ادا تو کرے مگر طیب خاطر کے ساتھ نہ کرے۔ بلکہ اس (مال) سے زکوٰۃ سے بہتر کسی (فائدہ) کی امید رکھے تو وہ سنت کا جاہل، اجر میں نقصان اٹھانے والا، عمل میں گمراہ اور طویل الندامت ہے۔ (نہج البلاغہ)

۱۴۔ نیز آنجنابؑ ہی سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: ایمان کی دیکھ بھال کرو صدقہ دینے کے ساتھ، اپنے مالوں کی حفاظت کرو زکوٰۃ ادا کرنے کے ساتھ اور بلا و مصیبت کی موجوں کو دور کرو دعا و پکار کے ساتھ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مقدمۃ العبادات (ج ۱، باب ۱) وغیرہ (باب ۵ از نمازِ جنازہ، باب ۱۴ از اعداد الفرائض اور باب ۴۹ از ملابس میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں اور چاندی کی زکوٰۃ، باب ۲ میں اور فطرہ، باب ۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

زکوٰۃ وغیرہ مالی حقوق و واجبات کی ادائیگی میں جود و سخاوت کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمۃ باسناد خود احمد بن سلیمان سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے جبکہ آپؑ طواف کر رہے تھے سوال کیا کہ ''جواد'' (سخی) کون ہے؟ فرمایا: تیرے اس کلام کے دو پہلو ہیں۔ اگر تیرا سوال مخلوق کے بارے میں ہے تو مخلوق میں سخی وہ ہوتا ہے جو خدا کے فرض کردہ مالی حقوق ادا کرے۔ (الفروع، معانی الاخبار)

۲۔ اسی روایت کو حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی نقل کیا ہے۔ اور اس میں یہ تتمہ بھی درج ہے کہ ''اور بخیل وہ ہے جو مالی فرائض ادا کرنے میں بخل سے کام لے۔'' (الخصال)

۳۔ حسن بن محبوب بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ سخاوت کی حد کیا ہے؟ فرمایا: جو مال خدا نے تم پر فرض کیا ہے اسے ادا کرو۔ اور اسے اپنے مقام (مستحقین) تک پہنچاؤ۔ (الفروع، معانی الاخبار)

۴۔ حسین بن ابوسعید مکاری ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین میں سے ایک شخص سے فرمایا: اگر جبرئیلؑ نے رب جلیل کی طرف سے مجھے یہ خبر نہ دی ہوتی کہ تو سخی ہے اور لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے تو میں تجھے اس طرح دھتکارتا اور وہ عبرت ناک سزا دیتا جو آنے والوں کے لیے نشانِ عبرت ہوتی! اس شخص نے کہا: کیا آپ کا پروردگار سخاوت کو پسند کرتا ہے؟ فرمایا: ہاں! اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ خداوند واحد و یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور تو اس کا رسول (برحق) ہے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر ایک جوان ہو اور گناہوں میں ڈوبا ہوا ہو۔ مگر ہو سخی۔ تو وہ خدا کو اس بوڑھے عبادت گزار سے زیادہ محبوب ہے جو بخیل ہو۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ سامری کو قتل نہ کرو۔ کیونکہ وہ سخی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مالی فرائض خداوندی کو ادا کرے وہ سب سے بڑا سخی ہے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوئی ہے جو جنت میں چار مکانات کے عوض مجھے چار چیزوں کی ضمانت دے؟ (۱) مال خرچ کرے اور فقر و فاقہ سے نہ ڈرے۔ (۲) اپنی ذات کے بارے میں لوگوں سے انصاف کرے۔ (۳) تمام عالم میں سلام کو عام کرے۔ (۴) اور اگرچہ حق پر ہو تاہم جھگڑے کو ترک کرے۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو معاوضہ کا یقین ہو وہ نفس کو خرچ کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ خدا فرماتا ہے: ﴿ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ وَ هُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴾ (تم راہِ خدا میں جو چیز بھی خرچ کرو گے خدا تمہیں اس کا بدل دے گا۔ کیونکہ وہ بہترین رزق دینے والا ہے)۔ (ایضاً)

۱۰۔ حریز بن عبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سخی اور کریم وہ ہے جو اپنے مال کو برحق خرچ کرے۔ (معانی الاخبار)

۱۱۔ علی بن عوف حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سخاوت یہ ہے کہ بندہ کا نفس (مال) حرام کا مطالبہ نہ کرنے میں سخاوت کرے۔ اور جب رزق حلال مل جائے تو اسے بطیب خاطر خدائے تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کرے۔ (ایضاً)

۱۲۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سخاوت ایک درخت ہے جس کا تنا جنت میں ہے اور وہ دنیا پر سایہ فگن ہے۔ پس جو شخص اس کی کسی شاخ کو پکڑے گا وہ اسے کھینچ کر جنت میں لے جائے گی۔ (ایضاً)

۱۳۔ حارث اعور (ہمدانی) بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے جو چند سوالات کئے ان میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ بیٹا! سخاوت کیا ہے؟ امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا: تنگی اور آسائش ہر دو میں مال خرچ کرنا۔ (ایضاً)

۱۴۔ جمیل بن دراج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: خدا نے (راہِ حق میں) ۹ درہم دینے سے بڑھ کر کسی سخت چیز سے بندوں کا امتحان نہیں لیا۔ (الخصال)

۱۵۔ سالم اپنے باپ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو آدمی قابل رشک ہیں ایک وہ آدمی جسے خدا مال دے اور وہ اسے رات دن ہر وقت (راہِ خدا میں) خرچ کرے۔ دوسرا وہ آدمی جسے خدا (علم) قرآن عطا فرمائے اور وہ شب و روز ہر وقت اس کی تلاوت کرے (اور اس کے احکام پر عمل کرے)۔ (ایضاً)

۱۶۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو خازنانِ جنت میں سے ایک فرشتہ کو حکم دیتا ہے اور وہ آ کر اس کے سینہ پر ہاتھ پھیرتا ہے جس کی وجہ سے اسے زکوٰۃ ادا کرنا آسان ہو جاتی ہے۔ (ثواب الاعمال)

۱۷۔ حضرت امیر علیہ السلام نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: میں تمہیں زکوٰۃ ادا کرنے میں خدا یاد دلاتا ہوں (کہ اس میں کوتاہی نہ کرنا) کیونکہ یہ تمہارے پروردگار کی آتشِ غضب کو بجھاتی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئندہ ابواب میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

زکوٰۃ ادا نہ کرنا فعل حرام ہے۔

(اس باب میں کل انتیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی چوبیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: جو شخص سونا یا چاندی رکھتا ہو اور اپنے اس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو خداوند عالم بروزِ قیامت اسے بقعۂ قرقر میں محبوس کرے گا اور اس پر گنجے سر[1] والا ناگ مسلط کرے گا۔ جو اسے ڈسنا چاہے گا اور وہ اس سے پہلو تہی کرے گا۔ مگر جب وہ دیکھے گا کہ اس سے گلو خلاصی کرانے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ تو یہ اپنا ہاتھ آگے بڑھائے گا اور وہ اسے اس طرح اپنے دانتوں سے کاٹے گا جس طرح مولی کاٹی جاتی ہے پھر وہ ناگ اس کی گردن کا طوق بن جائے گا۔ یہ ہے مطلب خدا کے اس ارشاد کا ﴿سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ (قیامت کے دن اس مال کو جس کے خرچ کرنے میں انہوں نے بخل کیا تھا۔ ان کی گردن کا طوق بنایا جائے گا)۔ اور جو شخص اونٹ، گائے، بھینس اور بھیڑ بکری کا مال رکھتا ہو اور ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو خدا اسے بروزِ قیامت بقعۂ قرقر میں محبوس کرے گا۔ جس پر کھر والا حیوان اسے اپنے کھروں سے روندے گا اور ہر دانت والا حیوان اس کا گوشت نوچے گا۔ اور جس شخص کے پاس کھجور، انگور یا کوئی اور زراعت (گندم، جو وغیرہ) کا مال ہوگا اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو خدا بروز قیامت سطح زمین سے لے کر سات زمینوں تک اس کی گردن کا طوق بنائے گا۔ (الفقیہ، الفروع، تفسیر قمی، معانی الاخبار، عقاب الاعمال، المحاسن)

۲۔ معروف بن خربوذ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ پس جو شخص نماز تو پڑھے مگر زکوٰۃ ادا نہ کرے تو گویا اس نے نماز بھی نہیں پڑھی ہے۔ (الفقیہ، الفروع)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بندہ اپنے مال کی کچھ زکوٰۃ بھی ادا نہیں کرے گا تو خدائے قادر وقہار قیامت کے دن اس مال کو آگ کا اژدھا بنا کر اس کی گردن کا طوق بنائے گا۔ جو حساب و کتاب سے فارغ ہونے تک برابر اسے ڈستا رہے گا۔ پھر فرمایا: یہ ہے خدا کے اس ارشاد کا مطلب ﴿سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ یعنی جس مال کی زکوٰۃ ادا کرنے میں انہوں نے بخل کیا ہوگا اسے ان کی گردن کا طوق بنایا جائے گا۔ (الفقیہ، الفروع، العقاب)

۴۔ مسعدہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے وہ مال ملعون ہے ملعون ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے۔ (الفقیہ، الفروع)

۵۔ ایوب بن راشد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص مانع زکوٰۃ ہوگا۔ تو قیامت کے دن ایک گنجے (زہریلے) سانپ کو اس کی گردن کا طوق بنایا جائے گا۔ جو اس کا دماغ کھائے گا۔ یہ ہے خدا

---

[1] اقرع اس سانپ کو کہتے ہیں جس کے سر کے بال اس کے زیادہ زہریلا ہونے کی وجہ سے گر جائیں۔ (المنجد)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

کے اس ارشاد کا مطلب ﴿سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾۔ (الفقیہ، الفروع، الامالی للطوسیؒ)

۱۶۔ عمرو بن جمیع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص زکوۃ ادا کرتا ہے اس کا مال کم نہیں ہوتا۔ اور جو ادا نہیں کرتا اس کا مال زیادہ نہیں ہوتا۔ (الفقیہ، الفروع)

۱۷۔ ابن مسکان حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اچانک حکم دیا اے فلاں تو اٹھ اور اے فلاں تو اٹھ!۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ پانچ آدمیوں کو نام بنام پکار کر کھڑا کر دیا پھر فرمایا: ہماری مسجد سے باہر نکل جاؤ اور اس میں نماز نہ پڑھو۔ کیونکہ تم زکوۃ نہیں دیتے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب، المقنعہ)

۱۸۔ عمرو بن شمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اپنے مالوں کی حفاظت کرو زکوۃ ادا کر کے، اپنے بیماروں کا علاج کرو صدقہ دے کے (فرمایا) خشکی اور تری میں کوئی مال تلف نہیں ہوتا۔ مگر زکوۃ نہ دینے کی وجہ سے۔ (ثواب الاعمال)

۱۹۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میری امت اس وقت تک برابر خیر و خوبی سے رہے گی جب تک خیانت کاری نہیں کرے گی۔ (بلکہ) امانت کو ادا کرے گی اور زکوۃ دے گی۔ اور جب ایسا نہیں کرے گی تو خدائے قہار اسے قحط سالی میں مبتلا کر دے گا۔ (عقاب الاعمال)

۱۱۰۔ حرث بن دلہاث اپنے والد (دلہاث) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے تین چیزوں کا حکم دیا ہے تین چیزوں کے ساتھ ملا کر۔ چنانچہ اس نے نماز کا حکم دیا اور اس کے ساتھ زکوۃ کا بھی دیا ﴿اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ پس جو شخص نماز تو پڑھے مگر زکوۃ نہ دے۔ تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اس نے اپنا شکر ادا کرنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ والدین کا شکر ادا کرے گا۔ ﴿اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ﴾ لہٰذا جو شخص والدین کا شکریہ ادا نہیں کرتا۔ وہ خدا کا بھی شکر گزار نہیں ہے۔ اور اس نے اپنا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا اور ساتھ صلۂ رحمی کرنے کا بھی حکم دیا ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ﴾ تو جو شخص صلۂ رحمی نہیں کرتا تو وہ خدا سے بھی نہیں ڈرتا۔ (عیون الاخبار، الخصال)

۱۱۔ احمد بن محمد بن خالد مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا: جب زکوۃ ادا نہیں کی جائے گی تو فقیر و نادار اور مالدار دونوں کی حالت خراب ہو جائے گی! راوی نے عرض کیا کہ اگر اس سے غریب کی حالت خراب ہو جائے گی یہ تو ظاہر ہے! مگر مالدار کی حالت کس طرح خراب ہوگی؟ فرمایا: جو سرمایہ دار زکوۃ ادا نہیں کرے گا اس کی حالت آخرت میں خراب

ہوگی۔ (معانی الاخبار)

۱۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم نے حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب زکوٰۃ ادا نہیں کی جائے گی تو زمین اپنی برکات روک لے گی۔ (الفروع)

۱۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، فرما رہے تھے کہ جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا وہ مرتے وقت دنیا میں دوبارہ لوٹائے جانے کا سوال کرے گا۔ چنانچہ خداوند عالم خبر دیتا کہ وہ کہے گا: ﴿قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ﴾ یا اللہ! مجھے ایک بار دوبارہ دنیا میں لوٹا دے تاکہ میں وہ نیک عمل بجالاؤں جو میں نے ترک کئے تھے۔ (الفروع، عقاب الاعمال، المحاسن)

۱۴۔ علی بن حسان بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک نماز بیس حجوں سے افضل ہے اور ایک حج اس کوٹھے سے بہتر ہے جو سونے سے بھرا ہوا ہو اور پھر پورا راہِ خدا میں صرف کر دیا جائے۔ پھر فرمایا: وہ آدمی کبھی کامیاب نہیں ہوگا جو سونے سے بھرے ہوئے بیس کوٹھوں کو پچیس درہم ادا نہ کر کے ضائع کر دے گا! راوی نے عرض کیا کہ پچیس درہم نہ دینے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کی نماز (قبولیت سے) روک لی جاتی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ پچیس درہم ایک ہزار درہم کی زکوٰۃ ہے۔

۱۵۔ رفاعہ بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم نے اس امت پر زکوٰۃ سے زیادہ سخت کوئی چیز فرض نہیں کی۔ اور اسی کی وجہ سے عام لوگ ہلاک و برباد ہوں گے۔ (الفروع، امالی شیخ طوسی)

۱۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ خشکی و تری میں کوئی مال ضائع نہیں ہوتا۔ مگر زکوٰۃ کے ضائع کرنے کی وجہ سے اور کوئی پرندہ شکار نہیں ہوتا مگر تسبیح خدا کو ضائع کرنے کی وجہ سے۔ (الفروع، الفقیہ)

۱۷۔ جناب احمد بن محمد البرقی باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ بالواسطہ جعفر صادق علیہ السلام روایت کرتے ہیں فرمایا: خشکی اور تری میں کوئی مال ضائع نہیں ہوتا۔ مگر زکوٰۃ کو ضائع کرنے کی وجہ سے۔ لہٰذا اپنے مالوں کی حفاظت کرو۔ زکوٰۃ ادا کر کے، اپنے بیماروں کا علاج کرو صدقہ دے کے اور بلاؤں اور مصیبتوں کے دروازوں کو بند کرو استغفار کر کے اور (فرمایا) خدا کا ذکر کرنے والے آدمی پر بجلی نہیں گرتی۔ اور کوئی پرندہ شکار نہیں ہوتا مگر تسبیح خدا کو ضائع

کرنے کی وجہ سے۔ (المحاسن)

۱۸۔ بعض اصحاب مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آٹھ قسم کے آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ منجملہ ان کے ایک مانع زکوٰۃ بھی ہے۔ (ایضاً)

۱۹۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک دن اپنے اصحابؓ سے فرمایا: ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ ملعون ہے۔ (قرب الاسناد)

۲۰۔ جناب سید رضی رضی اللہ عنہ حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے غریبوں کی گزر اوقات امیروں کے مال میں مقرر کی ہے۔ پس جب بھی کوئی غریب بھوکا رہتا ہے تو مالدار کے حق ادا نہ کرنے کی وجہ سے اور خدا ان لوگوں سے ضرور اس کی باز پرس کرے گا۔ (نہج البلاغہ)

۲۱۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود مجاشعی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ (جو لوگ سونا اور چاندی ''کنز'' (جمع) کرکے رکھتے رہتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دو) نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ ''کنز'' (خزانہ) نہیں ہے۔ خواہ ساتویں زمین کے نیچے ہی چھپا ہوا ہو اور جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ ''کنز'' ہے خواہ وہ زمین کے اوپر ہی پڑا ہو۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۲۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا۔ اس کی انتڑیوں کو آتش دوزخ میں کھینچا جائے گا۔ اور اس کا مال ایک ایسے زہریلے سانپ کی شکل اختیار کرے گا جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے جس سے آدمی بھاگے گا اور وہ اس کا پیچھا کرے گا۔ حتیٰ کہ وہ اسے اس طرح کاٹے گا جس طرح مولی کاٹی جاتی ہے۔ اور کہے گا کہ میں تیرا وہی مال ہوں جس کے خرچ کرنے میں تو نے بخل کیا تھا۔ (ایضاً)

۲۳۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے درہم و دینار اور لوگوں کے ان میں تصرف کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: یہ زمین میں خدا کی مہریں ہیں جنہیں خدا نے اپنی مخلوق کی مصلحت و بہتری کیلئے بنایا ہے۔ انہی سے ان کی زندگی اور اس کے نشیب و فراز درست ہوتے ہیں۔ پس جس شخص کو یہ بکثرت مل جائیں اور وہ خدا کے حقوقِ مالی ادا کرے اور زکوٰۃ دے تو وہ خوش قسمت

ہے جس کے لیے یہ خالص وخوشگوار ہیں اور جس کے پاس دولت تو زیادہ ہو مگر وہ بخل کرے اور خدا کا حق ادا نہ کرے (بلکہ) اس سے (سونے چاندی کے) برتن بنائے۔ تو یہ وہ ہے جس پر خدا کی یہ وعید وتہدید صادق آتی ہے جو اس نے کی ہے کہ ﴿یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُکْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ﴾ (اس (قیامت کے) دن اس مال (درہم ودینار) کو آتش دوزخ میں گرم کیا جائے گا اور پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا اور (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے تمہارا وہ مال جو تم نے جمع کر کے رکھا تھا۔ آج اس خزانہ کا مزہ چکھو جو تم نے جمع کیا تھا)۔ (ایضاً)

۲۴۔ یاسر خادم حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب والی اور حاکم جھوٹ بولتے ہیں تو بارشیں رک جاتی ہیں اور جب بادشاہ ظلم و جور کرتے ہیں تو حکومتیں کمزور ہو جاتی ہیں اور جب زکوٰۃ ادا نہ کی جائے تو حیوانات مرنے لگ جاتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ اور اس سے پہلے باب ۷ از نماز طلب بارش میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں اور جہاد النفس باب ۲۳ میں) ذکر کی جائیں گی

باب ۴

اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے وجوب کا انکار کر کے ادا نہ کرے تو وہ اس سے کافر و مرتد ہو جائے گا۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ زکوٰۃ دینے والا کچھ بھی قابل تعریف نہیں ہے (جب تک ادا نہ کرے) کیونکہ یہ ایک ظاہر وباہر چیز ہے اور اس کے ذریعہ سے خدا نے اس کے خون کی حفاظت کی ہے اور اس کا نام مسلمان رکھا ہے۔ (الفروع)

۲۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے مالداروں کے مال میں غریبوں اور ناداروں کے لیے ایک حصہ فرض کیا ہے لہٰذا وہ جب تک یہ حق ادا نہیں کریں گے تب تک وہ قابل تعریف قرار نہیں پائیں گے اور وہ حق ہے زکوٰۃ۔ اسی کے ذریعہ سے ان کے خون کی حفاظت کی گئی ہے اور اسی کی وجہ سے ان کا نام مسلمان رکھا گیا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص زکوٰۃ کا صرف ایک قیراط[1] ادا

[1] ایک مخصوص وزن ہے۔ (المنجد)۔ بقولے بقدر جو کے بارہ (۱۲) دانوں کے۔ (القاموس)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

نہ کرے وہ نہ مؤمن ہے اور نہ مسلمان۔ یہی خدا کا فرمان ہے کہ (تارکِ زکوٰۃ موت کے وقت کہے گا) ﴿رَبِّ ارْجِعُوْنَ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ﴾ (بارالٰہا! مجھے ایک بار دوبارہ دنیا میں بھیج دے تاکہ میں ترک شدہ نیک عمل بجالاؤں)۔ (الفروع، الفقیہ، المحاسن، التہذیب، المقنعہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں ہے کہ اس کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ (الفروع)

۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص زکوٰۃ کا صرف ایک قیراط ادا نہ کرے وہ مرتے وقت چاہے تو یہودی ہو کر مرے اور چاہے تو نصرانی ہو کر مرے۔

(الفروع، المحاسن، عقاب الاعمال)

۶ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اسلام میں دو مال (دو مومن) خدا کی طرف سے حلال ہیں مگر جب تک ہمارے قائم آلِ محمد عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کا ظہور نہیں ہوگا ان کا فیصلہ کوئی نہیں کرے گا ہاں جب خدا تعالیٰ ان کو بھیجے گا تو وہ ان کے بارے میں خدا کا حکم نافذ فرمائیں گے: (۱) ایک محصن زانی ہے جسے وہ رجم کریں گے۔ (۲) دوسرا مانع زکوٰۃ ہے جس کی وہ گردن اڑا دیں گے۔ (الفقیہ، الفروع، عقاب الاعمال، المحاسن)

۷۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امام علی علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا: یا علیؑ! اس امت میں سے دس قسم کے لوگ کفر کے مرتکب ہوئے ہیں اور پھر ان میں سے ایک مانع زکوٰۃ کو شمار فرمایا۔ پھر فرمایا: یا علیؑ! آٹھ آدمی ایسے ہیں جن کی نماز خدا قبول نہیں کرتا۔ اور ان میں سے ایک مانع زکوٰۃ کو شمار فرمایا۔ پھر فرمایا: یا علیؑ! جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ میں سے صرف ایک قیراط نہ دے تو وہ نہ مؤمن ہے نہ مسلمان اور نہ ہی اس کی کوئی عزت و عظمت ہے۔ یا علیؑ! جو تارک زکوٰۃ ہوگا۔ وہ (موت کے وقت) خدا سے دنیا میں دوبارہ بھیجنے کی خواہش کرے گا (جو قبول نہیں ہوگی)۔ اور یہ ہے خدا کا فرمان ﴿حَتّٰیٓ اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ﴾ (کہ جب ان لوگوں میں سے کسی کو موت آتی ہے تو کہتا ہے بارالٰہا مجھے واپس بھیج دے)۔ (الفقیہ)

۸۔ محمد بن خالد اپنے والد (خالد) سے اور وہ بعض اصحاب سے (اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں) فرمایا: جو زکوٰۃ کا ایک قیراط نہ دے وہ نہ مؤمن ہے اور نہ مسلمان اور پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: خشکی یا تری میں جو مال ضائع ہوتا ہے یہ سب زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا نتیجہ ہے اور فرمایا: جب قائم آلِ محمد علیہ السلام

قیام فرمائیں گے تو مانع زکوٰۃ کو پکڑ کر اس کی گردن اڑا دیں گے۔ (عقاب الاعمال، المحاسن)

۹۔ جناب علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں فرمایا: جو زکوٰۃ کا ایک قیراط ادا نہ کرے وہ نہ مؤمن ہے نہ مسلمان اور نہ ہی اس کی کوئی عزت و آبرو ہے۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مقدمۃ العبادات (باب ۱ و ۲۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

زکوٰۃ اور اس جیسے (مالی حقوق) ادا کرنے میں بخل کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا جو کہہ رہا تھا کہ بخیل ظالم سے زیادہ معذور ہے جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: تو جھوٹ بول رہا ہے۔ کیونکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ظالم ظلم کرکے توبہ و انابہ کر لیتا ہے۔ اور لوگوں کا حق واپس کر دیتا ہے اور استغفار کرتا ہے (اور خدا اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے) مگر بخیل جب بخل کرتا ہے تو وہ نہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے، نہ صدقہ اور نہ ہی صلۂ رحمی کرتا ہے۔ نہ مہمان کو کھانا کھلاتا ہے اور نہ ہی وہ راہِ خدا اور نیکی کے کاموں میں روپیہ صرف کرتا ہے۔ لہٰذا بخیل پر جنت میں داخلہ حرام ہے۔ (الفروع، الفقیہ، قرب الاسناد)

۲۔ احمد بن سلیمان حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حقیقی بخیل وہ ہے جو (مالی) فرائض ادا کرنے میں بخل کرتا ہے۔ (الفروع، معانی الاخبار)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ شخص بخیل نہیں ہے جو واجبی زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور مصیبت کے وقت اپنی قوم کی مالی اعانت بھی کرتا ہے۔ (الفروع)

۴۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ شخص بخیل نہیں ہے جو واجبی زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور بوقت مصیبت قوم کی مالی امداد بھی کرتا ہے۔ ہاں حقیقی بخیل وہ ہے جو اپنے مال کی واجبی زکوٰۃ ادا نہ کرے اور نہ مصیبت کے وقت قوم کی مالی امداد کرے اور اس کے علاوہ (فضول کاموں میں) فضول خرچی کرے۔ (الفروع، معانی الاخبار، الفقیہ)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد خداوندی ﴿كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ﴾

(اسی طرح خداوند عالم ان کو ان کے اعمال حسرت بنا کر دکھائے گا) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنا مال جمع کرتا رہتا ہے اور بخل کی وجہ سے راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتا۔ پھر مر جاتا ہے اور وہ مال (اپنے وارث کے لیے) چھوڑ جاتا ہے جو اس مال کو خدا کی اطاعت میں یا اس کی نافرمانی میں صرف کرتا ہے پس اگر اس نے اسے اطاعت خدا میں صرف کیا تو جب وہ مال جمع کرنے والا شخص اس (کے ثواب) کو دوسرے شخص کے میزان عمل میں دیکھے گا تو اسے حسرت و ندامت ہوگی کیونکہ مال اس کا تھا (مگر فائدہ دوسرے نے اٹھایا) اور اگر اس نے اسے نافرمانی خدا میں صرف کیا تو بھی اسے حسرت ہوگی کہ اس آدمی کو بھی تقویت تو اس نے بہم پہنچائی کہ اس نے اس مال کو خدا کی نافرمانی میں صرف کیا۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جس طرح بخل نے اسلام (و ایمان) کو مٹایا (اور نقصان پہنچایا) ہے اس طرح کسی اور چیز نے نہیں مٹایا۔ پھر فرمایا: یہ بخل چیونٹی کی چال چلتا ہے اور شرک کی طرح اس کے بھی مختلف شعبے (حصے) ہیں۔ (الفقیہ، الخصال)

۷۔ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب خدائے عز و جل کو کسی بندہ کی ضرورت نہ ہو تو اسے بخل و کنجوسی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (الفقیہ)

۸۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نجات دہندہ چیزیں تین ہیں: (۱) کھانا کھلانا۔ (۲) سلام کو عام کرنا۔ (۳) اور رات کے وقت جب کہ لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھنا۔ (ایضاً)

۹۔ حارث اعور بیان کرتے ہیں کہ منجملہ ان سوالات کے جو حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے فرزند حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے کئے ایک یہ سوال بھی تھا کہ "شح" (بخل) کیا ہے؟ فرمایا: جو کچھ اپنے ہاتھوں میں ہو اسے باعث شرف اور کچھ (راہِ خدا میں) صرف کیا جائے اسے ضائع سمجھا جائے۔ (معانی الاخبار)

۱۰۔ فضیل بن عیاض حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں (شح اور بخل میں جو باریک فرق ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے) فرمایا کہ شحیح بخیل سے زیادہ سخت ہے کیونکہ بخیل وہ ہے جو اس مال کے خرچ کرنے میں بخل کرتا ہے جو اس کے پاس موجود ہے۔ مگر شحیح وہ ہے جو اپنے اور پرائے سب مال میں بخل کرتا ہے اور جو کچھ لوگوں کے پاس دیکھتا ہے آرزو کرتا ہے کہ وہ سب کچھ بطریق حلال یا حرام اس کے قبضہ میں آ جائے مگر (پھر بھی اس کا) پیٹ نہیں بھرتا۔ اور نہ ہی وہ خدا کے دیئے ہوئے پر قناعت کرتا ہے۔ (معانی الاخبار، الفقیہ)

۱۱۔ عبدالاعلیٰ بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بخیل وہ ہے جو ناجائز طریقہ پر

حلال کمائے اور پھر بے محل صرف کرے۔ (معانی الاخبار)

۱۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ شحیح وہ ہے جو حق اللہ کو روکے اور پھر اسے حق اللہ کے خلاف صرف کرے۔ (ایضاً)

۱۳۔ علی بن المعلی اسدی بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم کے کچھ بقعے (زمین کے حصے) ایسے ہیں کہ جن کا نام "منتقمہ" (انتقام لینے والے) ہے جب خدا کسی بندہ کو مال دے اور وہ اس سے خدا کا حق ادا نہ کرے تو خدا اس پر ان بقعوں میں سے کسی بقعہ کو مسلط کر دیتا ہے اور وہ اس مال کو اس میں تلف کر دیتا ہے۔ پھر وہ شخص خود مر جاتا ہے اور اس بقعہ کو چھوڑ جاتا ہے۔
(علل الشرائع، معانی الاخبار، الامالی، الفقیہ)

۱۴۔ ابوسعید خدری حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں جو کسی مسلمان میں جمع نہیں ہوتیں: (۱) بخل۔ (۲) اور بد خلقی۔ (الخصال)

۱۵۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: بخل اور ایمان کسی بندہ کے دل میں کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ (ایضاً)

۱۶۔ جازق (عبدالغفار) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ شخص مؤمن (کامل) نہیں ہو سکتا جس میں بخل، حسد، بزدلی ہو (فرمایا) اور مؤمن بزدل، حریص اور بخیل نہیں ہوتا۔ (الخصال، صفات الشیعہ)

۱۷۔ سعد بن طریف حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین درجات ہیں، تین کفارات الخ۔۔۔۔ (یہاں وہی حدیث درج کی ہے جو قبل ازیں ج ۱، باب ۲۳، باب ۲۳ حدیث نمبر ۱۳ مقدمۃ العبادات میں ذکر کی جا چکی ہے فراجع)۔

۱۸۔ انسؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزیں مہلک ہیں اور تین منجی (نجات دہندہ) ہیں۔ نجات دہندہ تین چیزیں یہ ہیں: (۱) ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرنا۔ (۲) فقر ہو یا غنا ہر حال میں درمیانہ روی اختیار کرنا۔ (۳) رضا و غضب میں عدل و انصاف کرنا۔ اور تین مہلکات یہ ہیں: (۱) وہ بخل جس کی اطاعت کی جائے۔ (۲) وہ خواہش نفس جس کی پیروی کی جائے۔ (۳) آدمی کا اپنے آپ پر اترانا۔ (الخصال)

۱۹۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ وہ بخل جس کی اطاعت کی جائے دراصل خدا پر بدگمانی کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔ (ایضاً)

۲۰۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: خبردار بخل سے اجتناب کرنا کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے ہلاک و برباد ہوئے ہیں وہ بخل کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ بخل نے انہیں جھوٹ بولنے کا حکم دیا تو انہوں نے جھوٹ بولا۔ اس نے انہیں ظلم و جور کرنے کا حکم دیا۔ تو انہوں نے ظلم کیا۔ اس نے انہیں قطع رحمی کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے قطع رحمی کی۔ (اس طرح وہ اخروی طور پر تباہ و برباد ہو گئے)۔ (ایضاً)

۲۱۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، فرمایا: فحش (قبیح قول یا فعل) سے اپنے آپ کو بچانا کیونکہ خداوند عالم فاحش (قبیح، بدخلق، بخیل) اور متفحش (بدکلامی اور گالی دینے والے) کو پسند نہیں کرتا۔ اور خبردار! ظلم و ستم سے بچنا۔ کیونکہ ظلم کرنا بارگاہِ خدا میں بروزِ قیامت ظلمات (اندھیرے) بن جائے گا۔ اور خبردار! بخل سے احتراز کرنا۔ کیونکہ اسی بخل نے تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو ایک دوسرے کے خونِ ناحق بہانے، قطع رحمی کرنے اور حرام کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔ (اور اس طرح ہلاک ہوئے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و باب ۳ میں اور ج ا، باب ۱۵ و ۲۳ از مقدمۃ العبادات میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ میں باب ۲۴ از نفقات میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

ہر واجبی مالی حق کا ادا نہ کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص بھی ایک درہم وہاں خرچ نہیں کرتا جہاں خرچ کرنا چاہیئے تو وہ ضرور دو درہم بے محل خرچ کرتا ہے اور جو شخص بھی اپنے کسی مالی حق کو ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن خدا ضرور آتش دوزخ کو سانپ بنا کر اس کی گردن کا طوق بنائے گا۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب، المقنعہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص خدا کے کسی (مالی) حق کو ادا نہیں کرتا تو وہ ضرور باطل میں اس کے دو برابر خرچ کرتا ہے۔ (الفروع)

۳۔ احمد بن محمد بن ابو نصر ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ نعمتِ خداوندی ہر وقت خطرہ میں ہے۔ کیونکہ بندہ پر اس نعمت کی وجہ سے خدا

کے کچھ حقوق ہیں۔ (جن کی ادائیگی واجب ہے)۔ فرمایا: بخدا مجھ پر خداوند عالم کی نعمتیں ہوتی ہیں اور میں برابر خائف و ترسان رہتا ہوں۔ (یہاں امامؑ نے اپنے ہاتھ کو خوف زدہ آدمی کی طرح) حرکت دی۔ جب تک ان (مالی) حقوق کو ادا نہیں کر لیتا جو خداوند متعال نے مجھ پر فرض کئے ہیں۔ (الفروع، قرب الاسناد)

۴۔ ابوالجارود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم بروز قیامت کچھ لوگوں کو اس طرح قبروں سے محشور کرے گا کہ ان کے ہاتھ ان کی گردنوں سے بندھے ہوئے ہوں گے۔ جو انگلی کے پور کے برابر کوئی چیز اٹھا نہیں سکیں گے۔ ان کے ہمراہ کچھ ملائکہ ہوں گے جو ان پر سخت طعن و تشنیع کرتے ہوئے کہہ رہے ہوں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے بہت سے مال سے تھوڑا سا مال نہیں نکالا تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے بہت سا مال و منال دیا تھا مگر انہوں نے اپنے مالوں سے خدا کا حق ادا نہیں کیا تھا۔ (الفروع، عقاب الاعمال)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: درہم و دینار نے ہی تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا اور یہی تمہیں بھی ہلاک و برباد کریں گے۔ (الخصال)

۶۔ محمد بن احمد بن یحییٰ بن عمران مرفوعاً روایت کرتے ہیں فرمایا: سونا اور چاندی دو مسخ شدہ پتھر ہیں۔ تو جو شخص ان سے محبت کرے گا تو وہ انہی کے ساتھ (جہنم میں) ہوگا۔ (ایضاً)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان سے ایسی محبت کرے گا کہ ان سے خدا کا حق ادا نہیں کرے گا وہ ان کے ہمراہ دوزخ میں جائے گا۔

۷۔ عبدالرحمٰن العزرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ابلیس لعین کہتا ہے کہ فرزند آدم! جس قدر چاہے مجھے تھکائے مگر اس کے تین کاموں میں سے کوئی ایک کام بھی مجھے نہیں تھکا سکتا: (۱) اس کا ناجائز طریقہ پر مال حاصل کرنا۔ (۲) واجبی حق کا ادا نہ کرنا۔ (۳) یا مال کا بے جا خرچ کرنا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ میں) بیان کی جائیں انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

ان مالی حقوق کا بیان جو زکوٰۃ کے علاوہ (مالداروں کے) مال سے متعلق ہیں اور ان کے چند احکام۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عامر بن جذاعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا ابا عبداللہ! قرض اس وقت ادا کرنا چاہیئے جب وسعت ہو؟ امامؑ نے فرمایا: (بلکہ) غلہ کے پکنے تک! اس شخص نے کہا: نہ بخدا! (غلہ نہیں ہے) امامؑ نے فرمایا: پھر اس تجارت (کاروبار) تک جس کا نفع لوٹ کر آئے! عرض کیا: نہ بخدا (کاروبار بھی نہیں ہے) فرمایا: پھر کسی جائیداد کی فروختگی تک۔ کہا: نہ بخدا۔ (جائیداد بھی نہیں ہے) امامؑ نے فرمایا: اگر ایسی صورت حال ہے تو پھر تو ان لوگوں میں سے ہے جن کا خدا نے ہمارے مالوں میں حق مقرر کیا ہے! پھر امامؑ نے ایک تھیلی منگوائی اور اس میں ہاتھ داخل کر کے (درہم یا دینار کی) ایک مٹھی بھر کر اس کو دی اور فرمایا: خدا سے ڈرنا، نہ اسراف کرنا اور نہ کنجوسی کرنا۔ بلکہ ان کے بین بین رہنا۔ کیونکہ تبذیر اسراف (فضول خرچی) میں سے ہے اور خدا فرماتا ہے کہ ﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا﴾ تبذیر (فضول خرچی) نہ کرو۔ (الفروع)

۲۔ سماعہ بن مہران حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: لیکن خدا نے زکوٰۃ کے علاوہ مالداروں کے مال میں کچھ حقوق مقرر کئے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ﴾ (کہ ان کے مالوں میں سائل کا حق معلوم ہے) فرمایا: یہ "حق معلوم" زکوٰۃ کے علاوہ ہے اور اس سے مراد وہ چیز ہے جو انسان خود اپنے اوپر اپنے مال میں اپنی وسعت وطاقت کے مطابق فرض قرار دیتا ہے اور اس پر واجب ہے کہ ایسا کرے۔ پس اسے چاہیئے کہ جو اپنے اوپر فرض کیا ہے اسے ہر روز دے۔ یا ہر جمعہ کو دے۔ یا ہر مہینہ میں دے۔ نیز خدا فرماتا ہے: ﴿اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ (خدا کو قرضہ حسنہ دو)۔ فرمایا: یہ بھی زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔ نیز خدا فرماتا ہے: ﴿يُنْفِقُوْنَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً﴾ (ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں) فرمایا: ہم "ماعون" بھی مالی حق ہے اور (اس سے مراد لوگوں کو قرضہ دینا، عاریۃً دینا اور نیکی کے کاموں میں روپیہ صرف کرنا ہے اور منجملہ ان مالی فرائض کے جو زکوٰۃ کے علاوہ خدا نے مال میں فرض کئے ہیں ایک یہ ہے کہ ﴿وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ﴾ (وہ لوگ جو صلہ رحمی کرتے ہیں جس کا خدا نے حکم دیا ہے) پس جو شخص خدا کے اس فرض کو ادا کرے گا پس وہ اس سے بری الذمہ ہو جائے گا اور خدا کی مالی نعمتوں کا شکرگزار سمجھا جائے گا۔ نیز اسے چاہیئے کہ اس لیے بھی خدا کی حمد وثنا کرے کہ اس نے اسے مالی وسعت عطا کر کے دوسرے لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ اور پھر اسے اپنے مالی فرائض ادا کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ہمارے ساتھ کچھ مالدار صاحبان بھی موجود تھے کہ انہوں نے زکوٰۃ کا تذکرہ کیا۔ امامؑ نے فرمایا: صرف زکوٰۃ ادا کرنا کوئی قابل

تعریف کارنامہ نہیں ہے یہ تو ایک ظاہری چیز ہے جس کے ذریعہ سے اس کا خون محفوظ کیا گیا ہے (ورنہ کافر ہو کر مہدور الدم ہو جاتا) اور اس کا نام مسلمان رکھا گیا ہے اور اگر اسے ادا نہ کرے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ البتہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی تمہارے مالوں میں کچھ حقوق تم پر لازم ہیں! میں نے عرض کیا: اصلحک اللہ! زکوٰۃ کے علاوہ ہمارے مالوں میں ہم پر اور کیا حقوق ہیں؟ فرمایا: سبحان اللہ! کیا تو نے خدا کا یہ فرمان کبھی نہیں سنا جہاں وہ فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ﴾ میں نے عرض کیا کہ وہ "حق معلوم" کیا ہے جو ہم پر لازم ہے؟ فرمایا: یہ وہ حق ہے جو مالدار اپنے مال میں سے اپنے اوپر لازم قرار دے دیتا ہے کہ وہ ہر روز یا ہر جمعہ (ہر ہفتہ) یا ہر ماہ دیا کرے گا۔ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ مگر اس پر مداومت ضروری ہے۔ نیز خدا (کچھ لوگوں کی مذمت کرتے ہوئے فرماتا ہے) ﴿وَ يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ﴾ (کہ وہ ماعون کو ادا نہیں کرتے)۔ فرمایا: اس (ماعون) سے لوگوں کو قرضہ دینا، کوئی نیکی کا کام کرنا۔ گھر کا ساز و سامان (صاحبانِ ضرورت کو) عاریۃً دینا مراد ہے اور اسی سے زکوٰۃ بھی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہمارے کچھ ایسے پڑوسی بھی ہیں کہ جب ہم ان کو عاریۃً کچھ سامان دیتے ہیں تو وہ (بدسلیقہ) اسے توڑ پھوڑ دیتے ہیں۔ تو اگر ہم ایسے لوگوں کو عاریۃً نہ دیں تو ہم گنہگار ہوں گے؟ فرمایا: اگر وہ ایسے ہیں تو ان کو نہ دینے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس کا کیا مطلب ہے: ﴿وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا﴾ (کہ وہ خدا کی محبت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں) فرمایا: اس سے زکوٰۃ کی ادائیگی مراد نہیں ہے (بلکہ وہ اپنی گرہ سے ایسا کرتے ہیں)۔ پھر عرض کیا: خدا کے اس فرمان کا مطلب کیا ہے؟ ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً﴾ (جو لوگ اپنے مالوں کو رات دن پوشیدہ اور کھلم کھلا خرچ کرتے ہیں؟) فرمایا: اس سے بھی زکوٰۃ مراد نہیں ہے۔ عرض کیا کہ خدا کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے؟ ﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ (اگر صدقات کو ظاہر کرو تو بھی ٹھیک ہے۔ اور اگر ان کو پوشیدہ طور پر فقیروں، مسکینوں کو دو تو یہ زیادہ بہتر ہے)۔ فرمایا: یہ بھی زکوٰۃ سے نہیں ہے۔ نیز تمہارا رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنا بھی زکوٰۃ میں داخل نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابو بصیر ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ خیال کرتے ہو کہ مال میں صرف زکوٰۃ فرض ہے! حالانکہ خدا نے مال میں زکوٰۃ کے علاوہ جو کچھ فرض کیا ہے وہ زکوٰۃ سے زیادہ ہے! جس میں قرابت داروں کو دینا، جو سائل سامنے آ جائے اسے دینا شامل ہے۔

(الفروع، التہذیب، المقنعہ)

۵۔ اسماعیل بن جابر نے ارشاد خداوندی ﴿وَالَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ﴾ (یہ وہ لوگ ہیں جن کے مالوں میں سائل اور بے سوال کا حق معلوم ہے) کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آیا یہ حق زکوٰۃ کے علاوہ ہے؟ فرمایا: (ہاں) اس سے مراد یہ ہے کہ خداوند عالم کسی شخص کو ثروت و دولت عنایت فرمائے اور یہ اس میں ایک ہزار، دو ہزار، تین ہزار یا اس سے کم و بیش نکالے اور اس سے صلہ رحمی کرے، اور اپنی قوم و قبیلہ کا بوجھ اٹھائے۔ (الفروع)

۶۔ قاسم بن عبدالرحمٰن انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے بتائیں کہ اس آیت مبارکہ ﴿فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ﴾ میں ''حق معلوم'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: اس سے مراد وہ روپیہ پیسہ ہے جو انسان اپنے مال میں سے نکالتا ہے۔ جو فرض زکوٰۃ اور صدقہ (فطرہ وغیرہ) میں سے نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ جب وہ نہ زکوٰۃ ہے اور نہ صدقہ تو پھر وہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ وہ چیز ہے جو آدمی اپنی مالی استطاعت کے مطابق کم یا زیادہ اپنے مال میں سے نکالتا ہے جس سے صلہ رحمی کرتا ہے، کمزور کو طاقتور بناتا ہے (یا مہمان نوازی کرتا ہے)، کسی (غریب) کا کوئی بوجھ اٹھاتا ہے، کسی دینی بھائی سے نیکی کرتا ہے یا اس کی کسی مصیبت میں اس کی مدد کرتا ہے۔ امامؑ کا یہ جواب سن کر اس شخص نے (خوش ہوکر) کہا: ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ (خدا بہتر جانتا ہے کہ اس نے اپنی رسالت کہاں رکھی ہے یعنی کسے رسول بناتا ہے)۔ (ایضاً)

۷۔ صفوان جمال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد خداوندی ﴿لِلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ﴾ میں ''محروم'' کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے پھوٹی قسمت والا وہ شخص مراد ہے جو خرید و فروخت کرنے میں اپنی محنت سے محروم ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۸۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں امامین علیہما السلام سے منقول ہے فرمایا: ''محروم'' سے مراد وہ شخص ہے جس کی عقل تو ٹھیک ہے مگر اس کا رزق وسیع نہیں ہے یعنی وہ پھوٹی ہوئی قسمت والا ہے۔ (ایضاً)

۹۔ مفضل (بن عمر) بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپؑ سے پوچھا کہ کتنے مال میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ امامؑ نے فرمایا: تو نے ظاہری زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا ہے یا باطنی زکوٰۃ کے بارے میں؟ اس نے عرض کیا کہ دونوں کے بارے میں؟ فرمایا: جہاں تک ظاہری زکوٰۃ کا تعلق ہے تو وہ تو ایک ہزار میں پچیس واجب ہیں اور زکوٰۃ باطنی یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کا تیرا بھائی تجھ سے زیادہ محتاج ہے تو اس میں اپنے آپ کو اس پر ترجیح نہ دے۔ (الفروع)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے عمار! تو بہت سے مال کا مالک ہے! عمار نے کہا: ہاں! میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! فرمایا: کیا تو وہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے جو خدا نے تجھ پر فرض کی ہے؟ کہا: ہاں! فرمایا: کیا اپنے مال سے "حق معلوم" بھی ادا کرتا ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: کیا تو اپنے قرابت داروں سے صلہ رحمی بھی کرتا ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: کیا (دینی) بھائیوں سے بھی صلہ رحمی کرتا ہے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: اے عمار! مال فنا ہو جائے گا اور بدن بوسیدہ ہو جائے گا مگر عمل (صالح) باقی رہے گا۔ اور جزاء و سزا دینے والا ایسا زندہ ہے کہ اس کے لیے موت نہیں ہے! اے عمار! آگاہ باش! جو کچھ (عمل خیر) تو نے آگے بھیجا ہے وہ تجھ سے آگے نہیں نکل جائے گا۔ (تمہیں مل جائے گا) اور جو کچھ پیچھے چھوڑ جاؤ گے وہ تم سے نہیں مل سکے گا۔ (الفقیہ، الفروع)

۱۱۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: "حق معلوم" زکوٰۃ میں سے نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جسے تم اپنے مال سے نکالتے ہو۔ چاہو تو ہر جمعہ کو اور چاہو تو مہینہ میں اور ہر صاحب فضل کے لیے اس کا فضل ہے۔ اور خدا کا یہ ارشاد کہ ﴿وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ یہ بھی زکوٰۃ میں سے نہیں ہے۔ اور "ماعون" بھی زکوٰۃ میں سے نہیں ہے یہ ایک نیکی ہے جو تم کرتے ہو۔ کسی (حاجت مند) کو قرضہ دیتے ہو۔ گھر کا سامان عاریۃً دیتے ہو۔ اور قرابت داروں سے صلہ رحمی کرنا بھی زکوٰۃ میں سے نہیں ہے اور یہ خدا جو فرماتا ہے کہ ﴿وَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ﴾ تو یہ حق معلوم بھی زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو آدمی اپنی طاقت و وسعت کے مطابق اپنے اوپر فرض کر لیتا ہے اور واجب ہے کہ یہ اپنے مال و جان پر فرض کرے۔ (الفقیہ)

۱۲۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں "ماعون" کو ادا نہ کرنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا: جو شخص اپنے پڑوسی کو "ماعون" (قرضہ اور نیکی وغیرہ) نہ دے قیامت کے دن خدا اس کو اپنی خیر سے محروم کرے گا اور اسے اس کے نفس کے حوالہ کر دے گا اور جسے خدا نے اس کے نفس کے حوالے کر دیا اس کی حالت کس قدر بری ہوگی؟ (ایضاً)

۱۳۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: "معروف" زکوٰۃ کے علاوہ ایک چیز ہے۔ پس تم نیکی اور صلہ رحمی کر کے خدا کا قرب حاصل کرو۔ (الخصال)

۱۴۔ اسحاق بن غالب بالواسطہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نیکی کرنا اور صدقہ دینا فقر و فاقہ کو دور کرتے ہیں، زندگی کو بڑھاتے ہیں اور ستر قسم کی بری موت کو دور کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۵۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص اپنے پڑوسی کو "ماعون" نہ دے جبکہ اسے ضرورت ہو۔ تو خداوند عالم اسے بروز قیامت اپنے فضل و کرم سے محروم رکھے گا۔ اور اسے اس کے نفس کے حوالہ کردے گا۔ اور جسے خدا اس کے نفس کے حوالہ کرے گا وہ ہلاک و برباد ہو جائے گا۔ اور خدا اس کا کوئی عذر قبول نہیں کرے گا۔ (عقاب الاعمال)

۱۶۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا: یا نبی اللہؐ! آیا زکوٰۃ کے علاوہ بھی مال میں کوئی حق ہے؟ فرمایا: ہاں! قرابت داروں سے صلہ رحمی کرنا۔ اور مسلمان پڑوسی سے اچھا برتاؤ برتنا۔ فرمایا: وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جو رات کو شکم سیر ہو کر سو جائے جبکہ اس کا مسلمان پڑوسی بھوکا ہو۔ پھر فرمایا: جبرئیلؑ برابر مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ کہیں اسے میری وراثت میں بھی شریک نہ کر دیں! (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۷۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں سماعہ سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے ﴿وَ الَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ﴾۔ فرمایا: اس سے مراد وہ مالی فریضہ ہے جو زکوٰۃ کے علاوہ خدا نے مال میں فرض کیا ہے اور جو شخص مالی فرائض ادا کر دے تو گویا اس نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: شاید ان حدیثوں میں "فرض" سے مراد مستحب مؤکد ہے۔ کیونکہ وجوب زکوٰۃ کی حدیثوں میں یہ بات گزر چکی ہے (کہ زکوٰۃ کے علاوہ کوئی مالی حق واجب نہیں ہے) یا اس سے مراد مال کی وہ مقدار ہے جس سے ایک مؤمن کی ضرورت پوری ہو جائے۔ اور اگر وجوب سے اس کے اصطلاحی معنی مراد لئے جائیں تو پھر ممکن ہے کہ اس کو تقیہ پر محمول کیا جائے۔

باب ۸

نو چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے یعنی (۱) سونا۔ (۲) چاندی۔ (۳) اونٹ۔ (۴) گائے، بھینس۔ (۵) بھیڑ بکری۔ (۶) گندم۔ (۷) جو۔ (۸) کھجور اور (۹) انگور۔ ان کے علاوہ دیگر دانوں وغیرہ میں واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل اٹھارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو چھوڑ کر باقی بارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: جب ماہِ رمضان میں زکوٰۃ والی آیت یعنی ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منادی کو حکم دیا جس نے لوگوں میں منادی کی کہ خداوند عالم نے تم پر زکوٰۃ اسی طرح فرض کی ہے جس طرح نماز فرض کی ہے۔ پس تم پر سونے، چاندی، اونٹ، گائے، بکری، گندم، جو، خشک کھجور اور خشک انگور میں فرض قرار دی ہے اور ان کے علاوہ دوسری چیزوں سے معاف کی ہے (فرمایا) اس بات کی منادی ماہِ رمضان میں کرائی گئی۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ فضل بن شاذان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: زکوٰۃ نو چیزوں پر ہے: (۱) گندم۔ (۲) جو۔ (۳) کھجور۔ (۴) خشک انگور۔ (۵) اونٹ۔ (۶) گائے بھینس۔ (۷) بھیڑ، بکری۔ (۸) سونا۔ (۹) چاندی۔ (عیون الاخبار)

۳۔ ابوسعید القماط بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے زکوٰۃ کے بارے میں سوال کیا گیا۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو چیزوں پر زکوٰۃ نافذ کی ہے اور ان کے علاوہ دوسری چیزوں سے معاف کر دی ہے۔ وہ نو چیزیں یہ ہیں: (۱) گندم۔ (۲) جو۔ (۳) کھجور۔ (۴) خشک انگور۔ (۵) سونا۔ (۶) چاندی۔ (۷) گائے بھینس۔ (۸) بھیڑ بکری۔ (۹) اور اونٹ۔ سائل نے کہا: اور دیگر غلہ؟ امام علیہ السلام ناراض ہوئے۔ اور فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں تل بھی تھے۔ ذرہ بھی تھا اور جوار باجرا وغیرہ بھی۔ سائل نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے عہد میں ان نو (۹) چیزوں کے علاوہ کوئی چیز موجود نہ تھی اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف انہی نو چیزوں پر زکوٰۃ نافذ فرمائی ہے؟ امام علیہ السلام نے غضبناک ہو کر فرمایا: یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ فرمایا: معافی اس چیز کی دی جاتی ہے کہ جو موجود ہو! نہیں بخدا۔ میں ان (نو چیزوں) کے علاوہ کسی ایسی چیز کو نہیں جانتا جس پر زکوٰۃ واجب ہو جو چاہے اسے تسلیم کرے جو چاہے انکار کرے۔ (معانی الاخبار، الخصال)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ، محمد بن مسلم، ابوبصیر، برید بن معاویہ عجلی اور فضیل بن یسار سے اور یہ سب حضرات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے نماز کے ساتھ ساتھ مالوں میں زکوٰۃ بھی فرض کی ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نو چیزوں میں مقرر کی ہے۔ اور وہ چیزیں یہ ہیں: (۱) سونا۔ (۲) چاندی۔ (۳) اونٹ۔ (۴) گائے بھینس۔ (۵) بھیڑ بکری۔ (۶) گندم۔ (۷) جو۔ (۸) کھجور۔ (۹) خشک انگور۔ اور ان کے علاوہ باقی تمام چیزوں سے معاف کی ہے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۵۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن الحسن کا وہ خط جو انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو لکھا تھا اور وہ جواب جو آپؑ نے دیا تھا بچشم خود پڑھا ہے۔ انہوں نے لکھا تھا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! ہم تک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف نو چیزوں گندم وجو وووو۔۔۔۔۔ پر زکوٰۃ واجب قرار دی ہے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں سے معاف کر دی ہے! سائل نے کہا کہ ہمارے پاس کئی ایسی چیزیں ہیں جو ان سے کئی گنا زیادہ ہیں تو؟ امامؑ نے پوچھا: وہ کیا ہیں؟ عرض کیا: چاول۔ امامؑ نے خشمگین ہو کر فرمایا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف نو چیزوں پر زکوٰۃ واجب قرار دی ہے اور دوسری چیزوں کی معافی دے دی ہے اور تو کہتا ہے کہ ہمارے ہاں چاول ہوتے ہیں اور ذرہ ہوتا ہے۔ یہ چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں بھی تھیں؟ امام (رضا علیہ السلام) نے جواب میں لکھا کہ ہاں یہ روایت اسی طرح ہے۔ اور زکوٰۃ ہر اس چیز (جنس) پر ہے جو صاع (ایک پیمانہ ہے) سے ناپی جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ غلات اربعہ کے علاوہ دیگر غلوں پر زکوٰۃ مستحب ہے کیونکہ اس حدیث میں یا بعد ازیں آنے والی حدیثوں میں وجوب کی صراحت نہیں ہے جبکہ گزشتہ اور آئندہ کئی حدیثوں میں غلات اربعہ کے علاوہ باقی چیزوں میں زکوٰۃ کے وجوب کی بالصراحت نفی کی گئی ہے۔ لہٰذا لامحالہ اسے استحباب پر محمول کرنا پڑے گا۔ ورنہ اس توقیع کے اندر تناقض لازم آئے گا۔ (کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث کی تصدیق بھی کی جائے اور پھر اس کے خلاف فتویٰ بھی دیا جائے؟) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور علماء وفقہاء کی ایک جماعت نے یہی تاویل بیان کی ہے۔

۶۔ مسعدہ بن صدقہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں صوفیوں کی جماعت لعنہم اللہ پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا: جس طرح تم کہتے ہو۔ اگر تمام لوگ ایسے ہی زاہد (اور تارک دنیا) بن جائیں کہ انہیں کسی قسم کے پیسے ٹکے کی ضرورت نہ ہو تو پھر قسموں کا کفارہ، منت اور فرض زکوٰۃ جو کہ سونے، چاندی، خرما اور خشک انگور اور باقی جن چیزوں پر واجب ہے جیسے اونٹ، گائے بھینس اور بھیڑ بکری وغیرہ۔ کن لوگوں کو دی جائے گی؟ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس ''وغیرہ'' سے غیر واجبی زکوٰۃ وکفارات مراد ہیں۔

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ مالی زکوٰۃ کن چیزوں میں ہے؟ فرمایا: صرف نو چیزوں میں ہے اور ان کے علاوہ کسی چیز

میں نہیں ہے؟ اور وہ نو چیزیں یہ ہیں: (۱) سونا۔ (۲) چاندی۔ (۳) گندم۔ (۴) جو۔ (۵) خرما۔ (۶) خشک انگور۔ (۷) اونٹ۔ (۸) گائے بھینس۔ (۹) اور چرنے چگنے والی بھیڑ بکری۔ فرمایا: ان تین قسم کے حیوانات کے علاوہ اور کسی حیوان پر زکوٰۃ نہیں ہے اور ان تین قسموں پر بھی اس وقت تک کوئی چیز نہیں ہے جب تک ان کی پیدائش کو پورا سال نہ گزر جائے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۸۔ محمد (بن جعفر) طیار بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ زکوٰۃ کن چیزوں میں واجب ہے؟ فرمایا: نو چیزوں میں! سونا، چاندی، گندم، جو، خرما اور خشک انگور۔ اونٹ، گائے۔ بھیڑ بکری۔ ان کے علاوہ باقی سب چیزوں سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاف کر دی ہے! راوی نے عرض کیا: اصلحک اللہ! ہمارے پاس تو (اور) بہت سے دانے ہوتے ہیں؟ امامؑ نے پوچھا: کیا؟ عرض کیا: چاول۔ فرمایا: ہاں بہت زیادہ! راوی نے عرض کیا: کیا ان پر زکوٰۃ ہے؟ امامؑ نے مجھے جھڑکا اور (خشمگین لہجہ میں) فرمایا: میں تجھ سے کہتا ہوں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان نو چیزوں کے علاوہ باقی چیزوں سے زکوٰۃ معاف کر دی ہے اور تو کہتا ہے کہ ہمارے پاس بہت دانے ہوتے ہیں آیا ان میں زکوٰۃ ہے؟

(التہذیب والاستبصار)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زکوٰۃ صرف نو چیزوں پر فرض ہے: (۱) سونا۔ (۲) چاندی۔ اور تین قسم کے حیوانات پر (۱) اونٹ۔ (۲) گائے بھینس۔ (۳) اور بھیڑ بکری۔ اور جو چیزیں زمین سے اگتی ہیں ان میں سے چار چیزوں پر۔ (۱) گندم۔ (۲) جو۔ (۳) خشک انگور۔ (۴) اور خرمہ۔ (الخصال، التہذیب)

۱۰۔ جناب سید مرتضیٰ (علم الہدیٰ) اپنے رسالہ محکم ومتشابہ میں تفسیر نعمانی سے اور وہ باسناد خود حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زکوٰۃ کے حدود چار ہیں: (۱) اس وقت کی معرفت حاصل کرنا جب زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ (۲) قیمت کی معرفت۔ (۳) وہ مقام جہاں زکوٰۃ صرف کرنی ہے۔ (۴) تعداد (جن چیزوں پر زکوٰۃ لاگو ہوتی ہے)۔ (پھر تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا) جہاں تک عدد اور قیمت کا تعلق ہے تو آدمی پر فرض ہے کہ اس چیز کی معرفت حاصل کرے کہ مال کی وہ کون سی مقدار ہے جس پر از قسم اونٹ، گائے، بکری، سونا چاندی، گندم، جو، خرما اور خشک انگور زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اس بات کی معرفت حاصل کرنا بھی واجب ہے کہ عدد یا ناپ یا تول کے حساب سے کتنی مقدار واجب ہے! جہاں تک عدد کا تعلق ہے تو اس کا تعلق تو اونٹ، گائے اور بکری (یعنی حیوانات) سے ہے اور مساحت کا تعلق زمینوں اور پانیوں سے ہے اور تول کا تعلق سونے چاندی اور دیگر اس تجارتی

مال ومتاع کے ساتھ ہے جس سے نہ عدد کا تعلق ہے اور نہ ناپ کا۔ پس جب آدمی یہ معلوم کر لے کہ ان چیزوں میں سے کس قدر زکوٰۃ واجب ہے اور یہ بھی معلوم کر لے کہ زکوٰۃ صرف کہاں کرنی ہے تو ایسا شخص خدا کی فرض کردہ زکوٰۃ کا ادا کرنے والا تصور کیا جائے گا۔ (المحکم والمتشابہ)

۱۱۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور محمد بن الطیار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب کی سب زکوٰۃ صرف نو چیزوں پر فرض ہے جنہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرض ہونے کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور وہ سونا، چاندی، و۔و۔ ہیں اور انکے علاوہ باقی چیزوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاف کر دیا ہے۔ (المقنعہ)

۱۲۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا جو فرماتا ہے: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ (کہ لوگوں کے مالوں سے صدقہ وصول کرو اور اس کے ذریعہ سے ان کا تزکیہ کرو) آیا اس کا مطلب یہ ہے جو کہ ﴿وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ کا ہے (یعنی صدقہ اور زکوٰۃ ایک ہی چیز ہے؟) فرمایا: صدقہ نباتات (غلات) اور حیوانات میں ہوتا ہے اور زکوٰۃ سونے چاندی اور روزے میں ہوتی ہے۔ (الغرض نام کا فرق ہے۔ ورنہ حقیقت دونوں کی ایک ہے)۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے منع زکوٰۃ کے باب (باب ۳ اور ۸ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں، اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ و ۱۰ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ اور کچھ بظاہر ان کے منافی بھی آئیں گی جن کو استحباب پر محمول کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

غلات اربعہ کے علاوہ ان دانوں میں زکوٰۃ مستحب ہے جو ناپے جاتے ہیں مگر غلات اربعہ کے سوا کسی میں واجب نہیں ہے۔ ہاں البتہ شرائط سب کے ایک جیسے ہیں۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے عبداللہ بن محمد کو لکھا کہ ہر اس چیز پر زکوٰۃ ہے جسے صاع سے ناپا جاتا ہے۔ علی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ نے (امام کو) لکھا کہ مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دانوں (کی زکوٰۃ) کے متعلق سوال کیا تھا؟ اور امام علیہ السلام نے فرمایا: کون سے دانے؟ اور سائل

نے عرض کیا تھا: تل، چاول اور باجرا۔ اور وہ تمام چیزیں جو گندم اور جو کی مانند ہیں؟ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ہاں تمام دانوں میں زکوٰۃ ہے۔ نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ فرمایا: ہر وہ چیز جو پیمانہ میں آ جائے وہ بمنزلہ گندم، جو، خرمہ اور خشک انگور کے ہے! میرے آقا مجھے بتائیں کہ آیا بنابریں چاول وغیرہ دانوں پر جیسے چنا اور مسور ان پر زکوٰۃ ہے؟ امامؑ نے اپنے دستخطوں سے لکھا: راویوں نے سچ کہا ہے۔ جو چیز ناپی جائے اس میں زکوٰۃ ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے پاس کچھ تازہ کھجوریں ہیں اور چاول بھی۔ ان میں ہم پر کیا ہے؟ فرمایا: تازہ کھجوروں پر تو کچھ نہیں ہے۔ ہاں البتہ جہاں تک چاول کا تعلق ہے تو جو بارش سے سیراب ہوا۔ اس میں دسواں حصہ اور جسے ڈولوں سے سینچا گیا ہے اس کی ہر اس چیز سے جسے تم صاع سے ناپتے ہو۔ یا فرمایا: جسے کسی پیمانہ سے ناپا جاتا ہے۔ اس کا بیسواں حصہ۔ (الفروع)

۳۔ ابومریم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کھیتی کے بارے میں سوال کیا کہ اس میں سے کس کس چیز میں زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: گندم، جو، جوار، چاول، بے چھلکے والا جو، اور مسور! ان سب چیزوں کی زکوٰۃ دی جاتی ہے! اور فرمایا: ہر وہ چیز جسے صاع سے ناپا جائے اور (چھ) وسق کو پہنچ جائے پس اس پر زکوٰۃ ہے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے سوال کیا کہ کن دانوں سے زکوٰۃ دی جاتی ہے؟ فرمایا: گندم، جو، جوار، باجرا، چاول، بے چھلکے کے جو، مسور اور تل یہ سب اور ان جیسے دانوں کی زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ چیز جسے صاع سے ناپا جائے اور پھر ان (چھ) اوساق تک کو پہنچ جائے جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر زکوٰۃ ہے اور فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر چیز میں جو زمین سے اگتی ہے صدقہ مقرر کیا ہے۔ سوائے سبزیوں کے اور ان چیزوں کے جو ایک دن میں خراب ہو جاتی ہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور بکیر فرزندانِ اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو چیزیں زمین سے اگتی ہیں جیسے چاول، جوار، باجرا۔ چنا، مسور اور دیگر تمام دانے اور پھل فروٹ وغیرہ پر سوائے چار غلوں کے اور کسی چیز پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اگرچہ اس کی قیمت بہت گراں ہو۔ مگر یہ کہ اسے سونے یا چاندی کے عوض فروخت کیا جائے۔ اور پھر تم اسے جمع کر کے رکھے اور پورا سال گزر جائے تو پھر تمہیں اس میں سے ہر دو سو درہم میں سے پانچ درہم اور ہر بیس دینار میں سے نصف دینار زکوٰۃ دینا پڑے گی۔

(التہذیب والاستبصار)

۷۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا جوار میں زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: جوار، مسور، بے چھلکے کے جو اور دیگر دانے گندم اور جو کی مانند میں ہر وہ چیز جسے صاع سے ناپا جائے اور ان اوساق تک پہنچ جائے جن میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس میں زکوٰۃ ہے۔ (التہذیب)

۸۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا چاول میں بھی کچھ ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر فرمایا: اس دور (رسالت) میں مدینہ کی زمین چاول کی زمین نہیں تھی تاکہ اس کے بارے میں کچھ کہا جاتا۔ لیکن اس میں بھی زکوٰۃ ہے۔ اور بھلا کیونکر اس میں نہ ہو جبکہ عراق کا عام خراج اسی سے لیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے وہ حدیثیں گزر چکی ہیں جو ان چیزوں میں زکوٰۃ کے استحباب اور عدم وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ اور جن حدیثوں سے عام دانوں میں زکوٰۃ کا وجوب ظاہر ہوتا ہے ان میں تقیہ کا بھی احتمال ہے۔

باب ۱۰

جن نو چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے ان کے نصابوں کا بیان اور ان کے دیگر چند احکام کا بیان۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اعمش سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث ''شرائع الدین'' میں فرمایا: زکوٰۃ ہر دو سو درہم پر فرض ہے اور اس سے کم چاندی پر واجب نہیں ہے اور کسی مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس کی ملکیت کو ایک سال نہ گزر جائے اور زکوٰۃ سوائے اہل ولایت و معرفت کے (اہل ایمان) کے اور کسی کو دینا جائز نہیں ہے اور سونے پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب بیس مثقال کو پہنچ جائے تب اس میں نصف دینار واجب ہوتا ہے اور گندم، جو، خرما اور خشک انگور پر اس وقت زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جب ان کی مقدار پانچ وسق کو پہنچ جائے پھر اگر بارش کے پانی سے سیراب ہوں تو پھر دسواں حصہ اور اگر ڈولوں سے سیراب ہوں تو پھر بیسواں حصہ واجب ہے اور ایک وسق ساٹھ ساع کا ہوتا ہے اور ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے اور بکریوں پر تب واجب ہوتی ہے کہ جب ان کی تعداد چالیس ہو اور ایک زائد ہو۔ تو ان میں ایک بکری زکوٰۃ میں واجب ہے اور یہی زکوٰۃ ایک سو بیس بکریوں تک رہتی ہے۔ پس جب ان میں ایک کا اضافہ ہو جائے تو پھر دو بکریاں واجب ہوتی ہیں اور یہ سلسلہ دو سو تک جاری رہے گا۔ اور جب مزید ایک کا اضافہ ہو جائے (۲۰۱ ہو جائیں) تو پھر تین بکریاں اور گائے پر تب زکوٰۃ واجب ہوتی ہے کہ جب ان کی تعداد ایک ایک سال کی

تیس (۳۰) بچھڑیوں تک پہنچ جائے تو ان میں ایک سال کا بچھڑا واجب ہے۔ اور جب ان کی تعداد چالیس ہو جائے تو پھر ایک مسنہ واجب ہے اور جب ان کی تعداد ساٹھ ہو جائے تو ان میں دو مسنے واجب ہوں گے۔ اور جب ان کی تعداد نوے تک پہنچ جائے تو ان میں تین تبیع واجب ہوں گے۔ بعد ازاں ہر تیس گاؤں کے اضافہ پر ایک تبیع اور ہر چالیس پر ایک مسنہ واجب ہوتا جائے گا (تین سال کی بچھڑی) اور اونٹ پر زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے کہ جب ان کی تعداد پانچ ہو۔ ان میں ایک بکری واجب ہے اور جب تعداد دس ہو تو دو بکریاں اور جب ان کی تعداد پندرہ ہو جائے تو پھر تین بکریاں اور جب بیس ہو جائے تو پھر چار بکریاں اور جب پچیس ہو جائے تو پھر پانچ بکریاں اور جب مزید ایک اونٹ کا اضافہ ہو جائے۔ (۲۶ ہو جائیں) تو پھر زکوٰۃ میں ابنۃ مخاض (اونٹ کی دو سال کی بچی) اور جب تعداد پینتیس (۳۵) ہو جائے اور ایک کا اضافہ ہو جائے تو ایک بنت لبون (اونٹ کی تین سالہ بچی) اور جب تعداد پنتالیس ہو جائے اور ایک کا اضافہ ہو تو پھر حقہ (اونٹ کی چار سالہ بچی) اور جب ساٹھ تک پہنچ جائیں اور ایک کا اضافہ ہو جائے تو پھر ایک جذعہ واجب ہے (اونٹ کی پانچ سالہ بچی) اور یہ سلسلہ اسی (۸۰) تک اسی طرح چلتا رہے گا (ایک جذعہ) یہاں تک کہ جب اس میں ایک کا اضافہ ہو تو (۸۱ ہو جائیں) اس میں ثنی (جس کے سامنے کے دانت گر گئے ہوں) واجب ہوگی اور یہ نوے (۹۰) تک باقی رہے گا ہاں البتہ جب تعداد نوے ہو جائے تو اس میں دو بنت لبون واجب ہوں گے اور جب ایک کا اضافہ ہو۔ (۹۱ ہو جائیں) تو ایک سو بیس تک دو حقے واجب ہوں گے اور جب اونٹ بہت ہو جائیں تو ہر چالیس اونٹ میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس پر ایک حقہ اور اس کے بعد بکریاں ساقط ہو جاتی ہیں اور اونٹوں کے سن و سال کی طرف معاملہ لوٹ جاتا ہے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲، زکوٰۃ انعام و باب ۱ از زکوٰۃ سونا اور باب ۱ از زکوٰۃ غلات میں) بیان کی جائیں گی اور چالیس بکریوں میں جو ایک بکری کے اضافہ کی شرط ہے۔ تو اس سے مراد یہ ہے کہ ان میں ایک بکری واجب ہے۔ اگرچہ چالیس سے زائد ہوں۔ یا واؤ بمعنی اَوْ ہے یعنی چالیس ہوں یا اس سے زائد فافہم۔

واضح رہے کہ غلات کی زکوٰۃ کا نصاب پانچ وسق ہے تو مخفی نہ رہے کہ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ہمارے مروجہ اوزان کے مطابق علی التحقیق ایک مد گیارہ چھٹانک اور ساڑھے تین تولہ کا ہوتا ہے اس طرح ایک صاع دو سیر چودہ چھٹانک اور چار تولہ کا قرار پائے گا۔ اور اس طرح نصاب زکوٰۃ اکیس من ساڑھے سینتیس سیر بنے گا واللہ العالم۔ باقی زکوٰۃ میں واجب الاداء بچھڑی بچھڑے اور اونٹ کے بچوں بچیوں کی عمر کی مقدار کی بین السطور وضاحت کردی گئی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۱

سبزیوں ترکاریوں پر جیسے قضب، خربوزہ، غضاہ، تازہ کھجور، قطن، زعفران، اشنان اور پھل فروٹ وغیرہ پر اور ہر اس چیز پر جو ایک دن میں خراب ہو جائے ان پر زکوٰۃ مستحب بھی نہیں ہے مگر یہ کہ ان کو سونے یا چاندی کے عوض بیچا جائے اور اس پر سال گزر جائے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آیا ترکاریوں پر زکوٰۃ ہے۔ اگرچہ انہیں بہت سے مال کے عوض فروخت کیا جائے؟ فرمایا: نہ۔ یہاں تک کہ اس (قیمت) پر پورا ایک سال گزر جائے (تب مستحب ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ سبزیوں پر کیا ہے؟ فرمایا: کون سی سبزیاں؟ عرض کیا: جیسے تازہ کاٹی ہوئی سبزی، خربوزہ یا اس جیسی ترکاریاں؟ فرمایا: نہ۔ مگر یہ کہ ان کو کسی مال (سونے چاندی) کے عوض فروخت کیا جائے اور پھر اس مال پر پورا سال گزر جائے تو اس میں صدقہ ہے۔ پھر غضاہ وغیرہ کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: ان میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ عرض کیا اور قیمت پر؟ فرمایا: جس قیمت پر پورا سال گزر جائے اس کی زکوٰۃ دو۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک باغ ہے جس میں مختلف پھل فروٹ ہیں کہ اگر ان کو فروخت کیا جائے تو بہت سا مال حاصل ہوگا۔ اس میں زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع)

۴۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر اس چیز میں صدقہ قرار دیا ہے جو زمین سے اگتی ہے سوائے سبزیوں اور ترکاریوں کے اور ان چیزوں کے جو ایک ہی دن میں خراب ہو جاتی ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ عبدالعزیز بن المہتدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا کپاس اور زعفران پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

۶۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سبزیوں اور خربوزوں اور ان جیسی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں ہے مگر یہ کہ ان کے عوض جو غلہ حاصل ہو وہ سال بھر تمہارے پاس پڑا رہے۔ (ایضاً)

۷۔ یونس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا اشنان پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''خضر'' سے زکوٰۃ معاف کر دی ہے۔ راوی نے عرض کیا: خضر کیا ہے؟ فرمایا: ہر وہ چیز جسے زیادہ دیر کے لیے بقاء نہ ہو جیسے سبزی، خربوزہ اور پھل فروٹ جو جلدی خراب ہو جاتے ہیں۔

زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا اس درخت پر زکوٰۃ ہے جس سے کمانیں بنائی جاتی ہیں؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸ و ۹ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

جواہرات وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور بکیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جواہرات اور ان جیسی چیزوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اگرچہ کثیر التعداد ہوں۔ (فرمایا) اور نہ ہی چاندی کے پگھلے ہوئے ٹکڑے پر زکوٰۃ ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸ میں) اسی قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

تجارت کے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنا مستحب مؤکد ہے بشرطیکہ سال کے دوران راس المال کے برابر یا اس سے زائد رقم کی پیشکش کی جائے اور اگر اس اثناء میں راس المال سے کم قیمت پر مانگا جائے تو پھر مستحب نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اسے فروخت کر دیا جائے اور پھر قیمت پر سال گزر جائے تب واجب ہو جائے گی اور اگر کسی کم قیمت پر مانگے ہوئے مال کو اسی حالت میں کئی سال گزر جائیں تو ایک سال کی زکوٰۃ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل عبد الخالق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ سعید اعرج نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا جبکہ میں سن رہا تھا کہ ہم سوداگری کرنے کے لیے تیل اور گھی جمع کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ بعض اوقات ہمارے پاس ایک سال یا چند سالوں تک پڑا رہتا ہے آیا اس پر زکوٰۃ ہے؟

فرمایا: اگر تو تمہیں کچھ نفع ملتا ہے یا راُس المال (اصل سرمایہ) ہی دستیاب ہوتا ہے تو پھر تو زکوٰۃ (مستحب) ہے۔ اور اگر تم نے اس لیے روک رکھا ہے کہ اس کی مانگ راُس المال سے کمتر پر ہے تو پھر اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اسے سونے یا چاندی کے عوض فروخت کیا جائے۔ تو پھر اس کی اس سال کی زکوٰۃ دو جس میں تجارت کی ہے۔ (جبکہ اسے سال گزر جائے)۔ (الفروع، التہذیب، قرب الاسناد، المقنعہ)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے کاروبار کے لیے مال ومتاع خریدنے سے پہلے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی۔ اور جب مال ومتاع خریدا تو کساد بازاری ہوگئی (راُس المال بھی وصول نہیں ہوتا) اب اس کی زکوٰۃ کب ادا کرے؟ (نیز ابھی یا اس کی فروختگی کے بعد؟) فرمایا: اگر تو اس نے یہ متاع اس لیے روکا ہوا ہے کہ (کم از کم) اسے راُس المال تو مل جائے (جو ہنوز نہیں مل رہا) تو پھر اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اگر راُس المال ملتا ہے (مگر نفع کی خاطر روکا ہوا ہے) تو پھر (سال کے بعد) اس پر زکوٰۃ ہے۔ پھر سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس کاروبار کے لیے مختلف مال موجود ہیں اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: جب سال گزر جائے تو ان کی زکوٰۃ ادا کرے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ خالد بن حجاج کرخی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے زکوٰۃ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: تمہارے پاس جو مال تجارت موجود ہے جس کا تمہیں نفع ملتا ہے مگر تم نے اسے مزید نفع کے لالچ میں روک رکھا ہے تو اس میں زکوٰۃ ہے۔ اور اگر اس مال کے بیچنے میں (راُس المال کا) نقصان ہے تو یہ چیز دیگر ہے۔ (اس میں زکوٰۃ نہیں ہے)۔ (الفروع)

۴۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس (تجارت کا مال) ایک یا دو یا اس سے زائد سالوں تک پڑا رہتا ہے تو؟ فرمایا: جب تک اسے فروخت نہیں کرے گا۔ اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اسے راُس المال تو ملتا ہو مگر وہ زائد نفع کی خواہش میں فروخت نہ کرے اگر ایسا کرے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اور اگر اسے راُس المال بھی نہ ملتا ہو تو بھی اس پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک فروخت نہ کرے۔ اور جس قدر طویل مدت تک چاہے اسے روک رکھے۔ جب فروخت کرے گا تو صرف ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ (ایضاً)

۵۔ ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: تمہارے گھر میں جو مال ومتاع (کاروبار کے لیے) رکھا ہوا ہے اگر تمہیں راُس المال ملتا ہے مگر تم (نفع کی خاطر) اس سے روگردانی کرتے ہو تو تم پر اس کی زکوٰۃ ہے۔ (ایضاً)

۶۔ محمد بن مسلم ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ مال جس سے تم کاروبار کرتے ہو جب اس پر سال گزر جائے تو اس میں زکوٰۃ ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ میرے پاس (سوداگری کا) مال و متاع رکھا ہوا ہے مگر رأس المال ہی دستیاب نہیں ہوتا؟ آیا مجھ پر اس کی زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ۔ پھر عرض کیا کہ میں اسی مال کو دو سال یا کئی سالوں تک روکے رکھتا ہوں اور پھر فروخت کرتا ہوں تو مجھ پر کتنے سالوں کی زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: صرف ایک سال کی۔ (التہذیب والاستبصار)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ سونے پر زکوٰۃ اس وقت ہوتی ہے جب (ایک سال تک) تمہارے ہاتھ میں قرار پکڑے۔ راوی نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ مال و متاع ہے لیکن اگر اسے فروخت کیا جائے تو اصل رأس المال بھی نہیں ملتا۔ آیا اس مال کی زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ۔ (قرب الاسناد)

۹۔ احمد بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس کچھ مال تجارت ہے مگر کساد بازاری ہوگئی ہے جس کی وجہ سے اسے رأس المال سے بھی کم قیمت ملتی ہے آیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ! پھر عرض کیا کہ وہ مال اس کے پاس دس سال تک پڑا رہتا ہے پھر اسے فروخت کرتا ہے تو کتنے سالوں کی زکوٰۃ ادا کرے؟ فرمایا: صرف ایک سال کی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) اور جو حدیثیں اس زکوٰۃ کے عدم وجوب پر دلالت کرتی ہیں وہ (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷ میں) اور بچے کے مال سے تجارت کرنے کے بیان میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۱۴

مال تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے مگر جب یہ مال (فروختگی کے بعد) نقد (سونا یا چاندی) بن جائے اور پھر اس نقدی پر سال گزر جائے اور یہی حکم نفع کا ہے؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ ان کے پاس ان کے بیٹے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سوا اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔ فرمایا: اے زرارہ! ایک بار عہد رسالتؐ میں ابوذرؓ اور عثمان کے درمیان ایک مسئلہ میں نزاع پیدا

ہو گیا۔ چنانچہ عثمان نے کہا کہ جو سونا و چاندی لوگوں کے پاس موجود ہے جس سے وہ کاروبار کرتے ہیں جب اس پر سال گزر جائے تو اس میں زکوٰۃ (واجب) ہے۔ اور ابوذرؓ نے کہا کہ اس سونے چاندی پر جس سے کاروبار کیا جائے زکوٰۃ نہیں ہے ہاں زکوٰۃ صرف اس سونے چاندی پر ہے جب وہ زمین کے اندر قدرتی دھات کے طور پر گڑھا ہوا ہو یا ویسے زیرِ زمین رکھا ہوا ہو اور پھر اس پر سال گزر جائے؟ چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ مقدمہ پیش کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بات وہ درست ہے جو ابوذرؓ نے کہی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والدؑ سے کہا: کیا آپؑ لوگوں کو چھوٹ دے کر یہ چاہتے ہیں کہ وہ غرباء و مساکین کو مال دینا بند کر دیں؟ اس پر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اس بات کو چھوڑو۔ اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کے پاس بہت سا مال تھا چنانچہ اس نے اس سے کچھ ساز و سامان خریدا اور پھر اسے رکھ دیا۔ اور کہا کہ یہ میرا سامان ہے میں جب چاہوں گا اسے فروخت کروں گا۔ اور اس کے نتیجہ میں میرے رأس المال سے بھی اعلیٰ (زیادہ) مال مجھے مل جائے گا۔ آیا جب وہ مال سامان کی شکل میں ہے تو اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: جب تک اسے فروخت نہ کرے اس وقت تک نہیں ہے! عرض کیا کہ جب وہ اسے فروخت کر دے تو آیا اس مدت کی زکوٰۃ ادا کرے جب وہ مال ساز و سامان کی شکل میں اس کے پاس موجود تھا؟ فرمایا: نہیں۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زکوٰۃ اس صامت مال (نقدین) پر ہے جو سال بھر پڑا رہے اور اسے (کاروبار کے لیے) حرکت نہ دی جائے۔ (التہذیب)

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص ایک کنیز خریدتا ہے اور اس کے بیچنے کا ارادہ رکھتا ہے مگر وہ فی الحال اس لیے اپنے پاس رکھتا ہے تاکہ اس کی قیمت بڑھ جائے۔ آیا اس کی قیمت پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: جب تک اسے فروخت نہ کرے اس وقت تک نہیں ہے! عرض کیا: اور جب فروخت کر دے تو آیا اس قیمت سے زکوٰۃ ادا کرے؟ فرمایا: جب تک اس کے قبضہ میں اسے سال نہ گزر جائے اس وقت تک نہ دے (ہاں البتہ سال کے بعد ادا کرے)۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۵۔ عبداللہ بن بکیر، عبید اور اصحاب کا ایک گروہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو مال (کاروبار کے سلسلہ میں) حرکت میں رہے اس میں زکوٰۃ (واجب) نہیں ہے یہ سن کر آپؑ کے فرزند اسماعیل نے عرض کیا: بابا جان! میں آپؑ پر قربان! آپؑ نے تو اپنے غریب اصحاب کو مار دیا! فرمایا: بیٹے! یہ بات حق ہے خدا نے چاہا کہ کہی جائے تو کہہ دی گئی۔ (التہذیبین)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص کو سال کے اندر پانچ سو، چھ سو اور سات سو تک نفع حاصل ہوتا ہے۔ آیا یہ اس کا نفقہ وخرچہ سمجھا جائے گا۔ اور اصل سرمایہ مال مضاربہ؟ فرمایا: نفع میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (یعنی جب تک اس مال پر سال نہ گزر جائے)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ کتنی قسمیں ہیں جن میں زکوٰۃ واجب ہے اور ان میں کاروباری ساز وسامان شامل نہیں ہے۔

باب ۱۵

اس مال سے کاروبار کرنا جائز نہیں ہے جس کی مالک یا عامل نے زکوٰۃ ادا نہ کی ہو اور عامل (کاروبار کرنے والے) کے لیے مالک کا صرف یہ کہنا کافی ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ ایک شخص (عامل) کے پاس مال[1] مضاربت ہے۔ جب وہ اس سے کاروبار کرے تو آیا اس پر اس کی زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: اسے چاہیے کہ مال کے مالکوں سے کہے کہ تم زکوٰۃ ادا کرو۔ پس اگر وہ کہہ دیں کہ ہم زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر وہ اسے حکم دیں کہ تم زکوٰۃ ادا کر دو تو وہ ادا کرے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ لوگ کہیں کہ ہم زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں۔ مگر وہ شخص (عامل) جانتا ہو کہ وہ ادا نہیں کرتے تو پھر؟ فرمایا: جب وہ اقرار کرتے ہیں کہ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں تو اس پر اور کچھ نہیں ہے ہاں البتہ اگر وہ اعتراف کریں کہ وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تو پھر اس کیلئے روا نہیں ہے کہ وہ ان سے مال لے کر اس سے کاروبار کرے جب تک پہلے اسکی زکوٰۃ ادا نہ کرے (یعنی جب تک مالک ادا نہ کریں یا اسے) ادا کرنے کو نہ کہیں۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دوسری روایت میں اس حدیث کا تتمہ یوں مروی ہے کہ (اس مال سے کاروبار کرنا جائز نہیں ہے) مگر یہ کہ تم اس بات پر آمادہ ہو کہ اپنے حصہ کے منافع سے زکوٰۃ ادا کرو گے۔ (ایضاً)

۳۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مضاربت کے لیے کوئی مال قبول نہ کرو سوائے اس مال کے جس کی تم خود زکوٰۃ ادا کرو یا اس کا مالک ادا کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس موضوع پر تمام وہ حدیثیں بھی دلالت کرتی ہیں جو مال میں زکوٰۃ کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔

---

[1] "مضاربت" اسے کہا جاتا ہے کہ مال کسی کا ہو اور اس کے منافع میں سے معیّن حصہ پر کاروبار کوئی دوسرا کرے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۶

ان گھوڑوں میں زکوٰۃ مستحب ہے جو سال بھر گھاس بھوس چریں (اور مالک کا چارہ نہ کھائیں) ہر نجیب الطرفین اعلیٰ نسل پر دو دینار اور ہر ردیٔ الطرفین ادنیٰ نسل پر ایک دینار ہے مگر چارہ کھانے والی اور کام کرنے والی گھوڑیوں پر نیز ہر قسم کے گھوڑوں، گدھوں اور خچروں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم اور زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اعلیٰ نسل کی چرنے والے گھوڑوں، گھوڑیوں پر دو دینار اور ادنیٰ نسل کے گھوڑوں وگھوڑیوں پر ایک دینار زکوٰۃ مقرر فرمائی تھی۔[1] (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ اسی روایت کو حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب المقنعہ میں مرسلاً نقل کیا ہے مگر اس کا تتمہ یوں ہے کہ ادنیٰ نسل کی چرنے والی گھوڑیوں پر ہر سال ایک دینار مقرر فرمایا۔(المقنعہ)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: آیا خچروں پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ گھوڑوں پر تو ہے مگر خچروں پر نہیں ہے۔ فرمایا: اس لیے کہ خچر کی مادہ حاملہ نہیں ہوتی۔ جبکہ گھوڑیاں بچے دیتی ہیں! (پھر فرمایا) نر گھوڑوں پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ عرض کیا اور گدھوں پر ہے؟ فرمایا: ان میں بھی نہیں ہے۔ پھر عرض کیا: اس گھوڑے یا اونٹ پر زکوٰۃ ہے جس پر مالک سوار ہوتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (پھر فرمایا) مالک کا چارہ کھانے والے جانوروں پر کوئی چیز نہیں ہے۔ ہاں زکوٰۃ صرف ان مویشیوں پر ہے جو چراگاہ میں چرتے ہیں۔ وہ بھی اس سال کی جس سال آدمی ان کو حاصل کرلے ان کے علاوہ کسی میں کچھ نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۴۔ اسی سابقہ روایت کو جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بھی بروایت زرارہ آنجنابؑ سے اسی طرح روایت کیا ہے مگر اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی ہے فرمایا: جب کسی کی ملکیت میں صرف گھوڑے ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے اگرچہ چرنے والے ہی کیوں نہ ہوں۔(المقنعہ)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۷ میں) بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو مذکورہ بالا شرائط پر عمومی دلالت کرتی ہیں اور اس بات پر بھی کہ گھوڑوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

---

[1] دیگر واضح حدیثوں کی روشنی میں یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں خیل (گھوڑے گھوڑیوں) سے صرف گھوڑیاں مراد ہیں۔(احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۷

تین قسم کے حیوانوں کے علاوہ کسی جانور پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ پس غلاموں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے سوائے فطرانہ کے۔ یا ان کی قیمت پر لاگو ہوتی ہے جب کہ اس پر پورا سال گزر جائے اور نہ ہی چکیوں پر ہے اور غلاموں میں تو مستحب بھی نہیں ہے مگر یہ کہ ان کا کاروبار کیا جائے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ غلاموں میں کیا واجب ہے؟ فرمایا: سوائے سال کے بعد ایک صاع خرمہ (فطرانہ) کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ اور ان کی قیمت پر بھی کچھ نہیں ہے جب تک اس پر سال نہ گزر جائے۔ (الفروع)

۲۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غلاموں میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ سوائے ان غلاموں کے جن کا کاروبار کیا جائے کہ یہ اس مال میں شامل ہیں جس سے (مستحبی) زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حیوانات میں سے سوائے ان کے جن کو ہم نے لکھ دیا ہے (تین قسم کے مویشی) اور کسی جانور پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۴۔ زرارہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سوائے تین قسم کے حیوانات کے یعنی اونٹ، گائے، بھینس اور بھیڑ بکری کے اور کسی حیوان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن عبداللہ تمیمی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: کہ میں نے (بحکم خدا) تم کو گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ (صدقہ) کی معافی دے دی ہے۔ (عیون الاخبار)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس گھوڑے، گدھے اور چکیاں ہیں؟ آیا ان پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ و ۱۶ میں) گزر چکی ہیں۔

اس سلسلہ کے ابواب کہ کس شخص پر زکوٰۃ واجب ہے اور کس پر واجب نہیں ہے

(اس سلسلہ میں کل دس باب ہیں)

باب ۱

زکوٰۃ صرف بالغ اور عاقل پر واجب ہے اور بچہ کے مال میں واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا یتیم بچہ کے مال میں زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: اگر تو وہ محفوظ رکھا ہوا ہے تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اگر تم اس سے کاروبار کرو تو پھر تم (اس کے اصل مال) کے ضامن ہو۔ اور نفع یتیم کا ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ اور محمد بن مسلم امامین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یتیم کے قرضہ والے مال اور نقدین میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ ہاں البتہ غلّات میں واجب ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہے کیونکہ یہ عامہ کے موافق ہے یا اس بات پر محمول ہے کہ ولی پر مستحب مؤکد ہے (وہ بھی جب وہ اس کے مال سے کاروبار کرے)

۳۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اس پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی نہیں ہے ہاں جب بالغ ہو جائے تو پھر اس پر صرف ایک سال کی زکوٰۃ واجب ہے اور بعد ازاں اس پر اس طرح واجب ہوگی جس طرح باقی لوگوں پر ہوتی ہے۔ (الفروع)

۴۔ محمد بن القاسم بن فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ آیا وصی کو یتیموں کا فطرانہ ادا کرنا چاہیئے جب کہ ان کے پاس مال ہو؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ یتیم پر زکوٰۃ (فطرہ وغیرہ) نہیں ہے۔ (الفروع، المقنعہ)

۵۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مسئلہ دریافت کر بھیجا کہ

میرے چھوٹے (یتیم) بھائی ہیں تو ان کے حصہ کے مال پر کب زکوٰۃ واجب ہوگی؟ امامؑ کی طرف سے جواب آیا کہ جب ان پر نماز واجب ہوگی (تو زکوٰۃ بھی واجب ہوگی یعنی بالغ ہونے کے بعد)۔ عرض کیا اور اگر ہنوز نماز فرض نہ ہوئی ہو تو پھر؟ فرمایا: اگر ان کے مال سے کاروبار کیا جائے تو پھر (بطور استحباب) زکوٰۃ دے دو۔

(الفروع، التہذیب والاستبصار)

۶۔ جناب محقق حلیؒ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

(المعتبر، کذا فی التہذیب عن محمد بن مسلم عن احدھما علیہما السلام وکذا عن زرارہ عن الباقر علیہ السلام)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالحسن سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) یتیم کے مال میں زکوٰۃ کے مسئلہ میں عامۃ الناس کے مخالف تھے یعنی وہ فرماتے تھے کہ اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۸۔ احمد بن عمر بن ابوشعبہ اپنے والد (عمر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یتیم کے مال کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: اس پر زکوٰۃ نہیں ہے مگر یہ کہ اس سے کاروبار کیا جائے (تب مستحب ہے)۔ (ایضاً)

۹۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے اور نہ ہی اس پر نماز فرض ہے اور نہ ہی اس کے غلات از قسم خرما زراعت اور غلہ وغیرہ میں زکوٰۃ ہے نہ سابقہ اور نہ لاحقہ کچھ بھی نہیں ہے ہاں البتہ جب بالغ ہو جائے تو پھر صرف ایک سال کی زکوٰۃ دے۔ پھر اس کے بعد اس پر وہی کچھ واجب ہوگا جو دوسرے لوگوں پر ہوتا ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا یتیم کے مال میں زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ج ۱، باب ۳ از مقدمات میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲ میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جو شخص یتیم بچہ کا سرپرست ہو اور بچہ کے مال سے اس کے لیے تجارت کرے تو اس کے اس مال کی زکوٰۃ دینا مستحب ہے اور اگر ولی مالدار ہو اور (مال کے نقصان وزیاں کی شکل میں) ضامن ہو کر بچہ کے مال سے اپنے لئے کاروبار کرے تو نفع اس کا ہوگا اور زکوٰۃ کی ادائیگی اسی پر مستحب ہوگی نہ کہ بچہ پر! اور اگر وہ شخص نہ سرپرست ہو اور نہ مالدار اور پھر اپنے لیے کاروبار کرے تو اس صورت میں زکوٰۃ مستحب نہ ہوگی اور یہ نقصان کا ضامن ہوگا اور نفع بچہ کا ہوگا۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ سعید سمّان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر یہ کہ اس سے کاروبار کیا جائے کہ اس صورت میں نفع یتیم کا ہوگا اور اگر نقصان ہوگیا تو اس کا ضامن کاروبار کرنے والا ہوگا۔(الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ ابو العطار دخیاط بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس یتیم کا مال ہے اور میں اس سے کاروبار کرتا ہوں تو؟ فرمایا: جب تم مال کو حرکت میں لاؤ تو تمہیں اس کی زکوٰۃ دینی چاہیئے! راوی نے عرض کیا کہ میں آٹھ ماہ اسے حرکت دیتا ہوں (کاروبار کرتا ہوں) اور چار ماہ اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیتا ہوں تو پھر؟ فرمایا: اس صورت میں تم پر اس کی زکوٰۃ ہے۔(ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ چند چھوٹے بچے ہیں ان کے پاس وہ کچھ ہے جو ان کے باپ یا بھائی کے پاس ہے۔ آیا ان کے مال پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: جب تک اس مال سے کاروبار نہ کیا جائے اس وقت تک ان کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ ہاں جب اس سے کاروبار کیا جائے تو پھر زکوٰۃ واجب (مستحب مؤکد) ہوگی۔ اور اگر مال ویسے رکھا ہوا ہو تو پھر اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔(التہذیب، الاستبصار)

۵۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس کسی یتیم کا مال موجود ہے اور وہ اس سے کاروبار کرتا ہے تو آیا (نقصان کی صورت میں) وہ اس کا ضامن ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا: آیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہیں! مجھے اپنی زندگی کی قسم میں اس پر دو چیزیں اکٹھی نہیں کرتا۔ ضمانت بھی اور زکوٰۃ بھی۔(ایضاً)

۶۔ ابو الربیع بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کے پاس اپنے یتیم بھائی

کا مال ہے! اور وہ اس کا ولی ہے آیا وہ اس مال سے کاروبار کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ جس طرح دوسرے شخص کے مال سے کاروبار کر سکتا ہے اس سے بھی کر سکتا ہے اور نفع دونوں کا مشترکہ ہوگا۔ راوی نے عرض کیا اور کیا (نقصان کی صورت میں) وہ ضامن ہوگا؟ فرمایا: نہ! کیونکہ وہ نگران ہے (اور یتیم کی بہتری کے لیے کام کرنے کا مجاز ہے)۔ (ایضاً)

۷۔ منصور صیقل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں یتیم کے مال کے بارے میں عرض کیا کہ آیا اس سے کاروبار کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: جب تمہارے پاس (ذاتی) مال و دولت ہو اور تم (نقصان کے) ضامن بن جاؤ۔ تو پھر جائز ہے اور نفع تمہارا ہوگا اور نقصان کے تم ضامن ہو گے۔ اور اگر تمہارے پاس مال و منال نہیں ہے اور پھر اس مال سے کاروبار کرتے ہو تو نفع یتیم کا ہوگا اور نقصان کی صورت میں تم نقصان کے ضامن ہو گے۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور بکیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: یتیم کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر یہ کہ اس سے کاروبار کیا جائے۔ ہاں البتہ اگر اس سے کاروبار کیا جائے تو اس میں زکوٰۃ (مستحب) ہے اور نفع یتیم کا ہوگا اور کاروبار کرنے والا نقصان کی صورت میں ضامن ہوگا۔ شیخ فرماتے ہیں کہ اس بات کی بھی رخصت وارد ہوئی ہے کہ نفع دونوں کا مشترکہ ہوگا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ باب التجارہ میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

دیوانہ کے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے ہاں البتہ اگر اس کا سرپرست اس کے مال سے کاروبار کرے تو پھر مستحب ہے ورنہ مستحب بھی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے خاندان میں ایک مخبوط الحواس عورت ہے آیا اس کے مال میں زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: اگر اس کے مال سے کاروبار کیا جائے تو اس پر زکوٰۃ ہے ورنہ نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ موسیٰ بن بکر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک پاگل عورت ہے جس

کے پاس مال ہے جو اس کے بھائی کے قبضہ میں ہے آیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: اگر اس کا بھائی اس مال سے کاروبار کرتا ہے تو پھر اس پر زکوٰۃ ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مقدمۃ العبادات (ج۱، باب ۳ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو (دیوانہ پر) زکوٰۃ کے عدم وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴

زکوٰۃ صرف آزاد آدمی پر واجب ہے اور غلام پر اگرچہ وہ مکاتب ہو زکوٰۃ واجب نہیں ہے اگرچہ اس کا مالک کچھ مال اسے ہبہ بھی کرے ہاں اگر اس کے مال سے کاروبار کیا جائے یا اس کا مالک اسے اجازت دے تو پھر زکوٰۃ دے گا اور مالک پر غلام کے مال کی زکوٰۃ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غلام کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے اگرچہ اس کے پاس ایک لاکھ (درہم) موجود ہوں اور اگر وہ محتاج ہو تو اسے زکوٰۃ نہیں دی جائے گی (کیونکہ اس کا نان ونفقہ اس کے مالک پر واجب ہے)۔ (الفروع)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غلام پر زکوٰۃ نہیں ہے مگر اس کے آقاؤں کے اذن سے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ اس سے مراد استحباب ہو وہ بھی تب جب اس کام کے لیے آقا اجازت دے۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا غلام کے مال پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ۔ اگرچہ اس کے پاس لاکھ (درہم) ہوں۔ اور اگر وہ ضرورت مند ہو تو اسے زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔ (الفقیہ)

۴۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک غلام ہے اور اس کے قبضہ میں کچھ مال ہے آیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ۔ پھر عرض کیا: آیا اس کے آقا پر ہے؟ فرمایا: نہ۔ کیونکہ وہ مال ابھی اس کے مالک تک پہنچا نہیں ہے اور مملوک کی (شرعاً) ملکیت نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ وھب بن وھب قرشی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مکاتب غلام کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

(الفقیہ، الفروع، العلل)

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک آقا اپنے غلام کو ایک ہزار درہم یا اس سے کم وبیش ہبہ کرتا ہے۔ آیا اگر غلام کے پاس اس مال کو سال گزر جائے تو اس پر اس مال کی زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ۔ مگر یہ کہ اس مال سے کاروبار کیا جائے اور غلام کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵

زکوٰۃ کے واجب ہونے میں ملکیت اور تصرف کرنے پر قدرت رکھنا شرط ہے لہٰذا گم شدہ مال میں اور اس غائب مال میں جو مالک کے کسی نمائندہ کے ہاتھوں میں نہ ہو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے ہاں اگر چند سالوں تک غائب رہنے کے بعد وہ مال مل جائے تو ایک سال کی زکوٰۃ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سدیر صیرفیؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس (بقدر نصاب) مال تھا۔ اس نے جا کر ایک جگہ زیر زمین دفن کر دیا۔ جب سال گزر گیا تو اسے نکالنے گیا مگر جہاں اس کا گمان تھا کہ وہ یہاں ہے وہاں جگہ کھودی مگر کچھ نہ ملا۔ اس طرح تین سال گزر گئے۔ اس کے بعد جب اس جگہ کے اردگرد زمین کھودی تو اس جگہ کے قدرے دائیں جانب وہ مال اسے مل گیا تو؟ فرمایا: ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرے کیونکہ اس اثناء میں مال غائب رہا۔ اگرچہ خود ہی دفن کیا تھا۔ (الفروع)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کی کچھ اولاد ہے۔ مگر اس کا ایک بیٹا کہیں غائب ہو گیا اور اسی اثناء میں اس کا باپ وفات پا گیا۔ اب اس غائب کی میراث کا کیا بنے گا؟ فرمایا: اس کے آنے تک اس کا حصہ علیٰحدہ رکھا جائے گا۔ عرض کیا: آیا اس کے حصہ میں زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ۔ جب تک وہ خود نہ آ جائے! عرض کیا: جب آ جائے گا تو زکوٰۃ ادا کرے گا؟ فرمایا: نہ۔ جب تک سال نہ گزر جائے۔ (ایضاً)

۳۔ رفاعہ بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کا مال (جو کہ بقدر نصاب تھا) پانچ سال تک اس سے غائب رہا۔ پھر مل گیا۔ اور اصل سرمایہ کم نہیں ہوا تو وہ کتنے سالوں کی

زکوٰۃ دے؟ فرمایا: صرف ایک سال کی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ جناب ابن ادریس حلیؒ باسناد خود عیص بن القاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کا مال لے لیا! اب عورت اس مال میں تصرف کرنے پر قادر نہیں ہے آیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: زکوٰۃ اس (شوہر) پر ہے جس کے قبضہ میں مال ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ اس نے بطور قرضہ لیا ہو اور وجوب کے شرائط بھی پائے جائیں یا یہ جملہ عدم وجوب کا کنایہ ہے۔

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرضہ پر زکوٰۃ نہیں ہے اور نہ غائب مال پر۔ جب تک تمہارے قبضہ میں نہ آ جائے۔ (التہذیب)

۶۔ عبداللہ بن بکیر بالواسطہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جس کا مال غائب ہو کہ جب تک اسے اپنا مال واپس نہ مل جائے تب تک اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جب مل جائے تو صرف ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرے گا اور اگر وہ اس غائب مال کو واپس لینے پر قدرت رکھتا تھا مگر عمداً نہیں لیا تو پھر ہر سال کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

جو مال بطور قرضہ کسی کو دیا جائے مالک پر اس کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی مگر یہ کہ مقروض واپس کرنا چاہے لیکن یہ خود نہ لے تو اس صورت میں زکوٰۃ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن ابو محمود سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنا مال امانت کے طور پر کہیں رکھا ہوا ہے یا قرضہ کے طور پر دیا ہوا ہے بہرحال اس کی مال تک رسائی نہیں ہے آیا اس پر زکوٰۃ کب واجب ہوگی؟ فرمایا: جب اسے مال وصول ہوگا۔ اور اس پر سال گزر جائے گا تب واجب ہوگی۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرضہ پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا قرضہ پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: جب تک وصول نہ ہو اس وقت تک نہیں ہے! میں نے عرض کیا کہ جب وصول ہو جائے تو پھر اس وقت ادا کرے؟ فرمایا: نہ۔ یہاں تک کہ اس مال کو اس کے پاس سال گزر جائے۔ (ایضاً)

۴۔ محمد بن علی الحلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا قرضہ میں زکوٰۃ نہیں ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب)

۵۔ عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کسی کو کچھ مال بطور قرضہ دیتا ہے آیا اس پر اس کی زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: ہر وہ قرضہ کہ جسے آدمی جب چاہے وصول کر لے مگر از خود وصول نہ کرے اس کی زکوٰۃ اس پر (مستحب) ہے اور جس کی وصولی پر آدمی قادر نہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے لوگوں سے قرضہ لینا ہے۔ آیا اس مال میں اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: جب تک مال وصول نہ ہو۔ تب تک اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے ہاں البتہ مال جب وصول ہو جائے تو پھر زکوٰۃ ہے! اور اگر کئی سالوں تک وصول نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ ہاں جب وصول ہو جائے تو صرف اسی سال کی زکوٰۃ دے گا اور اگر تھوڑا تھوڑا کر کے وصول ہوتا رہے تو پھر اسی ترتیب سے زکوٰۃ بھی ادا کرتا جائے گا۔ اور اگر اس نے اپنا مال و متاع اور قرضہ والا پیسہ بھی اس طرح کاروبار میں لگا رکھا ہے کہ اس سے روز بروز کاروبار کرتا ہے اور اسی سے خرید و فروخت کرتا ہے تو یہ ایسا ہے جیسے عین المال اس کے ہاتھ میں ہے اس پر اس کی زکوٰۃ (مستحب) ہے۔ (فرمایا) جب اس کے مال و متاع کی یہ کیفیت ہو جو میں نے بیان کی ہے تو اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کر کے زکوٰۃ کی ادائیگی کو مؤخر نہ کرے۔ (الفروع)

۷۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرضہ میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر یہ کہ قرضہ دینے والا خود وصولی میں دیر و درنگ کرے (تو اس شکل میں مستحب ہے) اور اگر وصولی پر قادر نہ ہو تو جب تک وصول نہ ہو جائے تب تک اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (ایضاً، التہذیب)

۸۔ عبدالحمید بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنا مال کسی مالدار شخص کے ہاتھ تین سال تک فروخت کیا۔ اور (اس کی قیمت والا) مال ایک قابل وثوق آدمی کے پاس پڑا ہے آیا اس کی ہر سال زکوٰۃ دے یا جب مال وصول ہو؟ فرمایا: بلکہ جب وصول ہو، تب دے۔ عرض کیا: کتنے سالوں کی دے؟ فرمایا: تین سالوں کی۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے۔

۹۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کا آدھا مال نقد موجود ہے اور آدھا بطور قرضہ کسی کو دیا ہے آیا وہ زکوٰۃ دے؟ فرمایا: نقد کی دے اور قرضہ کی رہنے دے! عرض کیا: اگر چھ ماہ کے بعد وصولی ہو جائے تو؟ فرمایا: جب وصولی ہو جائے تو تب زکوٰۃ دے۔ (ایضاً)

۱۰۔ اصفہانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک شخص سے مال لینا تھا وہ میں نے وصول کر لیا تو اس کی زکوٰۃ کب دوں؟ فرمایا: جب اپنا مال اپنے قبضہ میں آئے تو اس کی زکوٰۃ دو (یعنی سال کے بعد)۔ (ایضاً)

۱۱۔ ابو الصباح کنانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنا کچھ مال ادھار پر اور کچھ عاریۃً کسی کو دیا ہوا ہے؟ وہ زکوٰۃ کے سلسلہ میں کیا کرے؟ فرمایا: زکوٰۃ ادا کرے! (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب وصولی میں تاخیر مالک کی طرف سے ہو مقروض کی جانب سے نہ ہو۔ کیونکہ اس صورت میں زکوٰۃ مستحب ہے۔

۱۲۔ جناب عبد اللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے کچھ قرضہ لینا ہے، میرے پاس چوپائے اور کچھ چکیاں بھی ہیں۔ بعض اوقات قرضہ دیر سے وصول ہوتا ہے تو جب وصول ہو تو آیا مجھ پر اس کی زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: ہاں ایک سال کی ہے۔ (قرب الاسناد)

۱۳۔ اسماعیل بن عبد الخالق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا قرضہ والے مال پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہیں۔ مگر یہ کہ تم خود اس کی وصولی سے گریز کرو۔ لیکن اگر ایک سال یا اس سے کم و بیش مدت تک وصول نہ ہو تو پھر صرف اس سال کی زکوٰۃ دو جس میں وصول ہو۔ (ایضاً)

۱۴۔ علی بن جعفرؑ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرضہ پر زکوٰۃ نہیں ہے مگر یہ کہ مالک خود ادا کرنا چاہے (تو بطور مستحب ادا کرے)۔ (ایضاً)

۱۵۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک مالدار قوم سے قرضہ لینا ہے وہ جب چاہے بآسانی وصول کر سکتا ہے آیا اس پر اس مال کی زکوٰۃ واجب ہے؟ فرمایا: نہ۔ جب تک وصول نہ کرے اور پھر پورا ایک سال نہ گزر جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ اور ماتجب فیہ الزکوٰۃ باب ۱۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

قرض لینے والے پر قرضہ کی زکوٰۃ واجب ہے جبکہ مال سال بھر موجود رہے نہ کہ قرضہ دینے والے پر۔ اور اگر قرض دینے والا ادا کر دے تو پھر قرضہ لینے والے سے ساقط ہو جائے گی۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو کچھ مال بطور قرضہ دیا اب اس کی زکوٰۃ کس پر ہے؟ قرضہ دینے والے پر یا لینے والے پر؟ فرمایا: اگر سال بھر مال پڑا رہے تو قرضہ لینے والے پر اس کی زکوٰۃ ہے۔ راوی نے عرض کیا: آیا قرضہ دینے والے پر زکوٰۃ نہیں ہے؟ فرمایا: نہیں۔ کیونکہ اب مال اس کے قبضہ میں نہیں ہے بلکہ دوسرے شخص کے قبضہ میں ہے! پس جس کے پاس مال ہے زکوٰۃ وہی دے گا! راوی نے عرض کیا۔ آیا وہ دوسرے کے مال کی زکوٰۃ اپنے مال سے ادا کرے گا؟ فرمایا: جب تک وہ مال اس کے پاس ہے وہ اس کا مال ہے! کسی اور کا نہیں ہے۔ پھر فرمایا: اے زرارہ! اس مال کا نفع یا نقصان کس کا ہے؟ زرارہ نے عرض کیا کہ قرضہ لینے والا! فرمایا: پس اس مال کی زیادتی اور کمی بھی اس پر ہوگی! (فرمایا: آیا اس کے لیے یہ تو جائز ہے کہ اس مال سے نکاح کرے اور اس سے کھائے (اور دوسرے ضروریات میں استعمال کرے؟) اور اس کی زکوٰۃ نہ دے؟ نہیں۔ بلکہ اسے چاہیئے کہ اس کی زکوٰۃ دے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی شخص سے قرضہ لیا تھا اور اس کے پاس اسے ایک سال گزر گیا تھا۔ فرمایا: اگر قرضہ دینے والا اس کی زکوٰۃ دیتا ہے تو پھر اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اگر وہ ادا نہیں کرتا تو پھر قرضہ لینے والا زکوٰۃ ادا کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مقروض ہے اور اس کے ہاتھ میں کسی اور شخص کا مال ہے آیا اس پر اس کی زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: اگر وہ مال بطور قرضہ لیا ہے اور اس پر سال بھی گزر گیا ہے تو پھر اس کی زکوٰۃ دے۔ (الفروع)

۴۔ ابان بن عثمان ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ کی خدمت میں سوال کیا کہ ایک شخص مقروض ہے اور اس کے ہاتھ میں اس قدر مال ہے جو اس کے قرضہ کی ادائیگی کے لیے کافی ہے! آیا اس پر زکوٰۃ ہے جبکہ مال دوسرے شخص کا ہے؟ فرمایا: جب قرضہ لے اور پھر اس پر سال بھی گزر جائے تو اس کی زکوٰۃ اس پر ہے جبکہ اسے اس مال سے فائدہ ہو۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی کو ایک، دو یا تین سال یا کم وبیش مدت کے لیے قرضہ دیتا ہے زکوٰۃ کس پر ہوگی دینے والے پر یا لینے والے پر؟ فرمایا: قرضہ لینے والے پر ہوگی کیونکہ جب اس مال کا نفع اسی شخص کے لیے ہے تو اس کی زکوٰۃ بھی اسی پر ہوگی۔ (التہذیب)

۶۔ حسن بن عطیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ہشام بن احمر سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے لیے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کرو کہ ایک قوم کا بہت سا مال بطور قرضہ میرے پاس ہے جس کا وہ مجھ سے مطالبہ نہیں کرتے۔ آیا مجھ پر اس کی زکوٰۃ ہے؟ امامؑ نے فرمایا: تو نہ قرضہ ادا کرتا ہے اور نہ زکوٰۃ دیتا ہے؟ اس مال کی زکوٰۃ ادا کر۔ (ایضاً)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس قرضہ کا مال ہے اور اس پر سال گزر جاتا ہے۔ آیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵ و ۶) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵ از زکوٰۃ ذہب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

جس کے پاس امانت کا مال ہو اس پر اس کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے مگر یہ کہ (مالک کی اجازت سے) اس سے کاروبار کرے تو پھر مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ اگر تمہارے پاس ایسا امانتی مال موجود ہے جسے تم حرکت دیتے ہو (مالک کی اجازت سے اس سے کاروبار کرتے ہو) تو پھر تم پر اس کی زکوٰۃ ہے۔ اور اگر اسے حرکت نہیں دیتے (اس سے کاروبار نہیں کرتے) تو پھر تجھ پر کچھ نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۷ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

جس شخص پر قرضہ یا حق مہر ہو مگر مال موجود نہ ہو اس پر اس کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصباح الکنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص ادھار پر مال دیتا ہے۔ یا بطور "عینہ" [۱] معاملہ کرتا ہے۔ اور اس طرح اس کا مال (دوسروں پر) قرضہ ہی رہتا ہے وہ زکوٰۃ کے سلسلہ میں کیا کرے؟ فرمایا: اپنے مال کی زکوٰۃ دے اور جو اس پر قرضہ ہے اس کی زکوٰۃ نہ دے کیونکہ زکوٰۃ مال کے مالک پر ہوتی ہے۔ (الفروع)

۲۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام رضا علیہ السلام) کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا کہ جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص کے ذمہ اس کی بیوی کا حق مہر ہے مگر وہ شوہر سے نرمی یا شرم وحیا کی وجہ سے مطالبہ نہیں کرتی۔ اور اس طرح زندگی بھر یہ زر مہر اس کے پاس رہ جاتی ہے آیا اس پر اس کی زکوٰۃ ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا اس پر صرف اپنے مال کی زکوٰۃ واجب ہے۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے ذمہ قرضہ ہے تو؟ فرمایا: اپنے مال کی زکوٰۃ دے اور قرضہ کی زکوٰۃ نہ دے کیونکہ زکوٰۃ مال کے مالک پر ہوتی ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں (یہ سب کچھ اس صورت میں ہے کہ جب مال موجود نہ ہو ورنہ باب ۷ میں گزر چکا ہے کہ قرضہ لینے والے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے)۔

---

[۱] بیع عینہ کا شریعت مقدسہ اسلامیہ میں مشہور مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ادھار پر کوئی چیز خرید لے اور آگے اس سے کم مگر نقد قیمت پر فروخت کر دے تاکہ اس سے وہ اپنا وہ قرض ادا کر سکے جس کی ادائیگی کی مدت آ چکی ہے اور بعض فقہاء نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ کوئی شخص اُدھار پر کوئی چیز خریدے اور جب ادائیگی کا وقت آئے تو اسی قیمت پر یا اس سے زائد پر اسی بائع کے ہاتھ فروخت کر دے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۰

جب وجوب زکوٰۃ کی شرطیں پائی جائیں تو وہ واجب ہو جاتی ہے اگرچہ مالک پر بقدر مال یا اس سے بھی زیادہ قرضہ ہو اور اس شخص کا حکم جو اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ کے لیے مال چھوڑے۔ اور اگر بائع شرط عائد کرے کہ خریدار قیمت کی زکوٰۃ ادا کرے گا تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور ضریس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جس شخص کے پاس مال (بقدر نصاب) ہو اور وہ سال بھر پڑا رہے۔ یہاں تک کہ اس پر سال گزر جائے تو وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ اگرچہ اس پر اس مال کے برابر یا اس سے بھی زیادہ قرضہ ہو۔ بہرحال جو کچھ اس کے پاس ہے اس سے زکوٰۃ ادا کرے۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ساتویں باب والی تمام حدیثیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں وہ اس مطلب پر بھی دلالت کرتی ہیں کہ قرضہ لینے والے پر زکوٰۃ واجب ہے یا وہ تمام حدیثیں جو وجوب زکوٰۃ پر دلالت کرتی ہیں وہ اس موضوع پر بھی دلالت کرتی ہیں۔ اور عنوان میں بیان کردہ آخری دو عناوین پر دلالت کرنے والی حدیثیں نقدین کی زکوٰۃ کے بیان میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

چوپاؤں کی زکوٰۃ کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چودہ باب ہیں)

باب ۱

اونٹ، گائے اور بکری میں زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ یہ بقدر نصاب ہوں اور اگر نصاب سے کم ہوں تو پھر کوئی چیز واجب نہیں ہے اور بعض حیوانوں کو دوسرے بعض کے ساتھ منضم نہیں کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ اونٹوں سے کمتر پر زکوٰۃ نہیں ہے۔(الفقیہ)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس چار (۴) اونٹنیاں، انتالیس (۳۹) بکریاں اور انتیس (۲۹) گائیں ہیں آیا ان کی زکوٰۃ ادا کرے؟ فرمایا: ان میں سے کسی چیز کی بھی زکوٰۃ نہ دے کیونکہ کسی کا بھی نصاب کامل نہیں ہے[1]۔(الفقیہ، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ مما تجب فیہ الزکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں اور بہت سی اس کے بعد (باب ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۱۱ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

اونٹ کے نصابوں کا تذکرہ اور ہر نصاب میں کیا واجب ہے؟ اس کا اور دیگر چند احکام کا بیان؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ اونٹوں سے کم تر پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ ہاں البتہ جب پانچ ہو جائیں تب ان میں ایک بکری واجب ہے اور دس (یعنی نو) تک ایک رہے گی۔ اور جب دس ہو جائیں تو ان میں دو بکریاں واجب ہیں بعد ازاں

---

[1] کیونکہ اونٹ کا پہلا نصاب پانچ، بکری کا پہلا نصاب چالیس اور گائے کا پہلا نصاب تیس ہے۔(احقر مترجم عفی عنہ)

پندرہ (چودہ) تک دو رہیں گی اور جب پندرہ ہو جائیں تو تین بکریاں اور بیس میں چار اور جب پچیس (۲۵) ہو جائیں تو پانچ بکریاں واجب ہوں گی۔ اور جب ایک عدد کا اضافہ ہو جائے (یعنی چھبیس (۲۶) ہو جائیں) تو پینتیس (۳۵) تک ایک "بنت مخاض" (وہ اونٹ کا بچہ جو دوسرے سال میں داخل ہو اور اس کی ماں حاملہ بننے کے قابل ہو) واجب ہوگی اور اگر اس کے پاس بنت مخاض نہ ہو تو پھر نر ابن لبون اور جب ان میں ایک عدد کا اضافہ ہو جائے (چھتیس ہو جائیں) تو پینتالیس (۴۵) تک تو ایک "بنت لبون" واجب ہوگی۔ اور اگر ان میں ایک عدد کا اضافہ ہو جائے (چھیالیس بن جائیں تو) ساٹھ (۶۰) تک ایک "حقہ" (چوتھے سال میں داخل ہو اور حاملہ ہونے کے لائق ہو) واجب ہوگی۔ اور اسے "حقہ" اس لیے کہا جاتا ہے کہ اب وہ سواری کے لائق ہو گئی ہے اور حاملہ ہونے کے بھی اور اگر اس میں ایک عدد کا اور اضافہ ہو جائے (اکسٹھ (۶۱) ہو جائیں) تو پچھتر (۷۵) تک ایک "جذعہ" (جو پانچویں سال میں داخل ہو اور جس کے اگلے دانت گر جائیں) واجب ہوگی۔ اور اگر اس میں ایک عدد کا اضافہ ہو جائے (چھتر (۷۶) ہو جائیں) تو نوے (۹۰) تک دو "بنت لبون" واجب ہوں گی۔ اور اگر اس میں ایک عدد کا اضافہ ہو جائے (اکانویں (۹۱) ہو جائیں) تو پھر ایک سو بیس تک دو "حقہ" واجب ہوں گی۔ اور اگر ایک سو بیس پر ایک عدد کا اضافہ ہو جائے (ایک سو اکیس ہو جائیں) اور اس کے بعد جس قدر زیادہ ہو جائیں تو ہر پچاس عدد میں ایک "حقہ" اور ہر چالیس میں ایک "بنت لبون" واجب ہوگی۔ (و ھکذا تا آخر بالغاً ما بلغ)۔

(الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ اونٹنیوں میں ایک بکری واجب ہے۔ اور پانچ سے کمتر میں کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ اور دس میں دو بکریاں، پندرہ میں تین، بیس میں چار اور پچیس میں پانچ واجب ہیں۔ اور چھبیس سے لے کر پینتیس تک "بنت مخاض" (جس کا ایک سال کامل ہو اور دوسرے میں داخل ہو) واجب ہے۔ عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ ہم میں اور عام لوگوں میں یہی فرق[1] ہے اور جب ایک عدد کا اضافہ ہو جائے (یعنی چھتیس ہو جائیں تو اس سے لے کر) پینتالیس تک ایک "بنت لبون" (جو تیسرے سال میں داخل ہو اور جس کی ماں پھر دودھ دیتی ہو) واجب ہے اور جب ان میں ایک عدد کا مزید اضافہ ہو جائے (چھیالیس ہو جائیں تو اس سے لے کر ساٹھ تک) ایک "حقہ" (جو چوتھے سال میں داخل ہو) واجب ہوگی۔ اور جب ان میں ایک عدد کا اضافہ ہو جائے یعنی (اکسٹھ ہو جائیں تو اس

---

[1] کہ ہم پچیس اونٹوں میں پانچ بکریاں اور چھبیس سے لے کر پینتیس تک ایک بنت مخاض واجب قرار دیتے ہیں اور ہمارے مخالفین پچیس سے لے کر پینتیس تک بنت مخاض واجب جانتے ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

سے لے کر) پچھتر (۷۵) تک ایک "جذعہ" واجب ہوگی۔ اور جب اس میں ایک عدد کا اضافہ ہو جائے (یعنی چھتر ہو جائیں تو اس سے لے کر) نوے (۹۰) تک دو بنت لبون اور جب اونٹ بہت ہو جائیں تو پھر ہر پچاس میں ایک "حقہ" واجب ہے۔ (الفروع، الاستبصار والتہذیب)

۳۔ محمد بن مقرن بن عبداللہ بن زمعہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے خط مبارک سے اسے لکھ کر دیا کہ جس شخص کے پاس صرف چار اونٹ ہوں۔ اور اس کے پاس اور کوئی مال نہ ہو تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے مگر یہ کہ مالک خود چاہے (کہ کچھ دے دے) ہاں جب اس کا مال پانچ اونٹوں تک پہنچ جائے تو ان میں ایک بکری واجب ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ زرارہ، محمد بن مسلم، ابوبصیر، برید عجلی اور فضیل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اونٹوں کی زکوٰۃ کے سلسلہ میں فرمایا: ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری ہے۔ یہاں تک کہ پچیس اونٹ ہو جائیں تو پھر ان میں بنت مخاض (وہ اونٹنی کا بچہ جو ایک سال کامل کا ہو، اور دوسرے سال میں داخل ہو)، پھر زائد میں کچھ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ پینتیس (۳۵) تک پہنچ جائیں جب اتنی ہو جائیں تو ان میں ایک بنت لبون (جو تیسرے سال میں داخل ہو) ہے۔ پھر زائد میں کچھ نہیں ہے۔ یہاں تک پنتالیس تک پہنچ جائیں۔ پس جب اس قدر ہو جائی تو ان میں "حِقہ" ہے (جس کی عمر چار سال ہو اور سواری کے لائق ہو) اور اگر مادہ ہے تو سانڈ سے جفتی کے قابل ہو)۔ پھر زائد میں کچھ نہیں ہے یہاں تک کہ ساٹھ تک پہنچ جائے۔ جب اس قدر ہو جائیں تو پھر ان میں ایک "جذعہ" (جس کی عمر چار سال کامل ہو اور پانچویں سال میں داخل ہو)۔ پھر زائد میں کچھ نہیں ہے۔ یہاں تک پچھتر تک پہنچ جائیں۔ جب اس قدر ہو جائیں تو پھر ان میں دو بنت لبون ہیں۔ پھر زائد میں کچھ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ نوے تک پہنچ جائیں اور جب اس قدر ہو جائیں تو ان میں دو حقے ہیں۔ پھر زائد میں کچھ نہیں ہے یہاں تک کہ ایک سو بیس تک پہنچ جائیں اور جب اس قدر ہو جائیں تو ان میں دو حقے واجب ہیں۔ جو جفت کے قابل ہوں۔ اور جب اس سے ایک زائد ہو جائے تو پھر پچاس اونٹوں میں ایک حقہ اور ہر چالیس میں بنت لبون واجب ہے پھر (زکوٰۃ والے) اونٹ اپنے سن و سال (حقہ و بنت لبون) کی طرف لوٹ جائیں گے (از سر نو نصاب کا جائزہ لیا جائے گا) اور دہائی پر زائد پر کچھ نہیں ہے اور نہ ہی ان کے حصوں پر کچھ (زکوٰۃ وغیرہ) ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، معانی الاخبار)

۵۔ اس روایت کو حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے معانی الاخبار میں اسی طرح نقل کیا ہے مگر بعض صحیح نسخوں کے مطابق (بعض الفاظ و عبارات میں رد و بدل ہے) مثلاً اس میں یوں وارد ہے کہ جب اونٹ پچیس کو پہنچ جائیں (تو پانچ

بکریاں) اور جب ایک کا اضافہ ہو جائے تو ان میں ایک "بنت مخاض" ہے (جو کہ پینتیس تک رہے گی) اور جب پینتیس سے ایک عدد زائد ہو جائے تو پھر (پینتالیس تک) ایک "بنت لبون" (جو تیسرے سال میں داخل ہو) اور جب پینتالیس میں ایک کا اضافہ ہو جائے تو پھر (ساٹھ تک) ایک "حقہ" واجب ہے اور جب ساٹھ پر ایک کا اضافہ ہو جائے تو پھر (پچھتر تک) ایک "جذعہ" (جو پانچویں سال میں داخل ہو) واجب ہے۔ پھر جب پچھتر میں ایک مال کا اضافہ ہو جائے تو پھر (نوے تک) دو (۲) "بنت لبون" واجب ہیں۔ پھر جب نوے میں ایک کا اضافہ ہو جائے تو ان میں دو حقے واجب ہیں الخ۔۔۔۔۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ فروع کافی اور تہذیب و استبصار کی روایت کے مطابق چونکہ یہ روایت بظاہر مذہب امامیہ کے مخالف اور مخالفین کے مذہب کے موافق ہے کہ اس میں پچیس اونٹوں میں بنت مخاض اور پینتیس میں بنت لبون واجب قرار دی گئی ہے اس لیے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے تقیہ پر محمول کیا ہے جیسا کہ عبدالرحمٰن بن الحجاج نے (فروع کافی والی روایت نمبر۲ میں) کہا ہے کہ یہ ہے ہمارے اور ہمارے مخالفین میں بنیادی فرق۔۔۔۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہاں کچھ عبارت مقدر ہو۔ مطلب یہ ہے کہ "جب اونٹ پچیس کو پہنچ جائیں اور ایک کا اضافہ ہو" (یعنی چھبیس ہو جائیں) تو بنت مخاض لازم ہے اور جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ بنت مخاض پانچ بکریوں کی قیمت ہے کیونکہ بکریوں کی قیمت بھی تو ادا کرنا جائز ہے (جو ایک بنت مخاض ہو سکتی ہے) مگر معانی الاخبار صدوق کی روایت پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔ واللہ العالم۔

باب ۳

تمام اونٹوں پر زکوٰۃ واجب ہے خواہ بختاتی ہوں یا عربی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ، محمد بن مسلم، ابو بصیر، برید عجلی اور فضیل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا ان بُختاتی اونٹوں میں جو چراہگاہ میں چر کر گزارہ کریں کچھ (زکوٰۃ) ہے؟ فرمایا: جو کچھ عربی اونٹوں میں ہے وہی ان پر ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: وہ تمام حدیثیں جو اونٹوں پر زکوٰۃ کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں وہ اس مطلب پر بھی دلالت کرتی ہیں کیونکہ یہ دونوں قسمیں اونٹ ہی کی ہیں۔

باب ۴
گائے کے مختلف نصاب اور ان میں جو کچھ واجب ہے اس کا بیان؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ، محمد بن مسلم، ابوبصیر، برید عجلی اور فضیل سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر تیس گایوں میں (جو گائے کا پہلا نصاب ہے جبکہ کل دو (۲) ہیں اور اس سے کم پر کچھ نہیں ہے) ایک "تبیع" (ایک سال سے دو سال تک کا بچھڑا) واجب ہے۔ اور ہر چالیس گایوں میں (جو کہ دوسرا نصاب ہے) ایک "مُسِنّہ" (وہ بچھڑا جو دو سال کا ہو اور تیسرے سال میں داخل ہو یا تبیعہ ایک سال سے دو سال تک کی بچھڑی) اور تیس و چالیس کے درمیان (۹ گایوں) پر کچھ نہیں ہے۔ ہاں چالیس میں ایک مسنہ ہے پھر چالیس کے بعد ساٹھ تک (انیس (۱۹) گایوں پر) کچھ نہیں ہے ہاں جب ساٹھ ہو جائیں تو ان میں دو (۲) "تبیع" ہیں پھر ستر تک (نو گایوں پر کچھ نہیں ہے ہاں) جب پوری ستر ہو جائیں تو ان میں ایک تبیع اور ایک "مسنہ" ہے پھر اسّی (۸۰) تک (۹ گایوں پر کچھ نہیں ہے ہاں) اور جب اسّی (۸۰) مکمل ہو جائیں تو پھر ہر چالیس میں ایک "مسنہ" ہے (یعنی کل دو (۲) "مسنے" ہیں)۔ بعد ازاں نوے تک (۹ گایوں پر کچھ نہیں ہے۔ ہاں) جب مکمل نوے ہو جائیں تو ان میں تین تبیع ہیں۔ اور جب گائیں ایک سو بیس ہو جائیں (اس طرح نوے کے بعد اس حد تک انتیس (۲۹) گایوں پر کچھ نہیں ہے) تو پھر ہر چالیس گائے میں ایک "مسنہ" ہے (یعنی کل تین مسنے ہیں) پھر گائے اپنے سن و سال پر آ جائے گی (حسب سابق ہر نصاب پر بدستور سابق زکوٰۃ واجب ہوگی)۔ اور جو گائے دہائی کے اوپر ہے اس پر اور گائے کے حصہ پر کوئی چیز نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار، معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں اور باب ۱۰ از مما یجب علیہ الزکوٰۃ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵
گائے کی طرح بھینس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا بھینسوں میں بھی کچھ (زکوٰۃ) ہے؟ فرمایا: ہاں جس طرح گایوں میں ہے۔

(الفروع، الفقیہ)

باب ۶

بکریوں کے نصاب؟ اور ہر نصاب میں کتنی زکوٰۃ واجب ہے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ، محمد بن مسلم، ابوبصیر، برید اور فضیل سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے بکریوں کے متعلق فرمایا: ہر چالیس بکریوں میں (جو کہ بکری کے پانچ نصابوں میں سے پہلا نصاب ہے) زکوٰۃ میں ایک بکری واجب ہے اور چالیس سے کم پر کچھ نہیں ہے۔ اسی طرح چالیس کے بعد ایک سو بیس تک مزید کچھ نہیں ہے بلکہ وہی ایک بکری ہے۔ ہاں جب اس میں ایک بکری کا اضافہ ہو جائے اور ایک سو اکیس ہو جائیں (جو کہ دوسرا نصاب ہے) تو پھر دو (۲) بکریاں واجب ہیں۔ پھر دو (۲) سو تک مزید کچھ واجب نہیں بلکہ یہی دو بکریاں واجب ہیں۔ ہاں البتہ جب اس میں ایک بکری کا اضافہ ہو جائے یعنی دو سو ایک ہو جائیں (جو کہ تیسرا نصاب ہے) تو اس میں تین بکریاں واجب ہیں۔ پھر تین سو تک مزید کچھ واجب نہیں بلکہ یہی تین بکریاں ہیں۔ ہاں جب اس میں ایک کا اضافہ ہو جائے یعنی تین سو ایک ہو جائیں (جو کہ چوتھا نصاب ہے) تو پھر چار بکریاں واجب ہیں جو چار سو بکریوں تک باقی رہیں گی۔ اس کے بعد جب مکمل چار سو ہو جائیں تو پھر ہر سو بکری پر ایک بکری واجب ہوگی (اس طرح پانچ سو پر پانچ بکریاں اور چھ سو پر چھ بکریاں وھکذا اور یہ آخری نصاب ہے) اور سابقہ حساب ختم ہو جائے گا۔ بعد ازاں ایک سو سے کم پر کچھ نہ ہوگا اور نہ ہی دہائی کے اوپر والی تعداد پر کچھ ہوگا۔ فرمایا: ہر وہ (بکری وغیرہ) جس کو مالک کے پاس پورا ایک سال نہ گزرے اس پر کچھ نہیں ہے۔ ہاں البتہ جب پورا سال گزر جائے تب (زکوٰۃ) واجب ہوگی۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چالیس بکریوں سے کم پر کچھ واجب نہیں ہے ہاں جب پوری چالیس ہو جائیں (جو کہ ان کا پہلا نصاب ہے) تو ان میں ایک بکری واجب ہے اور ایک سو بیس تک یہی ایک رہے گی۔ ہاں جب ان میں ایک کا اضافہ ہو جائے یعنی ایک سو اکیس ہو جائیں (جو دوسرا نصاب ہے) تو ان میں دو بکریاں ہیں۔ جو دو سو بکری تک واجب رہیں گی۔ ہاں جب ان میں ایک کا اضافہ ہو جائے یعنی دو سو ایک ہو جائیں تو ان میں تین بکریاں واجب ہوں گی جو تین سو تک رہیں گی۔ اور (بعد ازاں) جب بکریاں زیادہ ہو جائیں تو پھر ہر ایک سو بکری میں ایک بکری واجب ہوگی۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں تین سوایک بکریوں (جوکہ چوتھا نصاب ہے) کا حکم مذکور ہی نہیں ہے (جوکہ چار بکریاں ہیں) یہ پہلی حدیث کے منافی نہیں ہے جس میں یہ حکم مذکور ہے ہاں اگر اس میں یہ صراحت ہوتی کہ اس صورت میں صرف تین بکریاں واجب ہوں گی تو پھر اسے تقیہ پر محمول کیا جاتا۔

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے بکریوں کی زکوٰۃ کے بارے میں سوال کیا آپؑ نے فرمایا: ہر چالیس بکریوں میں ایک بکری ہے اور ہر سو بکری میں ایک بکری ہے۔ اور بکریوں کے حصے نہیں ہیں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس اجمال کو اسی تفصیل پر محمول کیا جائے گا جو اس سلسلہ کی پہلی حدیث میں مذکور ہے۔

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبید القاسم بن سلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے وائل بن حجر حضرمی اور اس کی قوم کے نام یہ نامۂ گرامی تحریر فرمایا: ﴿من محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) الی الاء قیال العباھلہ من اھل حضرموت..... الخ ﴾ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے حضرموت کے سرداران گرامی کے نام۔ (آپ کو حکم دیا جاتا ہے کہ) نماز قائم کی جائے اور زکوٰۃ ادا کی جائے کہ ہر "تبعہ" (چالیس بکریوں میں) ایک بکری ہے اور تیمہ (جو دو نصابوں کے درمیان میں یا وہ بکری جو مالک نے گھر میں دودھ دھونے کے لیے پال رکھی ہے) وہ مالک کو معاف ہے۔ اور "سیوب" (خزانہ اور دفینہ) میں خمس ہے اور (اسلام میں) خلاط (کہ دو آدمیوں کی ایک سو بیس بکریاں ہوں ایک کی چالیس اور دوسرے کی اسی) اور وراط (مکر و فریب اور دھوکہ دہی) نہیں ہے (گویا کہ مطلب یہ ہے کہ متفرق اموال کو جمع کر کے ایک نہیں سمجھا جائے گا اور مجتمع مال کو متفرق تصور نہیں کیا جائے گا)۔ اور نہ اسلام میں "شفاق" ہے (دو نصابوں کے درمیان) نہ ہی "شغار" ہے (کہ کوئی شخص کسی شخص سے اس کی بیٹی یا بہن کا رشتہ طلب کرے اسی رشتہ کے عوض) اور جو شخص کھڑی فصل فروخت کرے دانہ بندھنے سے پہلے اس نے گویا سود کھایا ہے۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۷

مویشیوں میں وجوب زکوٰۃ کی ایک شرط یہ ہے کہ خود چریں اور دوسری یہ کہ ان سے کوئی کام بھی نہ لیا جائے لہٰذا جو مالک کا چارہ کھائیں یا جن سے کام لیا جائے ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ، محمد بن مسلم، ابوبصیر، برید عجلی اور فضل سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

وحضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اونٹوں کی زکوٰۃ والی حدیث کے ضمن میں فرمایا: وہ حیوانات (اونٹ اور گائے) جن سے کام لیا جائے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ صرف ان حیوانات پر ہے جو خود چراگاہ میں چریں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ سابقہ سلسلۂ سند سے حضرات امامین علیہما السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے گائے کی زکوٰۃ کے سلسلہ میں فرمایا: دہائی کے اوپر جو تعداد ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے، نہ ہی حصوں پر زکوٰۃ ہے اور نہ ہی ان چوپایوں پر ہے جن سے کام لیا جائے ہاں زکوٰۃ صرف چرنے والے جانوروں پر ہے۔ (ایضاً)

۳۔ اسی روایت میں وارد ہے کہ زرارہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا اس گھوڑے یا اونٹ پر زکوٰۃ ہے جو کسی شخص نے اپنی سواری کے لیے رکھا ہوا ہو؟ فرمایا: نہیں اور جو مالک کا چارہ کھائے اس پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے ہاں البتہ زکوٰۃ صرف اس حیوان پر ہوتی ہے جو سال بھر چراگاہ میں چرے۔ اس کے علاوہ کسی حیوان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابن ابی عمیر ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی علیہ السلام کاروباری اونٹ سے زکوٰۃ نہیں لیتے تھے۔ گویا کہ آپؑ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ نر اونٹوں سے کچھ لیا جائے کیونکہ یہ ایسی پشت ہے جس پر بوجھ لادا جاتا ہے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمام حیوانات میں سے صرف ان تین قسم کے حیوانات پر زکوٰۃ واجب ہے: (۱) اونٹ۔ (۲) گائے۔ (۳) بکری۔ اور ان میں سے بھی جو گھر کے پالتو ہوں یا ان سے کام لیا جائے ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے پوچھا کہ آیا وہ اونٹ جو زیب و زینت کی خاطر یا جو شہروں میں رکھے جاتے ہیں آیا ان پر بھی جنگلی اور چرنے والے اونٹوں کی طرح زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۷۔ نیز اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ان اونٹوں پر جن سے (باربرداری کا) کام لیا جائے زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: ہاں ان پر زکوٰۃ ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: (چونکہ یہ آخری دو حدیثیں ہمارے مسلمہ مسلک کے خلاف ہیں اس لیے) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ دراصل یہ دونوں ایک حدیث ہیں جن کا راوی اسحاق بن عمار ہے۔ اور پھر ان کو

استحباب پر محمول کیا ہے۔ علاوہ بریں ان میں سے پہلی حدیث میں ان اونٹوں کے بارے میں یہ صراحت نہیں ہے کہ ان سے کام لیا جاتا ہے، یا مالک کا چارہ کھاتے ہیں۔ اور ہاں ان کے محمول بر تقیہ ہونے کا بھی امکان ہے۔

باب ۸

مویشیوں پر زکوٰۃ کے واجب ہونے میں شرط ہے کہ پورا ایک سال گزر جائے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ، محمد بن مسلم، ابوبصیر، برید عجلی اور فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ اونٹ یا گائے جن سے بار برداری یا پانی کھینچنے یا ہل چلانے کا) کام لیا جائے ان پر کچھ (زکوٰۃ وغیرہ) نہیں ہے۔ اور ہر وہ حیوان جسے مالک کے پاس سال نہ گزرے اس پر بھی کچھ نہیں ہے ہاں جب سال گزر جائے تو پھر اس پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔

(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صرف اس اونٹ، گائے اور بکری کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی جسے (مالک کے پاس) سال گزر جائے، اور جسے ہنوز پورا سال نہیں گزرا تو گویا وہ موجود ہی نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ماہِ رمضان المبارک میں زکوٰۃ والی آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منادی کے ذریعہ سے لوگوں میں اعلان کرایا کہ خداوند عالم نے تم پر اسی طرح زکوٰۃ فرض کی ہے جس طرح نماز فرض کی تھی۔ پھر جب تک پورا سال نہ گزر گیا آپؐ نے لوگوں کے مال سے کوئی تعرض نہ فرمایا۔

(الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ و ۱۳ مما تجب فیہ الزکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ و ۱۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

مویشیوں کے بچوں پر بھی تب زکوٰۃ واجب ہوگی کہ جب ولادت کے بعد ان کو پورا سال گزر جائے ان کی ماؤں کے سال گزرنے پر اکتفا نہیں کی جائے گی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا:

اونٹ کے بچوں پر کچھ (زکوٰۃ وغیرہ) نہیں ہے جب تک ان کی ولادت کو پورا سال نہ گزر جائے۔ (الفروع)

۲۔ ابن ابی عمیر بیان کرتے ہیں کہ جب تک اونٹ کے بچے ایک سال کے نہیں ہو جاتے تھے اس وقت تک حضرت امام علی علیہ السلام ان سے زکوٰۃ وصول نہیں فرماتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بکری کے بچہ پر کب زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ فرمایا: جب اس کے دانت گریں۔ (ایک سال کا ہو جائے)۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب تک حیوانات ثلاثہ یعنی اونٹ، گائے اور بکری کی ولادت کو ایک سال نہ گزر جائے تب تک ان پر کچھ (زکوٰۃ وغیرہ) نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چھوٹے اونٹ، گائے اور بکری میں کچھ نہیں ہے جب تک ان کو آدمی (مالک) کے پاس ایک سال نہ گزر جائے اور ان کی اولاد پر بھی کچھ نہیں ہے جب تک ایک سال کے نہ ہو جائیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۸ میں) گزر چکی ہیں۔ اور آئندہ بعض حدیثیں اس قسم کی آئیں گی جن میں وارد ہے کہ "چھوٹوں اور بڑوں کو شمار کیا جائے گا" (تو یہ ان حدیثوں کے منافی نہیں ہیں کیونکہ) حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے ان کو اس معنی پر محمول کیا ہے کہ ایک سال کے بعد شمار کیا جائے گا کیونکہ وہ سال کے بعد بھی چھوٹے ہی ہوتے ہیں۔ یا مطلب یہ ہوگا کہ پیدا ہوتے ہی ان کو شمار کر لیا جائے گا مگر زکوٰۃ سال کے بعد وصول کی جائے گی۔ یا (سال سے پہلے) زکوٰۃ کی ادائیگی کو استحباب پر محمول کیا جائے گا۔۔۔۔۔ یا پھر تقیہ پر۔ (واللہ العالم)

باب ۱۰

زکوٰۃ میں درج ذیل مویشی نہیں لئے جائیں گے: (۱) جسے کھانے کے لیے تیار کیا جائے۔ (۲) جس نے تازہ بچہ دیا ہو۔ (۳) دودھ والی بکری۔ (۴) بکریوں کا سانڈ۔ (۵) بہت بوڑھا جانور۔ (۶) عیب دار۔ مگر شمار سب کو کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو جانور کھانے کے لیے تیار کیا گیا ہو اور جو ماں دو بچوں کو پال رہی ہو، دودھ والی بکری

اور بکریوں کے سانڈ میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع، السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں: علماء کی ایک جماعت نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ ان قسموں کو زکوٰۃ میں نہیں لیا جائے گا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انہیں شمار ہی نہیں کیا جائے گا۔ آنے والی حدیثوں کی روشنی میں یہ اچھی تاویل ہے۔

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زکوٰۃ میں نہیں لیا جائے گا اس موٹی بکری کو (جسے کھانے کے لیے تیار کیا جائے) اور نہ بچہ والی کو اور نہ سانڈ کو۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اونٹوں کی زکوٰۃ والی حدیث میں فرمایا: بہت بوڑھا (اونٹ) نہیں لیا جائے گا۔ اور نہ ہی عیب دار لیا جائے۔ مگر یہ کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا لینا چاہے (تو پھر لے سکتا ہے) ہاں البتہ شمار سب چھوٹوں بڑوں کو کیا جائے گا۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی طور پر تمام کے شمار کرنے پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

ان مویشیوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے (جو بقدر نصاب ہوں اور) جن کا مالک ایک ہو اگرچہ مختلف مقامات پر رہتے ہوں اور جن کے مالک جدا جدا ہوں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اگرچہ ایک جگہ رہتے ہوں جبکہ ہر مالک کا مال بقدر نصاب نہ ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے بکریوں میں زکوٰۃ والی حدیث میں فرمایا: ایک مالک کے مال کو جدا جدا تصور نہیں کیا جائے گا اور نہ مختلف مالکوں کے مال کو ایک تصور کیا جائے گا۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے زکوٰۃ کے بارے میں استفسار کیا۔ امامؑ نے اسے حکم دیا (جو کہ مدینہ کا والی تھا) کہ اپنے محصل زکوٰۃ کو حکم دے کہ ایک پانی سے دوسرے پانی تک (جہاں بکریوں والے رہتے ہیں) لوگوں کو ایک جگہ اکھٹا نہ کرے (بلکہ الگ الگ سب کے پاس جا کر زکوٰۃ وصول کرلے) اور مختلف مالکوں کے مال کو (جو ایک جگہ رہتے ہیں) ایک تصور

نہ کرے اور ایک مالک کے مال کو جو مختلف مقامات پر ہے الگ تصور نہ کرے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر عمومی یا خصوصی طور پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد نقدین کی زکوٰۃ میں (باب ۲ و ۵ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

جو شخص زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے پورا نصاب فروخت کر دے تو خریدار پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہوگی اور وہ بائع سے وصول کرے گا مگر یہ کہ بائع خود ادا کر دے (تو خریدار سے ساقط ہو جائے گی) اور اگر کوتاہی کے بغیر نصاب تلف ہو جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے دو سال تک اپنے اونٹوں یا بکریوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ اور پھر ان کو فروخت کر دیا۔ تو خریدار پر لازم ہے کہ وہ یہ سابقہ زکوٰۃ ادا کرے؟ فرمایا: ہاں اس سے زکوٰۃ وصول کی جائے گی اور وہ بائع کی طرف رجوع کرے گا۔ مگر یہ کہ بائع خود زکوٰۃ ادا کر دے۔ (الفروع)

۲۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس کے پاس اونٹ، یا گائے یا بھیڑیں یا کچھ اور ساز و سامان تھا۔ پس جب پورا سال گزر گیا تو اونٹ اور گائے بھیڑیں مر گئیں اور ساز و سامان جل گیا تو؟ فرمایا: اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۳۹ از ابواب مستحقین میں) بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اگر مالک نے مال کی حفاظت میں کوتاہی کی اور تلف ہو گیا تو پھر وہ زکوٰۃ کا ضامن ہوگا۔ (و هو الاحوط)

باب ۱۳

اس بات کی وضاحت کہ جس سن و سال کا اونٹ زکوٰۃ میں لینا تھا اگر وہ میسر نہ ہو تو اس کے عوض کس سن و سال کا لیا جائے گا؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اونٹوں کی زکوٰۃ کے سلسلہ میں فرمایا کہ جس شخص پر ایک "جذعہ" واجب تھی (یعنی اونٹ کی وہ بچی جس

کے چار سال مکمل ہوں اور پانچویں سال میں داخل ہو) اور وہ مالک کے پاس موجود نہ ہو۔ ہاں اس کے پاس ''حقہ'' موجود ہو (جو چوتھے سال میں داخل ہو)۔ تو وہ بھی ''حقہ'' ادا کرے گا اور اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم بھی ادا کرے گا۔ اور جس شخص پر ''حقہ'' واجب تھی مگر وہ موجود نہ ہو اور اس کی بجائے اس کے پاس ''جذعہ'' موجود ہو تو وہ وہی ادا کرے گا اور محصل سے دو بکریاں یا بیس درہم بھی وصول کرے گا۔ اور جس شخص پر ''حقہ'' (چار سالہ اونٹنی کا بچہ) واجب ہو مگر وہ اس کے پاس نہ ہو ہاں البتہ اس کے پاس ''بنت لبون'' (سہ سالہ اونٹنی کا بچہ) موجود ہو تو وہی ادا کرے گا اور اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم بھی ادا کرے گا۔ اور جس پر بنت لبون واجب ہو مگر وہ اس کے پاس موجود نہ ہوں البتہ اس کے پاس ''حقہ'' موجود ہو تو وہی ادا کرے گا اور محصل سے دو بکریاں اور بیس درہم واپس لے گا۔ اور جس شخص پر ''بنت لبون'' (سہ سالہ ناقہ کا بچہ) واجب ہو مگر وہ اس کے پاس موجود نہ ہو اور اس کے پاس ''بنت مخاض'' (دو سالہ ناقہ کا بچہ) موجود ہو تو وہ وہی ادا کرے گا اور اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم بھی ادا کرے گا۔ اور جس پر ''بنت مخاض'' (دو سالہ ناقہ کی بچیاں) واجب ہوں۔ مگر وہ موجود نہ ہوں البتہ ''بنت لبون'' (سہ سالہ) موجود ہو تو وہ وہی ادا کرے گا اور محصل اسے دو بکریاں یا بیس درہم پیش کرے گا۔ اور جس شخص پر بنت مخاض (ناقہ کی دو سالہ بچی) واجب ہو مگر وہ موجود نہ ہو اور اس کے پاس ''ابن لبون'' (ناقہ کا سہ سالہ بچہ) موجود ہو تو وہی قبول کر لیا جائے گا اور اسے اس کے ساتھ کچھ مزید ادا نہیں کرنا پڑے گا۔ (الفقیہ)

(نوٹ):۔ فروع کافی، تہذیب الاحکام اور مقنعہ میں بروایت محمد بن مقرن بن عبداللہ اور اس کے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے بعینہ اسی طرح کی روایت موجود ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جب اس کے جد اعلیٰ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا تو اس قسم کی تحریر لکھ کر اس کے حوالہ کی تھی۔

باب ۱۴

ان آداب کا بیان جن کا محصل و عامل کو ملحوظ رکھنا مستحب ہے اور (اختلاف کی صورت میں) اختیار مالک کو ہے اور قول بھی اسی کا قابل قبول ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے دار الحکومت کوفہ سے اس

کے بادیہ نشینوں کے پاس ایک محصل (زکوٰۃ وصول کرنے) آدمی بھیجا۔ اور اس سے فرمایا: "اے بندۂ خدا! جا۔ تجھ پر خدائے واحد لاشریک کا تقویٰ اور خوف لازم ہے، کہیں اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر ترجیح نہ دینا جس چیز کا میں نے تجھے امین بنایا ہے۔ اس کی حفاظت کرتے رہنا۔ اور خدا کے حق کا پورا پورا لحاظ کرنا۔ یہاں تک کہ جب بنی فلاں کی بزم میں جائے تو ان کے پانی کے پاس قیام کرنا۔ اور ان کے گھروں کے اندر نہ ٹھہرنا۔ پھر سکینہ و وقار کے ساتھ چل کر ان کے پاس جانا۔ اور ان کو سلام کرنا۔ بعد ازاں کہنا: اے اللہ کے بندو! مجھے ولی خدا نے تمہاری طرف بھیجا ہے تا کہ تمہارے مالوں میں جو خدا کا حق ہے وہ تم سے وصول کروں! آیا تمہارے مالوں میں خدا کا کوئی (واجبی) حق ہے؟ ہے تو تم ولی خدا کے نمائندہ کو ادا کرو۔؟ پس اگر کوئی شخص کہہ دے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے! تو پھر اس سے تکرار نہ کرنا۔ اور اگر کوئی ہاں کرلے تو پھر تم اس کے ساتھ چلنا مگر اسے نہ ڈرانا، نہ دھمکانا۔ اور جب اس کے مال مویشیوں کے پاس جانا تو اس کی اجازت کے بغیر ان میں داخل نہ ہونا۔ کیونکہ اس کا زیادہ حصہ تو اس کا ہے بلکہ اس سے کہنا: اے بندۂ خدا! آیا تو اجازت دیتا ہے کہ میں تیرے مال میں داخل ہوں؟ پس اگر وہ اجازت دے تو پھر بھی کسی جابر حاکم کی طرح داخل نہ ہونا اور نہ ہی اس سے سختی کرنا اور نہ ہی حیوانوں کو ڈرانا (نہج البلاغہ) بلکہ (بڑی خوش اسلوبی سے) اس کے مویشیوں کو دو حصوں پر تقسیم کرنا پھر اسے اختیار دینا کہ جس حصہ کو وہ پسند کرے اسے لے لے۔ پس جسے وہ پسند کرے تو اس سے تعرض نہ کر۔ پھر باقیماندہ نصف کو دو حصوں پر تقسیم کرنا اور اسے پسند کرنے کا اختیار دینا! اور جسے وہ چن لے تو اس سے تعرض نہ کرنا۔ پھر برابر اسی طرح کرتے رہنا۔ یہاں تک کہ باقی صرف اس قدر مویشی بچ جائیں جن سے حق اللہ ادا ہو جائے تو وہ خدا کا حق اس سے وصول کر لینا۔ اور اگر مالک خواہش کرے کہ از سرِ نو حسب سابق مال کو تقسیم کیا جائے تو اس کی بات کو قبول کر کے تمام مویشیوں کو باہم ملا دینا اور از سرِ نو اس کے حسب سابق حصے کرنا اور اسے پسند کرنے کا اختیار دینا۔ یہاں تک کہ اس میں جو خدا کا حق ہے اسے اپنے قبضہ میں لے لینا! اور جب حق اللہ وصول ہو جائے تو پھر اسے کسی ناصح، شفیق، امین اور حفیظ آدمی کے حوالہ کرنا جو مال مویشی سے سختی نہ کرے۔ پھر ہر ہر بزم سے جو کچھ مال مویشی جمع ہوں وہ سب ہمارے پاس بھیج دینا تا کہ ہم اسے وہاں صرف کریں جہاں خدائے عز و جل کا حکم ہے۔ اور جب تمہارا ایلچی مال مویشی لے کر روانہ ہو تو اسے حکم دینا کہ وہ اونٹنی اور اس کے بچہ کے درمیان حائل نہ ہو۔ اور ان کے درمیان جدائی نہ ڈالے اور ناقہ کا دودھ زیادہ نہ دوھے۔ تا کہ اس کے بچہ کو نقصان نہ پہنچے۔ اور اس پر زیادہ دیر سوار ہو کر اسے نہ تھکائے بلکہ اگر (ایک سے زائد ناقائیں ہوں) تو ان پر سوار ہونے میں برابری کرے۔ اور جہاں بھی پانی کے پاس سے گزر ہو انہیں پانی پر وارد کرے۔ اور آرام اور محنت (تیز چلنے کے وقت) انہیں گھاس والی زمین سے ہٹا کر صاف شاہراہ کی طرف نہ

لے جائے۔[1] نیز چلنے چلانے میں بھی بڑی نرمی برتے تاکہ خدا کے حکم سے ہمارے پاس پہنچیں تو موٹی جھوٹی ہوں (اور تر و تازہ ہوں) اور تھکی ماندی ہوئی نہ ہوں تاکہ انہیں خدا کی کتاب اور سنت رسولؐ کے مطابق خدا کے نیک بندوں میں تقسیم کیا جائے۔ ایسا کرنا تیرے اجر و ثواب کی زیادتی اور رشد و ہدایت کی نزدیکی کا باعث ہوگا۔ خداوند عالم ان مویشیوں کی طرف، تیری طرف، تیری جدوجہد کی طرف اور تجھے بھیجنے والے (امام) کے حق میں تیری خیر خواہی کی طرف نگاہ کرے گا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب خدا اپنے کسی ولی کی طرف نگاہ کرے اور دیکھے کہ وہ اپنی جان کو اطاعتِ خدا میں اور اپنی اور اپنے امام کی خیر خواہی میں جوکھوں میں ڈال رہا ہے تو وہ (کل فردائے قیامت) اعلیٰ رفقاء (انبیاء و مرسلین کے ساتھ) جنت الفردوس میں) ہمارے ساتھ ہوگا۔
(الفروع، المقنعہ، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا زکوٰۃ وصول کرنے والا لوگوں کو اکٹھا کرے یا (فرداً فرداً) ان کے گھاٹوں پر ان کے پاس جائے؟ فرمایا: الگ الگ ان کے گھاٹوں پر ان کے پاس جائے اور جا کر صدقات وصول کرے۔ (الفروع)

۳۔ محمد بن خالد (عامل مدینہ) نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے صدقات و زکوات کے (جمع و خرچ کرنے کے) بارے میں سوال کیا؟ امامؑ نے فرمایا: خدا تجھ سے قبول نہیں کرے گا![2] اس نے عرض کیا کہ میں اپنے مال سے اٹھاتا ہوں! امامؑ نے فرمایا: اپنے زکوٰۃ وصول کرنے والے کو حکم دے کہ وہ لوگوں کو ایک پانی (گھاٹ) سے دوسرے گھاٹ تک اکٹھا نہ کرے اور مختلف لوگوں کے مال اکٹھا نہ کرے اور ایک شخص کے متفرق مال کو علیحدہ نہ کرے اور جب مال میں داخل ہو تو بکریوں کو دو حصہ میں تقسیم کرکے مالک کو ایک حصہ کے چننے کا اختیار دے۔ وہ جس حصہ کو منتخب کرے وہ اسے اس کے حوالہ کر دے۔ اور اگر مالک دوسرے حصہ سے بھی ایک، دو یا تین بکریاں لینا چاہے تو اسے دیدے۔ بعد ازاں زکوٰۃ وصول کرلے۔ اور جب وصول کر چکے تو ان کو (مستحقین پر) تقسیم کرے۔

---

[1] یہاں اصل متن یوں ہے: "تریح و تعبق" "۔ "تعبق" کو بعض نے "تغبق" پڑھا ہے جس کے معنی عشا کے وقت پانی یا شراب پینے کے ہیں جو یہاں غیر موزوں ہیں اور بعض نے اسے "تعنق" پڑھا ہے جس کے معنی تیز چلنے کے ہیں جو یہاں فی الجملہ مناسب ہیں یعنی آرام کے ساتھ اور تیز چلتے وقت ان کو گھاس والی زمین سے، صاف راستہ کی طرف لے جائیں۔ مگر ہمارے نسخہ میں "تعبق" ہے اور عبق کے معنی اقامت کرنے کے ہیں۔ بنابریں دونوں لفظوں کا مطلب ایک ہوگا کہ ان کے آرام و قیام کے وقت و ھو الانسب و اللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] کیونکہ تو اس سے کرایہ وصول کرتا ہے۔ اس نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنے ذاتی مال سے کرایہ ادا کرتا ہوں۔ (مرآۃ العقول)۔ اگر اس طرح نقل و حمل میں مال تلف ہوگیا تو میں ضامن ہوں کہ اپنے مال سے اس کی تلافی کروں گا۔ (الوافی) (احقر مترجم عفی عنہ)

اور جب فروخت کر کے قیمت تقسیم کرنے کا فیصلہ ہو جائے تو اگر مالک خود خریدنا چاہے تو وہ دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔ اور اگر وہ نہ چاہے تو پھر بے شک دوسروں کے ہاتھ فروخت کر دے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صدقہ (زکوٰۃ کا مال) اس وقت تک فروخت نہ کیا جائے جب تک پہلے اسے قبضہ میں نہ لیا جائے۔ (الفروع، الفقیہ)

۵۔ غیاث بن ابراہیم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب حضرت امیر علیہ السلام کسی شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجتے تھے تو اس سے فرماتے تھے کہ جب مال کے مالک کے پاس جاؤ تو اس سے کہو: "خدا تجھ پر رحم کرے جو کچھ خدا نے تجھے دیا ہے اس سے زکوٰۃ ادا کر" اگر وہ تجھ سے منہ پھیر لے تو پھر اس سے تکرار نہ کرو۔[1] (الفروع)

۶۔ بنی ثقیف کا ایک شخص بیان کرتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے مجھے قادسیہ اور کوفہ کے بادیہ نشینوں پر عامل بنا کر بھیجا اور لوگوں کے روبرو مجھ سے فرمایا: اپنے خراج (ٹیکس، جزیہ) کو دیکھ، اس کی وصولی میں پوری کوشش کرنا اور اس کا ایک درہم بھی نہ چھوڑنا۔ اور جب اپنے کام کی طرف جانے لگے تو مجھے ملتے جانا۔ وہ آدمی بیان کرتا ہے کہ میں جاتے وقت آنجنابؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: جو کچھ تو نے (لوگوں کے سامنے) مجھ سے سنا ہے اسے دھوکہ[2] سمجھنا۔ خبردار! خراج کے ایک درہم کی خاطر کسی مسلمان یا یہودی یا نصرانی کو نہ مارنا۔ اور خبردار ہرگز وہ گھوڑا یا گدھا فروخت نہ کرنا جو ان کے گھر میں بندھا ہوا ہو۔ ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم لوگوں سے وہ کچھ وصول کریں جو وہ بغیر کسی تکلف کے بآسانی پیش کریں۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، المقنعہ)

۷۔ جناب سید رضیؒ نے نہج البلاغہ میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی یہ وصیت نقل کی ہے۔ جو آپؑ ان لوگوں کو لکھ کر دیتے تھے جن کو زکوٰۃ وصول کرنے کا محصل بنا کر بھیجتے تھے۔ "خدائے واحد لاشریک کے تقویٰ اور خوف وخشیہ کے ساتھ جا۔ کسی مسلمان کو نہ ڈرانا، اور اس کی مرضی کے خلاف اس پر وارد نہ ہونا۔ اس کے مال میں جس قدر خدا کا حق ہے اس سے زیادہ نہ لینا۔ جب کسی قبیلہ کے پاس جاؤ تو ان کے گھاٹ کے پاس اترنا۔ ان کے گھروں میں نہ جانا۔ پھر سکینہ و وقار کے ساتھ جانا۔ اور جا کر سلام کرنا۔ اور سلام ادھورا نہ کرنا۔ پھر ان سے کہنا: اے اللہ کے بندو!

---

[1] اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ اس کے ذمہ کوئی واجب الاداء زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں نہ اس سے گواہ کا مطالبہ کیا جائے اور نہ ہی اسے قسم کھانے کی زحمت دی جائے گی۔ و علیہ الفتوی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

[2] وہ سخت بات کسی مصلحت کے تحت لوگوں کے سامنے کہی گئی تھی۔ (الوافی) لہٰذا اس پر عمل کرتے ہوئے لوگوں سے سختی نہ کرنا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مجھے خدا کے ولی اور اس کے خلیفہ نے تمہاری طرف بھیجا ہے تا کہ تمہارے مالوں میں جو خدا کا حق ہے اسے تم سے وصول کروں۔ تو آیا تمہارے مالوں میں خدا کا کچھ حق ہے جسے تم ولی خدا کو ادا کرنا چاہو؟ پس اگر کوئی کہے: نہیں۔ تو اس سے تکرار نہ کرو اور کوئی کہے: ہاں۔ تو پھر تم اس کے ہمراہ چلو۔۔۔۔۔۔ الخ۔ (تا آخر حدیث مفہوم بالکل وہی ہے جو اس باب کی پہلی حدیث کا ہے)۔ (نہج البلاغہ)

سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل اٹھارہ باب ہیں)

باب ۱

سونے کے کل کس قدر نصاب ہیں اور ہر نصاب میں کیا واجب ہے؟

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ سونے اور چاندی کی وہ کم ترین مقدار کون سی ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ فرمایا: (چاندی کے) دوسو[۱] درہم اور (قیمت میں اس کے) برابر سونا۔(الفروع)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ سونے کی کتنی مقدار میں زکوٰۃ واجب ہے؟ فرمایا: جب اس کی قیمت (چاندی کے) دوسو درہم کے برابر ہو جائے (جن میں بالاتفاق زکوٰۃ واجب ہے)۔(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سونے کی مقدار بیس مثقال (دینار) ہو۔ کیونکہ اس دور میں ایک طلائی دینار چاندی کے دس درہم کے برابر ہوتا تھا۔ جیسا کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے ذکر کیا ہے۔

۳۔ حسین بن یسار (بشار) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ہر بیس دینار میں نصف دینار زکوٰۃ ہے۔ اگر اس سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

---

[۱] ایک درہم ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے۔ اس طرح کل میزان اٹھاون تولہ بنتا ہے جس میں پانچ درہم زکوٰۃ واجب ہے (یعنی ساڑھے سترہ ماشے بنتے ہیں) یہ چاندی کا پہلا نصاب ہے۔ اس کے بعد ہر چالیس درہم پر ایک درہم ہے۔ (ساڑھے تین ماشہ چاندی) اور ایک مثقال (دینار) مروجہ اوزان کے مطابق ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے اس طرح سونے کا پہلا نصاب (بیس مثقال) ساڑھے سات تولہ ہوگا۔ جس میں نصف دینار یعنی دو ماشہ اور دو رتی زکوٰۃ واجب ہوگی دوسرا نصاب ہر چار مثقال یعنی ڈیڑھ تولہ۔ یعنی جوں جوں بیس مثقال پر چار چار مثقال کا اضافہ ہوتا جائے گا تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوتی جائے گی اس طرح چار مثقال پر تقریباً ساڑھے تین رتی زکوٰۃ عائد ہوگی۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۴۔ علی بن عقبہ اور دیگر چند راوی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیس مثقال سونے سے کم تر پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور جب پورے بیس مثقال ہو جائے تب نصف مثقال زکوٰۃ واجب ہے۔ بعد ازاں جب تک چوبیس (۲۴) مثقال نہ ہو جائے تو اس زائد مقدار پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ ہاں جب پورے چوبیس مثقال ہو جائے تو اس میں ایک (مثقال) کے ۳/۵ زکوٰۃ واجب ہے پھر جب تک اٹھائیس مثقال مکمل نہ ہو جائے تب تک زائد مقدار پر کچھ نہیں۔ پس اٹھائیس مثقال پر زکوٰۃ ہے اور اس کے بعد ہر چار مثقال پر زکوٰۃ ہے۔ اس سے کم پر نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ ابو عیینہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب زکوٰۃ بیس دینار (پہلے نصاب سے) بڑھ جائے تو پھر ہر چار دینار میں دینار کا دسواں حصہ (1/10) زکوٰۃ ہے۔ (الفروع)

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس ایک سو نوے درہم اور انیس دینار ہیں آیا ان پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: جب سونا اور چاندی جمع ہو جائیں اور یہ (مالیت میں) دوسو (۲۰۰) درہم تک پہنچ جائیں۔ تو ان میں زکوٰۃ ہے۔ کیونکہ اصل مال تو درہم ہے۔ ان کے علاوہ جو کچھ سونا یا مال و متاع ہے۔ زکوٰۃ کا مسئلہ ہو یا دیات کا اس کی بازگشت درہموں کی ہی طرف ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: (اس حدیث سے بظاہر چونکہ یہ مترشح ہوتا ہے کہ سونے اور چاندی کی مجموعی قیمت دوسو درہم تک پہنچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی مگر یہ مفہوم مراد نہیں ہے بلکہ) اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کی قیمت دوسو درہم تک پہنچ جائے۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہے۔ اور بعد ازیں بھی ذکر کیا جائے گا۔

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سونا جب تک بیس (۲۰) مثقال تک نہ پہنچ جائے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ پس جب بیس مثقال ہو جائے تو پھر اس میں نصف مثقال زکوٰۃ ہے۔ پھر اسی حساب سے جب مال بہت زیادہ ہو جائے تو ہر چالیس دینار میں ایک دینار زکوٰۃ ہوگی۔ (التہذیب)

۸۔ زرارہ اور بکیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو چیزیں زمین سے اگتی ہیں ان میں سوائے چار اجناس (گندم، جو وغیرہ) کے اور کسی چیز میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اگرچہ گراں قیمت ہوں۔ ہاں ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ ان چیزوں کو سونے یا چاندی کے عوض فروخت کیا جائے اور پھر اسی درہم و دینار کو بطور خزانہ رکھ دیا جائے اور پھر پورا سال گزر جائے تب ہر دوسو درہم سے پانچ درہم اور ہر بیس دینار سے نصف دینار زکوٰۃ ادا

کی جائے گی۔ (ایضاً)

۹۔ محمد بن مسلم، ابوبصیر، برید عجلی اور فضیل بن یسار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سونے کی ہر چالیس مثقال (دینار) میں ایک مثقال زکوۃ ہے۔ اور چالیس مثقال سے کم پر کوئی چیز نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس بات پر محمول کیا ہے کہ چالیس مثقال سے کم پر پوری مثقال زکوۃ نہیں ہے۔ نہ یہ کہ بالکل زکوۃ ہی نہیں ہے کیونکہ وہ تو بیس مثقال پر واجب ہے (مگر نصف مثقال)۔ کما تقدم۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ محمول برتقیہ ہو۔ کیونکہ یہ بعض مخالفین کا نظریہ ہے۔

(نوٹ) ایسی ہی ایک روایت اس کے بعد متن میں موجود ہے اس کی بھی یہی تاویل کی جائے گی جو اوپر مذکور ہے۔

۱۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دوسو درہم سے کم چاندی پر اور بیس دینار سونے سے کم پر زکوۃ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ ما تجب فیہ الزکوۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ و ۵ میں اور باب الخمس ۴ و ۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

چاندی کے کل نصاب کس قدر ہیں؟ اور ہر نصاب میں کتنی مقدار میں زکوۃ واجب ہے؟

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ سونے اور چاندی کی وہ کم از کم مقدار کیا ہے جس میں زکوۃ واجب ہے؟ فرمایا: (چاندی) کے دوسو درہم۔ اور اس مالیت کا سونا! حلبی کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا کہ جو مقدار دہائی کے اوپر ہوتی ہے جیسے پندرہ تو؟ فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے۔ جب تک چالیس تک نہ پہنچ جائے (جو زکوۃ کا دوسرا نصاب ہے جبکہ پہلا دوسو درہم ہے)۔ پھر ہر چالیس درہم سے ایک درہم زکوۃ کا ادا کیا جائے گا۔ (الفروع)

۲۔ رفاعہ النخاس بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک زرگر ہوں اور اپنے ہاتھوں سے کام کرتا ہوں۔ میرے پاس قریباً پندرہ (درہم) اکٹھے ہو جاتے ہیں آیا ان پر زکوۃ ہے؟ فرمایا: جب دوسو درہم ہو جائیں اور پھر ان پر سال بھی گزر جائے تب زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حسین بن یسار (بشار) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ حضرت رسول

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نقدین کی کتنی مقدار پر زکوٰۃ عائد کی ہے؟ فرمایا: ہر دوسو درہم میں سے پانچ درہم! اور اگر اس سے کم مقدار ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ ابو الربیع شامی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کیا خدا نے زکوٰۃ فرض نہیں کی؟ مگر اس پر جو دوسو درہم کا مالک ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ چاندی جب دوسو درہم تک پہنچ جائے تب اس میں پانچ درہم واجب ہیں اور دوسو سے کم تر پر کچھ نہیں ہے۔ اور جب دوسو درہم پر انتالیس درہم زیادہ ہو جائیں تو اس زائد مقدار پر بھی کچھ نہیں ہے۔ جب تک پورے چالیس نہ ہو جائیں (ان میں ایک درہم واجب ہے) اور دہائی کے اوپر والے عدد میں کچھ نہیں ہے۔ جب تک پورے چالیس نہ ہو جائیں۔ (التہذیب)

۶۔ زرارہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چاندی جب تک دوسو درہم تک نہ پہنچ جائے اس پر کچھ نہیں ہے۔ ہاں جب دوسو تک پہنچ جائے تو اس میں پانچ درہم زکوٰۃ ہے اور جب اس سے بڑھ جائے تو ہر چالیس درہم میں ایک درہم ہے اور دہائی سے زائد مقدار (حتیٰ کہ انتالیس پر) کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں لکھا: واجبی زکوٰۃ ہر دوسو درہم میں سے پانچ درہم ہے اور اس سے کم میں کچھ نہیں ہے اور اس وقت تک زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک مال پر سال نہ گزر جائے۔

(عیون الاخبار)

۸۔ جناب حسن بن علی بن شعبہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام خط میں لکھا کہ "واجبی زکوٰۃ ہر دوسو درہم میں سے پانچ درہم ہے۔" اور اس سے کم تر میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور جو اس سے زائد ہو اس میں ہر چالیس درہم پر ایک درہم زکوٰۃ واجب ہے۔ اور چالیس سے کم تر پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور زکوٰۃ اس وقت تک واجب نہیں ہوتی۔ جب تک مال پر سال نہ گزر جائے۔ اور زکوٰۃ نہیں دی جائے گی مگر ولایت اہل بیتؑ کے قائلین کو۔ اور سونے میں ہر بیس دینار میں نصف دینار زکوٰۃ ہے۔ (تحف العقول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳و۴و۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

سونے اور چاندی کی واجبی زکوٰۃ کی مقدار دس کا 1/4 حصہ

(یعنی ہر چالیس میں سے ایک اور ہزار سے پچیس ہیں)۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی الوشاء اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ خداوند عالم نے ایک ہزار (درہم) میں پچیس (درہم) کیوں مقرر کیے ہیں اور تیس (۳۰) کیوں نہیں کیے؟ فرمایا: خدا نے مالداروں کے مال (ایک ہزار سے) اس لیے پچیس واجب قرار دیے ہیں کہ وہ جانتا تھا کہ فقراء کی ضرورت کے لیے اتنے کافی ہیں اور اگر مالدار (حساب کرے) اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرتے تو کوئی بندہ بھی محتاج نہ رہتا۔ (الفروع)

(اور اگر یہ مقدار کافی نہ ہوتی تو خدا ضرور اور بڑھا دیتا۔ (ایضاً)

۲۔ قثم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! (یہ زکوٰۃ) ایک ہزار میں صرف پچیس کیوں مقرر کی گئی۔ اور اس سے کم یا زیادہ کیوں نہ مقرر کی گئی؟ فرمایا: خدا نے تمام مخلوق خلق کی ہے اس لیے وہ تمام چھوٹی، بڑی، مالدار اور غریب و نادار مخلوق کو جانتا ہے اس لیے ہر ایک ہزار آدمیوں میں سے پچیس کو غریب و نادار بنایا ہے اور اگر وہ جانتا کہ اس قدر مقدار ان کی ضروریات کے لیے کافی نہیں ہے تو زیادہ کر دیتا ہے کیونکہ وہ ان کا خالق ہے۔ اس لیے وہ ان کو (اور ان کی ضروریات کو) سب سے زیادہ بہتر جانتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، علل الشرائع، المحاسن)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ کس قدر مال میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ فرمایا: تو ظاہری زکوٰۃ پوچھتا ہے یا باطنی؟ سائل نے عرض کیا کہ دونوں کے بارے میں پوچھتا ہوں؟ فرمایا: ظاہری زکوٰۃ تو ہر ایک ہزار میں پچیس درہم ہے اور باطنی زکوٰۃ یہ ہے کہ تیرا برادر مؤمن جس چیز کا تجھ سے زیادہ محتاج ہے تو اس پر اپنے آپ کو ترجیح نہ دے۔ (معانی الاخبار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں (باب ۱ و ۲ میں) اور اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

زکوۃ میں ادا کئے جانے والے درہم کی مقدار کیا ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حبیب خثعمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ زکوۃ کے دوسو درہم میں سے جو پانچ درہم ادا کئے جاتے ہیں وہ سات (درہم) کے ہم وزن کس طرح بن گئے؟ جبکہ عہد رسالتؐ میں ایسا نہ تھا؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر چالیس اوقیہ میں ایک اوقیہ مقرر کیا تھا (اس طرح دوسو اوقیہ میں پانچ اوقیہ زکوۃ تھی) اور جب تم اس (پانچ اوقیہ) کا حساب کرو گے تو سات (درہم) کا وزن پاؤ گے۔ اور پہلے (پانچ اوقیہ) چھ درہموں کے برابر بنتے تھے جبکہ درہم پانچ دانق کے برابر ہوتا تھا۔ اس پر عبداللہ بن الحسن (حسنی) نے عرض کیا کہ آپؑ نے یہ چیز کہاں سے حاصل کی ہے؟ فرمایا: آپؑ کی ماں حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی کتاب (مصحف فاطمہؑ) میں پڑھی ہے۔

(الفروع، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شہید اول نے اپنی کتاب ''الذکریٰ'' میں فرمایا ہے کہ دیناروں میں تو مثقال کا اعتبار ہے اور اس سلسلہ میں اسلام اور قبل از اسلام (مثال کے) سکہ میں کوئی اختلاف نہیں رہا۔ (بخلاف درہم کے کہ اس میں اختلاف رہا ہے مگر) اس سلسلہ میں وہ مقدار معتبر ہے جو بنی امیہ کے دور میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے اشارہ سے مقرر ہوئی تھی کہ جب درہم بغلی (آٹھ دانق کے برابر) کو درہم طبری (چار دانق کے برابر) کے ساتھ ملا کر (بارہ (۱۲) دانق کو) نصف نصف کیا گیا تو ایک درہم کی مقدار چھ دانق بن گئی۔ اس طرح ہر دس درہم سات مثقال کے برابر ہو گئے۔ اس سلسلہ میں عدد کا نہیں (بلکہ وزن کا اعتبار ہے)۔ ایسا ہی جناب علامہ حلیؒ اور دیگر بعض علماء نے افادہ فرمایا ہے۔

اور بعض محققین نے ذکر کیا ہے کہ منصور دوانقی کے دور میں دوسو درہم کا وزن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے دوسو اسی (۲۸۰) درہم کے برابر تھا۔ اس طرح (اس دور کے) پانچ درہم (اس دور کے) سات درہم کے برابر ہوں گے۔ اور منصور کے دور سے پہلے دوسو درہم کا وزن عہد رسالتؐ کے دوسو چالیس درہم کے وزن کے برابر تھا۔ بنابریں (دوسو درہم میں سے نکالے گئے زکوۃ کے) پانچ درہم کا وزن سابقہ چھ درہم کے وزن کے برابر ہوگا۔ اور چونکہ زکوۃ میں چالیسواں حصہ نکالا جاتا ہے اس طرح درحقیقت ان اوزان میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ نصاب میں وہی وزن معتبر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد معدلت انگیز میں تھا۔ اس قسم

کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵۰ از وضو میں) گزر چکی ہیں (جن میں مذکور ہے کہ ایک درہم چھ دانق کا ہوتا ہے)۔ فراجع۔

باب ۵

نقدین پر زکوۃ کے واجب ہونے کی یہ شرط ہے کہ ہر ایک بقدر نصاب ہو۔ دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ضم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی دو شریکوں کا مال ایک دوسرے کے ساتھ منضم کیا جائے گا اور نصاب سے کم میں کچھ نہیں ہے اور نہ ہی اس مقدار پر کچھ ہے جو دو نصابوں کے درمیان ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس ایک سو ننانوے درہم ہیں (جبکہ نصاب دو سو درہم ہے) اور انیس دینار (جبکہ نصاب بیس دینار ہے) آیا وہ زکوۃ ادا کرے؟ فرمایا: نہ۔ جب تک نصاب مکمل نہ ہو جائے نہ درہموں میں زکوۃ ہے اور نہ دیناروں میں۔ زرارہ کہتے ہیں کہ یہی حکم باقی تمام چیزوں کا ہے۔

(الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: وہائی کے اوپر مقدار میں کوئی چیز نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اس مقدار تک پہنچ جائے جس میں ایک نصاب واجب ہوتا ہے اور نہ ہی صدقہ وزکوۃ میں اجزاء اور حصوں پر ہے جیسے ڈیڑھ بکری یا ڈیڑھ اونٹ یا ساڑھے پندرہ درہم یا ڈیڑھ دینار۔ ان سب میں سے صرف ایک ایک لیا جائے گا اور جزو (ساڑھے) کو نظر انداز کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ یہ سالم اعداد اس مقدار کو پہنچ جائیں جن میں ایک (درہم یا دینار یا حیوان وغیرہ) واجب ہوتا ہے پھر تمام مال سے زکوۃ وصول کی جائے گی۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ پانچ یا دس آدمیوں کے پاس مشترکہ دو سو درہم ہیں اور ان پر سال بھی گزر گیا ہے۔ آیا ان پر زکوۃ واجب ہے؟ فرمایا: نہیں۔ یہ بمنزلہ مذکورہ بالا مثال کے ہے یعنی ان پر کچھ نہیں ہے۔ جب تک ہر ایک آدمی کے پاس دو سو درہم نہ ہوں۔ راوی نے عرض کیا: کیا یہی کیفیت کھیتی (اجناس) کی ہے اور یہی کیفیت بکری، اونٹ، گائے کی اور یہی سونے، چاندی اور تمام مالوں کی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (علل الشرائع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس سو درہم اور دس دینار ہیں۔ آیا اس پر زکوۃ ہے؟ فرمایا:

اگر تو نے زکوٰۃ سے فرار کرنے کی خاطر ایسا کیا ہے (نصاب کم کیا ہے) تو پھر اس پر زکوٰۃ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اس نے فرار کے ارادہ سے ایسا نہیں کیا بلکہ اسے وراثت میں یہی مال ملا ہے؟ فرمایا: اس پر زکوٰۃ نہیں ہے عرض کیا: درہم توڑ کر دیناروں میں یا دینار توڑ کر درہموں میں شامل نہیں کیا جائے گا؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس حکم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱و۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الفرار (باب ۶ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

پورے نصاب کا سال بھر بعینہ موجود رہنا شرط ہے ورنہ زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس گیارہ مہینہ تک ایک کم دوسو درہم تھے (۱۹۹ درہم)۔ پھر بارہویں مہینہ میں ایک درہم دستیاب ہوگیا۔ اور اب دوسو درہم مکمل ہوگئے (جو کہ زکوٰۃ کا نصاب ہے)۔ آیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ! جب تک پورے دوسو درہم پر سال نہ گزرے۔ پس اگر کسی شخص کے پاس ایک سو پچاس درہم ہوں اور ایک مہینہ کے بعد اسے مزید پچاس درہم مل جائیں تو جب تک دوسو درہم پر پورا سال نہ گزر جائے تب تک اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی! راوی نے عرض کیا کہ اگر کسی شخص کے پاس چند دنوں تک صرف ایک سو ننانوے درہم ہوں بعد ازاں (مہینہ ختم ہونے سے پہلے) ایک درہم بھی مل جائے اور پھر اس درہم سمیت ان درہموں پر سال گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی؟ فرمایا: ہاں! اور اگر اس مجموعہ پر ایک سال مکمل نہ گزرے تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، المعتبر)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: زکوٰۃ نو قسم کی چیزوں میں ہے اور اگر سال کے دوران انہیں تبدیل کر دو تو پھر تم پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ اور باب ۱۰ مما تجب فیہ الزکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷ و ۸ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

نقدین میں سونے اور چاندی کا خالص ہونا شرط ہے اور اگر کھوٹے ہوں تو پھر ضروری ہے کہ ان کی خالص مقدار بقدر نصاب ہو۔ اور خالص کی یا بقدر خالص کھوٹے کی ادائیگی واجب ہے اور اگر ملاوٹ کی مقدار معلوم نہ ہو سکے تو پھر پگھلانا لازم ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زید صائغ (زرگر) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں خراسان کے دیہاتوں میں سے بخاری نامی ایک دیہات میں رہتا تھا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ اس قسم کے درہم بنائے جاتے تھے کہ ایک تہائی چاندی، ایک تہائی تانبہ اور ایک تہائی سیسہ۔ اور وہ وہاں چلتے بھی تھے اور میں بھی ایسے ہی درہم بناتا اور چلاتا تھا تو؟ فرمایا: اگر چلتے ہوں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے! راوی نے عرض کیا کہ اگر ایسے درہم میرے پاس موجود ہوں اور ان کو پورا سال گزر جائے تو آیا ان کی زکوٰۃ دوں؟ فرمایا: ہاں وہ تمہارا مال ہے! پھر عرض کیا: اگر میں ان کو اس شہر میں لے جاؤں جہاں یہ (کھوٹے درہم) نہیں چلتے تو؟ اور پھر وہ میرے پاس پڑے رہیں یہاں تک کہ ایک سال مکمل ہو جائے تو؟ فرمایا: اگر تم جانتے ہو کہ ان میں خالص چاندی بقدر نصاب ہے تو پھر اتنی مقدار کی زکوٰۃ ادا کرو اور باقی ملاوٹ والی مقدار کو رہنے دو۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر مجھے اصل مقدار کا تفصیلی علم تو نہ ہو مگر اجمالاً اس قدر معلوم ہو کہ اس میں اتنی مقدار تو ضرور ہے جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو؟ فرمایا: پھر اسے پگھلاؤ تاکہ خالص چاندی الگ ہو جائے اور ملاوٹ جل جائے۔ پھر خالص چاندی کی ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرو۔(الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱و۲ اور باب ۱۰ مما تجب فیہ الزکوٰۃ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اصل مقصد کے کچھ حصے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۸

نقدین میں زکوٰۃ کے وجوب کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ رائج الوقت سکہ کے ساتھ منقوش ہوں لہٰذا سونے کے ڈھیلا پر، پگھلی ہوئی چاندی کے ڈلے اور سونے و چاندی کے پگھلے ہوئے ٹکڑوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور بکیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: چاندی کے پگھلے ہوئے ٹکڑوں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس بہت سارا مال قریباً سال تک پڑا رہتا ہے۔ آیا اس کی زکوٰۃ دوں؟ فرمایا: نہ۔ جب تک پورا سال نہ گزر جائے اور جب تک وہ "رکاز" نہ ہو اس پر کوئی چیز نہیں ہے! راوی نے عرض کیا کہ "رکاز" کیا ہے؟ فرمایا: وہ سونا چاندی جس پر سکہ نقش ہو! پھر فرمایا کہ اگر اس سے بچنا چاہو تو اسے پگھلا دو کیونکہ سونے چاندی کے پگھلے ہوئے ٹکڑوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ مال (درہم و دینار) جس سے نہ کوئی کام لیا جائے اور نہ اسے حرکت دی جائے تو؟ فرمایا: اس پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہوگی مگر یہ کہ اسے پگھلا دیا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام و حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پگھلے ہوئے سونے میں زکوٰۃ نہیں ہے وہ تو صرف درہموں اور دیناروں پر ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (باب ۹ و ۱۰ و ۱۱ میں) بعض ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۹

زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اگرچہ ان کی قیمت بہت گراں ہی کیوں نہ ہو!

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا زیورات کی زکوٰۃ بھی دی جاتی ہے؟ فرمایا: اس طرح تو کچھ بھی باقی نہیں رہ جائے گا۔ (الفروع، قرب الاسناد)

۲۔ ہارون بن خارجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زیورات پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ محمد حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا زیورات پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً و قرب الاسناد)

۴۔ رفاعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان سے کسی شخص نے زیورات میں زکوٰۃ کے بارے میں سوال کیا تھا۔۔۔ کہ فرما رہے تھے کہ نہیں ہے۔ اگرچہ (ان کی قیمت) ایک لاکھ تک پہنچ جائے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اپنی زوجہ کے لیے سو دینار، دوسو دینار۔ میرا خیال ہے کہ میں نے تین سو دینار بھی کہا، کے زیورات بنواتا ہے۔ آیا اس پر ان کی زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار، السرائر)

۶۔ ابوالحسن (الحسن) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا زیورات پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اگرچہ ان کی قیمت ایک لاکھ درہم تک پہنچ جائے۔ (پھر فرمایا) میرے والد ماجدؑ اس سلسلہ میں عامۃ الناس کے مخالف (نظریہ کے حامل) تھے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ و ۱۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

کسی ایسے شخص کو عاریۃً زیورات دے کر ان کی زکوٰۃ ادا کرنا مستحب ہے جس کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ انہیں خراب نہیں کرے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زیورات کی زکوٰۃ ان کو عاریۃً دینا ہے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے کچھ ایسے پڑوسی ہیں کہ اگر ہم ان کو کوئی چیز عاریۃً دیں تو وہ خراب کر دیتے ہیں لہٰذا اگر ہم ان کو عاریۃً نہ دیں تو کوئی حرج تو نہیں ہے؟ فرمایا: اگر (ایسے لوگوں کو) نہ دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۹ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو زیورات میں زکوٰۃ کے واجب نہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور آئندہ کچھ ایسی حدیثیں آئیں گی جو بظاہر اس کے منافی ہیں اور ہم ان کی وجہ بیان کریں گے۔

باب ۱۱

جوشخص زکوٰۃ سے فرار کی نیت سے اپنے (درہم و دینار) کے زیورات بنالے یا انہیں پگھلا کر ڈھلے بنالے یا ان سے کوئی جائیداد خرید لے تو اگر سال گزرنے کے بعد ایسا کرے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر اس سے پہلے ہو تو پھر واجب نہ ہوگی۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے زکوٰۃ سے فرار کرتے ہوئے (درہم و دینار سے) زمین خرید لی یا مکان۔ آیا اس پر کچھ (زکوٰۃ وغیرہ) ہے؟ فرمایا: نہیں۔ اگر چہ زیورات بنوالے۔ یا انہیں پگھلا کر ٹکڑے کر لے البتہ اس نے ایسا کر کے اپنے آپ کو جس قدر اجر و ثواب سے محروم کیا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ جو اس نے حق خدا دبایا ہے۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ علی بن یقطین حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو (درہم و دینار) پگھلا کر ڈھیلا بنالیا جائے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی! راوی نے عرض کیا: اگر چہ وہ زکوٰۃ سے فرار کرتے ہوئے بھی پگھلائے؟ فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس کی منفعت ختم ہوگئی ہے اس لیے اب اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(علل الشرائع، المحاسن)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہارون بن خارجہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا بھائی یوسف ان لوگوں (بنی عباس) کے دور حکومت میں مختلف محکموں میں کام کرتا رہا ہے۔ اور اس نے اس طرح بہت سا مال کمایا ہے۔ اور پھر اس نے زکوٰۃ سے فرار کرتے ہوئے اس مال (درہم و دینار) کو زیورات میں تبدیل کر دیا ہے آیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: زیورات میں تو زکوٰۃ نہیں ہے مگر اس نے اس طرح کر کے اور زکوٰۃ روک کر اپنا جو (اخروی) نقصان و زیاں کیا ہے وہ اس (نقصان) سے کہیں زیادہ ہے، جس کا اسے زکوٰۃ ادا کرنے کی صورت میں اندیشہ تھا۔

(الفروع، علل الشرائع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ کے والد ماجدؑ نے فرمایا ہے کہ جو شخص زکوٰۃ سے فرار کرے اس پر واجب ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کرے تو؟ فرمایا: ہاں میرے والد ماجد علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے جو کچھ اس پر واجب ہے وہ اسے ضرور ادا

کرے! مگر جو واجب ہی نہ ہو تو پھر اس پر کچھ بھی نہیں ہے! پھر مجھ سے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص پورا دن بیہوش رہے پھر اسی حالت میں مر جائے تو آیا اس کی جو نمازیں اس حالت میں فوت ہوئی ہیں اس پر ان کی قضا واجب ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: تو قضا اسی صورت میں ہوگی کہ وہ شخص اُس دن (کچھ وقت کے بعد ہوش میں آ جائے! پھر فرمایا: اگر کوئی شخص ماہِ رمضان میں بیمار ہو جائے (جس کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے) اور پھر اسی مہینہ میں مر جائے! تو اس کی جانب سے روزہ رکھوایا جائے گا؟ میں نے کہا: نہیں! فرمایا: تو پھر آدمی زکوٰۃ بھی اسی مال کی ادا کرے گا جس پر سال گزر چکا ہو (اور بعد ازاں اس میں کوئی تبدیلی کرے اور اگر پہلے کرے تو پھر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی)۔ (التہذیب، الفروع، الاستبصار)

۵۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اپنی اہلیہ کے لیے زیورات بنواتا ہے۔۔۔۔۔ راوی نے عرض کیا کہ وہ زکوٰۃ سے فرار کرنے کی خاطر ایسا کرتا ہے! فرمایا: اگر اس نے زکوٰۃ سے راہِ فرار کرنے کے لیے ایسا کیا ہے تو پھر اس پر زکوٰۃ ہے۔ اور اگر صرف زیب و زینت کی خاطر ایسا کیا ہے تو پھر اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب وہ شخص سال گزرنے کے بعد ایسا کرے اور احتمال ہے کہ اس زکوٰۃ کو استحباب پر محمول کیا جائے (کہ اگر بارادۂ فرار ایسا کرے تو مستحب ہے کہ زکوٰۃ ادا کرے)۔

باب ۱۲

جو شخص سال گزرنے سے پہلے اپنا مال کسی کو ھبہ کر دے یا اسے تبدیل کر دے اگر چہ زکوٰۃ سے فرار کی نیت سے ایسا کرے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اگر پورا سال یا گیارہ مہینے گزرنے کے بعد ایسا کرے تو پھر واجب ہوگی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ زکوٰۃ نو قسموں میں ہے لیکن اگر سال کے دوران ان کو تبدیل کر دو تو پھر تم پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جس شخص کے پاس (قابل زکوٰۃ) مال ہو اور اس پر سال گزر جائے تو وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا! راوی نے عرض کیا کہ اگر سال مکمل ہونے سے ایک ماہ یا ایک دن پہلے وہ یہ مال کسی کو ھبہ کر دے تو؟ فرمایا: پھر اس پر کبھی

بھی کچھ نہیں ہے (اور اگر سال گزرنے کے بعد ھبہ کرے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی)۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے (اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) یہ بمنزلہ اس شخص کے ہے جو ماہِ رمضان میں مقیم ہو کر ایک روزہ نہ رکھے اور پھر دن کے آخر میں اس کے کفارہ سے بچنے کے لیے سفر کرے جو اس پر واجب ہو چکا ہے۔ فرمایا: یہ تب ہے کہ اگر بارہویں مہینہ کا چاند دیکھنے کے بعد مال ھبہ کرے تو) پھر اس میں زکوٰۃ واجب ہو جائے گی لیکن اگر اس سے پہلے ھبہ کر دے تو ایسا کرنا جائز بھی ہے اور اس پر زکوٰۃ بھی نہ ہوگی اور یہ ایسے ہوگا جیسے کوئی روزہ دار پہلے سفر پر نکلے اور پھر سفر میں روزہ افطار کرے۔ یہ اس لیے ہے کہ ہنوز اس پر سال نہیں گزرا (لہٰذا اس پر زکوٰۃ نہیں ہے) لیکن جس مال پر سال گزر چکا ہے (اور اب مالک فرار کی نیت سے کسی کو ھبہ کر دے) تو اس کو روکنے کا حق نہیں ہے کیونکہ اب وہ دوسرے شخص (مستحق زکوٰۃ) کا مال ہے لہٰذا وہ اسے روکنے کا مجاز نہیں ہے۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس دوسو درہم تھے مگر اس نے اپنے بعض بھائیوں کو یا بیٹوں کو یا بیوی کو محض زکوٰۃ سے راہِ فرار کرتے ہوئے ھبہ کر دے اور کیا بھی ایسا سال کامل ہونے سے ایک ماہ پہلے تو؟ فرمایا: جب بارہویں مہینہ کا چاند نظر آ جائے تو سال گزر جاتا ہے اور زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ راوی نے عرض کیا: اور اگر سال سے پہلے ایسا کرے تو؟ فرمایا: اس نے اپنا جو (اخروی) نقصان وزیاں کیا ہے وہ اس فائدہ سے بہت بڑا ہے جو اس نے زکوٰۃ روک کر (حاصل) کیا ہے! میں نے عرض کیا کہ وہ اب بھی زکوٰۃ ادا کرنے پر قادر ہے تو ہے؟ (کہ ھبہ واپس لے لے) فرمایا: کیا خبر کہ اب قادر ہے یا نہ؟ جبکہ مال اس کے قبضہ سے نکل گیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس نے جو مال ھبہ کیا ہے اگر وہ ایک شرط کے ساتھ مشروط ہو تو؟ فرمایا: جب اس نے اس کا نام ھبہ رکھا ہے تو وہ نافذ ہو جائے گا اور شرط باطل متصور ہوگی اور زکوٰۃ کا ضامن ہوگا۔ میں نے عرض کیا: یہ کس طرح ہے کہ شرط ساقط ہے، ھبہ نافذ ہے اور وہ زکوٰۃ کا ضامن ہے؟ فرمایا: یہ شرط فاسد ہے اور ھبہ مضمونہ (مشروطہ) نافذ ہے۔ اور زکوٰۃ بطور سزا اس پر واجب ہے (کہ اس سے اس نے فرار کرنا چاہا تھا)۔ پھر فرمایا: یہ جواز اس کے لیے اسی صورت میں ہے کہ جب اس سے کوئی گھر خریدے۔ یا زمین یا کوئی ساز وسامان خریدے۔ (تو پھر زکوٰۃ لاگو نہیں ہوتی)۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آپؑ کے والد ماجدؑ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ جو شخص زکوٰۃ سے فرار کرے اس پر اس کی ادائیگی واجب ہے؟ فرمایا: میرے والدؑ نے سچ فرمایا ہے۔ اس پر واجب ہے کہ واجب شدہ مال کی زکوٰۃ ادا کرے مگر جو واجب ہی نہ ہو تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس چند ماہ تک کچھ درہم تھے۔ اس کے بعد اس نے انہیں

دیناروں کے ساتھ تبدیل کر لیا۔ اب جس روز سے وہ درہموں کا مالک بنا تھا اسے سال پورا ہو گیا۔ (مگر تبدیلی کے بعد سال مکمل نہیں ہوا) آیا وہ زکوٰۃ ادا کرے؟ فرمایا: نہ۔۔۔! پھر فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص تمہیں ایک سو اونٹ دے کر تم سے دوسو گائیں لے وہ گائیں اس کے پاس چند ماہ رہیں اور وہ اونٹ تمہارے پاس چند ماہ رہیں۔ اس طرح کچھ وقت کے لیے اس کے اونٹ تمہارے پاس اور کچھ وقت کے لیے تمہاری گائیں اس کے پاس رہیں۔ تو کیا تم ان کی زکوٰۃ دوگے؟ میں نے عرض کیا: نہیں! فرمایا: سونے اور چاندی کی تبدیلی کی بھی یہی کیفیت ہے! پھر فرمایا: اگر تم مال کو گندم یا جو سے تبدیل کرو پھر ان کو سونا یا چاندی بناؤ تو تم پر کچھ (زکوٰۃ وغیرہ) نہیں ہے۔ مگر یہ کہ یہ سونا اور چاندی پلٹ کر اپنی اصلیت پر آ جائے (گندم یا جو بن جائے) ہاں اگر پلٹ جائے تو پھر تم پر زکوٰۃ ہوگی۔ کیونکہ سال بھر تم اس کے مالک رہے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اگر وہ سونا ایک دن بھی میرے ہاتھ سے باہر نہ جائے تو؟ فرمایا: اگر اس کے ساتھ کوئی اور مال مخلوط ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے تو جب اس کی کچھ مقدار پلٹ کر تمہارے پاس آئے تو اس میں کچھ نہیں ہے۔ پھر فرمایا: اگر تم اس سے بالکل مایوس ہو گئے تھے مگر وہ تمام پلٹ کر واپس آ گیا تو ایک سال تک اس میں کچھ نہیں ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۳

جب پورے شرائط پائے جائیں تو نقدین پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ وہ مال بعینہٖ پڑا رہے یا اس مال کے برابر یا اس سے بھی زیادہ مالک پر قرضہ ہو یا مال قرضہ پر دیا ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ مال جس سے نہ کام لیا جائے اور نہ اسے تبدیل کیا جائے (بلکہ بعینہٖ پڑا رہے) تو؟ فرمایا: اس مال میں تم پر ہر سال زکوٰۃ لازم ہوگی مگر یہ کہ اسے پگھلا کر ڈھیلا بنا دو۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ خالد بن الحجاج کرخی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے زکوٰۃ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: سال کے ایک مہینہ کی نیت کر لے کہ اس میں زکوٰۃ ادا کروں گا! پس جب وہ مہینہ داخل ہو جائے تو دیکھ جو کچھ تیرے قبضہ میں ہے تو اس کی زکوٰۃ ادا کر دے! اور پھر اس مہینہ سے جس میں زکوٰۃ ادا کی ہے شروع کر کے

جب ایک سال مکمل ہو جائے تو پھر حسب سابق کارروائی کر۔ (موجودہ مال کی زکوٰۃ ادا کر) اس سے زیادہ تجھ پر کچھ نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا و ۲ اور اس سے قبل باب ۷ و ۱۰ ممن تجب علیہ الزکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

دیناروں اور درہموں وغیرہ کی اصل زکوٰۃ کے عوض اس کی قیمت ادا کرنا جائز ہے اگرچہ عین المال سے زکوٰۃ ادا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن خالد برقیؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو خط ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ کھیتی کے حاصل یعنی گندم اور جو یا سونے پر جو زکوٰۃ واجب ہے اس کے برابر درہم دے سکتا ہوں آیا یہ جائز ہے یا اصل میں سے ادائیگی لازم ہے؟ آپؑ نے جواب دیا: جو کچھ میسر ہو وہی ادا کیا جائے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص زکوٰۃ میں درہم کی بجائے دینار اور دینار کی بجائے درہم بطور قیمت ادا کرے تو جائز ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، قرب الاسناد، الفقیہ، بحار الانوار، التہذیب)

۳۔ سعید بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا یہ جائز ہے کہ آدمی زکوٰۃ میں سے کپڑے، ستو، آٹا، خربوزہ اور انگور خرید لے اور پھر اسے (مستحقین میں) تقسیم کرے تو؟ فرمایا: صرف درہم ہی دے جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے۔ (الفروع)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مسلمانوں کے اہل و عیال کو زکوٰۃ دینا چاہتا ہوں اور اس (رقم سے) ان کے لیے کپڑے، طعام (وغیرہ) خرید لیتا ہوں۔ کیونکہ میں ان چیزوں کو ان کے لیے بہتر سمجھتا ہوں تو؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد کچھ ایسی حدیثیں آئیں گی (آئندہ ابواب میں) جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۵

جب آدمی نقدین کا مالک بنے اس وقت سے لے کر کامل سال کا گزرنا وجوبِ زکوٰۃ کی شرط ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد الحلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مال کماتا ہے تو؟ فرمایا: جب تک سال نہ گزر جائے تب تک اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس مال رکھا ہوا تھا حتی کہ جب سال مکمل ہونے کے قریب آیا تو اس نے سال مکمل ہونے سے پہلے اسے خرچ کر دیا آیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع)

۳۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ میرے پاس کچھ مال جمع ہو گیا اور سال کے لگ بھگ پڑا رہا۔ آیا ہم اس کی زکوٰۃ دیں؟ فرمایا: ہر وہ مال جسے آپ کے پاس پورا سال نہ گزر جائے اس میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ زکوٰۃ صرف رکھے ہوئے اس سونے اور چاندی پر ہوتی ہے جسے ایک سال گزر جائے اور جسے ہنوز سال نہ گزرا ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس وقت تک مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس پر سال نہ گزر جائے۔

(عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ اور اس سے پہلے باب ۱۰ و ۱۴ ما تجب فیہ الزکوٰۃ اور باب ۵ و ۶ و ۷ من تجب علیہ الزکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷ میں) اور کچھ اس کے منافی بھی آئیں گی (باب ۱۶ اور باب ۲۱ و ۵۲ از مستحقین زکوٰۃ میں) اور ہم وہیں اس کی وجہ بھی بیان کریں گے۔

باب ۱۶

اگر اصل مال پر سال گزر جائے مگر ہنوز نفع پر نہ گزرے یا دو مالوں میں سے ایک پر سال گزر جائے اور دوسرے پر نہ گزرے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود شعیب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ چیز جو تمہارے لیے مال (نفع) کھینچ کر لائے۔ اس کی زکوٰۃ ادا کر اور ہر وہ چیز جو تمہیں وراثت میں ملے یا ھبہ کے طور پر۔ اس میں سال گزرنے کا انتظار کر۔ (الفروع)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ یہ (نفع پر سال گزرنے سے پہلے اس سے زکوٰۃ دینا) استحباب پر محمول ہے۔

۲۔ عبدالحمید بن عواض حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس کے پاس کچھ مال (بقدر نصاب) موجود تھا پھر قبل اس کے کہ پہلے مال پر سال گزرتا اسے کچھ اور مال دستیاب ہوگیا۔ (پھر پہلے مال پر سال گزر گیا جبکہ ہنوز دوسرے پر نہیں گزرا تو؟) فرمایا: جب پہلے مال پر سال گزر جائے تو پھر دونوں مالوں کی زکوٰۃ ادا کردے۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ (یہ دوسرے مال سے (اس پر سال گزرنے سے پہلے) زکوٰۃ کی ادائیگی چونکہ ضابطہ کے خلاف ہے اس لیے) یہ یا تو استحباب پر محمول ہے یا پھر تقیہ پر۔ یا اس صورت پر محمول ہے کہ جب پہلے مال کو پورا سال گزر جائے اور دوسرے مال کو گیارہ ماہ گزر جائیں۔

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا زکوٰۃ کے لیے کوئی خاص وقت مقرر ہے جس میں ادا کی جائے؟ (جس طرح ہمارے برادرانِ اسلامی رجب کے مہینہ میں دیتے ہیں؟) فرمایا: یہ بات مختلف اوقات میں مال کے ملنے سے مختلف ہوتی رہتی ہے (پس جس مال پر سال گزر جائے گا اس کی زکوٰۃ واجب ہوجائے گی) ہاں البتہ فطرہ کا وقت معلوم و مقرر ہے۔ (ایضاً)

۴۔ اصفہانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک شخص سے مال لینا تھا میں اسے اپنے قبضہ میں لیتا ہوں۔ اب اس کی زکوٰۃ کب ادا کروں؟[1] فرمایا: جب اسے اپنے قبضہ میں لے تو اس کی زکوٰۃ ادا کردے! راوی نے عرض کیا کہ میں (کئی قسطوں میں وصول کرتا ہوں مثلاً

---

[1] گویا کہ سوال کا مطلب یہ ہے کہ سائل یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ وہ اس مال کے سال کی ابتداء کب قرار دے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: جس دن وصول کرے اس دن کو سال کا آغاز قرار دے۔ (الوافی) (احقر مترجم عفی عنہ)

کچھ سال کی ابتداء میں وصول کرتا ہوں اور کچھ اس کے بعد تو؟ راوی کہتا ہے کہ یہ سوال سن کر امام علیہ السلام نے تبسم فرمایا۔ اور پھر فرمایا: تم نے پہلے کیسا اچھا سوال کیا تھا؟ (مگر اب اسے ٹیڑھا بنا دیا)۔ پھر فرمایا: جتنا سال کے پہلے چھ ماہ میں وصول کیا ہے۔ اس کی تو اسی سال کے اختتام پر ادا کر دو اور جو اس کے آخری چھ ماہ میں وصول کیا ہے اس کی زکوٰۃ اگلے سال ادا کرنا۔ (جب اس کی وصولی کو ایک سال پورا ہو جائے گا) اور اسی طرح ہر وہ منقطع مال جو تم سال یک دوران میں کماؤ۔ پس تو سال کی ابتداء میں چھ ماہ تک حاصل کرو اس کی زکوٰۃ اسی سال ادا کر دو اور جو چھ ماہ بعد حاصل کرو اس کی زکوٰۃ اگلے سال ادا کرو۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ (یکبارگی وصولی پر اسی وقت زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم) گو استحباب پر محمول ہے۔ (مگر صاحب وافی نے اس کی جو تاویل کی ہے وہ حاشیہ پر مذکور ہے)۔

باب ۱۷

جو شخص اپنے اہل و عیال کے لیے بطور نان و نفقہ بقدر نصاب یا اس سے زائد مال رکھے اور خود موجود ہو اس پر (سال کے بعد) زکوٰۃ واجب ہے اور اگر خود موجود نہ ہو تو پھر واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن بکیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنے اہل و عیال کے نان و نفقہ کے لیے دو ہزار (درہم) دو سال کے لیے رکھا۔ آیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: ہاں اگر حاضر ہے تو اس پر اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔ اور اگر حاضر نہیں ہے (بلکہ غائب ہے) تو پھر اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے اپنے اہل و عیال کے لیے ایک ہزار درہم رکھا۔ اور پھر اس پر سال گزر گیا۔ آیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اگر وہ مقیم ہے تو پھر زکوٰۃ ادا کرے (اور اگر غائب ہے تو پھر ادا نہ کرے)۔ (الفروع)

۳۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے تین ہزار درہم اپنے اہل و عیال کے لیے دو سال کے خرچہ کے لیے رکھا آیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: اگر حاضر ہے تو اس مال پر زکوٰۃ ہے اور اگر غائب ہے تو پھر اس مال میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۱۸

اگر بائع یہ شرط عائد کرے کہ قیمت کی زکوٰۃ خریدار ادا کرے گا تو اس کا کیا حکم ہے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میرے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) نے ہشام بن عبدالملک کے ہاتھ اتنے ہزار دینار میں اپنی زمین فروخت کی۔ اور اس پر یہ شرط عائد کی کہ وہ (ہشام) اس (قیمت والے) مال کی دس سال تک زکوٰۃ ادا کرے گا۔ فرمایا: امامؑ نے ایسا اس لیے کیا کہ ہشام حاکم تھا۔ (الفروع، علل الشرائع)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) نے سلیمان بن عبدالملک (اموی) کے ہاتھ اپنی زمین کچھ مال کے عوض فروخت کی۔ اور اس پر یہ شرط عائد کی۔ کہ وہ اس (قیمت والے) مال کی چھ سال تک زکوٰۃ ادا کرے گا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کچھ ایسی حدیثیں ذکر کی جائیں گی (باب التجارہ میں) جو اپنے عموم کے اعتبار سے (جائز) شرطوں کے لزوم پر دلالت کرتی ہیں۔

غلات کی زکوٰۃ کے ابواب کا بیان

(اس سلسلہ میں کل بیس (۲۰) باب ہیں)

باب ۱

غلاتِ اربعہ میں زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ پانچ[1] وسق یا اس سے زائد مقدار تک پہنچ جائیں جو تین سو (۳۰۰) صاع کے برابر ہے اور انگور پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب ان کا تخمینہ لگایا جائے اور نصاب تک پہنچ جائے۔

(اس باب میں کل تیرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن سعد اشعری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ گندم، جو، خرما اور انگور میں سے کم ترین مقدار کون سی ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ فرمایا: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے "وسق" کے مطابق پانچ "وسق" ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ "وسق" کس قدر ہے؟ فرمایا: ساٹھ صاع کا! میں نے عرض کیا کہ آیا انگور پر زکوٰۃ ہے یا اس پر اس وقت ہے کہ جب اسے کشمش بنایا جائے؟ فرمایا: ہاں جب اس کا تخمینہ لگائے گا تو اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ (الفروع)

۲۔ صفوان بن یحییٰ اور احمد بن محمد بن ابو نصر بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ان (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) کی خدمت میں کوفہ اور اس پر جو خراج لگایا گیا تھا اس کا تذکرہ کیا؟ فرمایا: جو شخص برضا و رغبت اسلام لائے گا اس کی زمین اس کے پاس رہنے دی جائے گی۔ فرمایا: اور پانچ وسق سے کم تر مقدار پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خرما اور انگور کے متعلق پوچھا کہ ان کی وہ کمترین مقدار کون سی ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ فرمایا: پانچ وسق! فرمایا: ردّی اور بہت چھوٹی کھجور کو بحال

---

[1] جب ایک وسق ساٹھ صاع کا ہو تو اس طرح پانچ وسق کے تین سو صاع بنیں گے اور چونکہ ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ایک مد دو سیر اور چودہ چھٹانک۔ اس طرح غلات کا نصاب موجودہ اوزان کے مطابق ایک من اور ساڑھے سینتیس سیر بنتا ہے یعنی اڑھائی سیر کم بائیس (۲۲) من۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

خود چھوڑا جائے گا اور اگرچہ کثیر المقدار ہوں ان کی زکوٰۃ نہیں دی جائے گی اور خرما کے محافظ اور اس کے اہل وعیال کے لئے خرما کے ایک دو درخت چھوڑ دیئے جائیں گے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو گندم، جو، خرما اور انگور زمین سے اگتے ہیں۔ اور بمقدار، پانچ وسق ہو جائیں جبکہ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور یہ ہوئے تین سو صاع تو اس میں دسواں حصہ (زکوٰۃ کا) ہے اور جو اجناس رسیوں (چھوٹے ڈولوں سے) اور ان بڑے ڈولوں سے جنہیں بیل یا اونٹ کھینچتے ہیں سیراب کئے جائیں ان سے بیسواں حصہ واجب ہوگا اور جو اجناس بارش کے پانی سے یا آب جاری سے سیراب ہوں یا جن کو پانی سے سیراب نہ کیا جائے بلکہ اپنی اپنی زیر زمین جڑوں سے تراوٹ حاصل کریں ان سے دسواں حصہ واجب ہوگا۔ اور تین سو صاع سے کم تر مقدار پر کچھ نہیں ہے اور جو فصلیں زمین سے اگتی ہیں ان میں سوائے ان چار اجناس کے اور کسی چیز میں زکوٰۃ (واجب) نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار)

۵۔ سلیمان بن خالد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خرما میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جب تک پانچ وسق تک نہ پہنچ جائے اور یہی حکم انگوروں کا ہے جب تک خشک ہوکر پانچ وسق کو نہ پہنچ جائیں۔ (ایضاً)

۶۔ زرارہ اور بکیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو فصلیں زمین سے پیدا ہوتی ہیں ان میں سوائے چار اجناس یعنی گندم، جو، خرما اور خشک انگور کے اور کسی چیز میں زکوٰۃ نہیں ہے اور ان چار اجناس میں بھی تب واجب ہے کہ ان کی مقدار پانچ وسق تک پہنچ جائے اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور اسی طرح یہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاع کے مطابق تین سو (۳۰۰) صاع بنتے ہیں۔ پس ہر ہر جنس کی مقدار پانچ وسق تک پہنچ تو جائے مگر دوسری جنس کی کچھ آمیزش سے۔ اگرچہ تھوڑی سی بھی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور اگر پانچ وسق سے بمقدار ایک صاع یا اس سے بھی کم ہو تو پھر بھی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ پس اگر ان اجناس کو رسیوں سے یا بڑے ڈولوں سے سینچا جائے تو اس میں بیسواں حصہ واجب ہوگا۔ اور اگر کسی نہر وغیرہ یا بارش کے پانی سے سیراب کیا جائے تو پھر پورا دسواں حصہ واجب ہوگا۔ (ایضاً)

۷۔ عبیداللہ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ گندم، جو، انگور اور خرما کی کتنی مقدار پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ فرمایا: ساٹھ صاع پر۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے۔

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ نے اپنے طویل مکتوب میں مامون عباسی کو لکھا کہ فریضہ زکوٰۃ ہر دوسو درہم میں سے پانچ درہم ہے۔ اور گندم، جو، خرما اور خشک انگور میں سے اس وقت دسواں حصہ واجب ہے جب وہ پانچ وسق تک پہنچ جائے اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے جبکہ ایک صاع چار مُد کا ہوتا ہے (اور ایک مد دو سیر چودہ چھٹانک کا ہوتا ہے۔ اور اس طرح کل نصاب اکیس (۲۱) من ساڑھے سینتیس سیر بنتا ہے)۔ (عیون الاخبار الرضاؑ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ از مما تجب فیہ الزکوٰۃ اور باب ۱۱ از من تجب علیہ الزکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ و ۴ و ۵ میں) بیان کی جائیں گی اور کچھ بظاہر اس کے منافی بھی آئیں گی جو استحباب پر محمول کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۲

جو غلہ نصاب سے کم ہو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور نصاب کی تکمیل کے لیے ایک جنس کو دوسری جنس سے منضم نہیں کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور ان کے بیٹے (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس مختلف اجناس کا بہت سارا غلہ موجود ہے یا ایسا مال موجود ہے جس میں کوئی ایسی قسم بھی ہے جس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے! آیا اس شخص پر اس تمام غلہ میں ایک زکوٰۃ واجب ہے؟ فرمایا: نہ۔ زکوٰۃ صرف اس صورت میں واجب ہوگی کہ جب ہر جنس بقدر نصاب ہو۔ پس اگر اس کی زمین مختلف قسم کی فصلیں اگائے مگر وہ ہوں نصاب سے کم تو مجموعہ پر (جب بقدر نصاب ہو جائے) زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر وہ تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں جو ہر جنس میں نصاب کے معتبر ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳

غلات اربعہ اگر پانچ وسق (نصاب) سے کم ہوں تو ان میں سے زکوٰۃ ادا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر یعنی یحیٰی بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی مگر دو وسق میں اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ اسحاق بن عمار گندم و خرما کی زکوٰۃ والی حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گندم یا خرمہ تھوڑی ہو یا زیادہ آیا اس کی کچھ حد ہے کہ اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے؟ فرمایا: جو برآمد ہو۔ تھوڑی ہو یا زیادہ تم اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔ دسواں حصہ یا بیسواں حصہ! میں نے عرض کیا کہ آیا اس سلسلہ میں گندم اور خرما برابر ہیں؟ (دونوں کا ایک حکم ہے؟) فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۳۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ گندم اور جو کی کتنی مقدار میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ فرمایا: ایک وسق پر! (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے ان حدیثوں کو استحباب پر محمول کیا ہے اور (سوال میں وارد شدہ لفظ) واجب کو استحباب مؤکد پر محمول کیا ہے۔

باب ۴

غلات اربعہ اگر آب جاری، نہر، چشمہ یا بارش کے پانی سے سیراب ہوں تو پھر زکوٰۃ میں دسواں حصہ اور اگر ان کو ڈولوں سے سینچا جائے تو پھر بیسواں حصہ واجب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان بن یحییٰ اور احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے ان (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) کی خدمت میں کوفہ کا اس پر جو خراج لگایا گیا ہے اس کا اور آپؑ کے خانوادہؑ نے اس میں جو روش اختیار کی، اس کا تذکرہ کیا! آپؑ نے فرمایا: جو شخص برضا و رغبت اسلام لائے۔ اس کی زمین اسی کے پاس رہنے دی جائے گی اور اس سے اس کی آمدنی کا دسواں حصہ (بطور زکوٰۃ) لیا جائے گا اگر وہ بارش یا نہر کے پانی سے سیراب ہوتی ہو اور بیسواں حصہ لیا جائے گا اگر اسے ڈولوں سے سینچا گیا ہو! یہ تو اس زمین کا حکم ہے جسے لوگ آباد کریں۔ اور جسے وہ آباد نہیں کریں گے (بنجر ہوگی) اسے امام لے کر ان لوگوں کے حوالہ کریں گے جو اسے آباد کریں گے اور ہوگی وہ تمام مسلمانوں کی۔ اور جو اسے قبول کر کے (آباد کریں گے) ان پر ان کے حصوں پر (سابقہ تفصیل کے مطابق) دسواں یا بیسواں حصہ (بطور زکوٰۃ) واجب ہوگا۔ مگر پانچ وسق سے کم تر مقدار پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور جو زمین بزور شمشیر حاصل کی جائے گی وہ امام کی صوابدید پر منحصر ہے کہ جس قدر معاوضہ پر مناسب سمجھیں لوگوں کو (ٹھیکہ پر) دیں جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر

میں کیا تھا کہ اس کی زمین اور کچھ چیزیں ''قبالہ'' (ٹھیکہ) پر دے دی تھیں۔ (فرمایا) لوگ کہتے ہیں کہ زمین اور کھجوروں کا ''قبالہ'' (ٹھیکہ) جائز نہیں ہے حالانکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر ٹھیکہ پر دیا تھا! اور قبالہ (ٹھیکہ) لینے والوں کو ٹھیکہ کی رقم کے علاوہ اپنے اپنے حصوں سے دسواں یا بیسواں حصہ (زکوٰۃ کا) بھی دینا پڑے گا! امامؑ نے فرمایا: طائف والے اسلام لائے۔ اور (زکوٰۃ) کا دسواں حصہ یا بیسواں حصہ ادا کرنا بھی منظور کیا۔ اور جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزور شمشیر مکہ فتح کرکے اس میں داخل ہوئے اور لوگ (کفارِ مکہ) آپؐ کے ہاتھوں گرفتار تھے تو آپؐ نے (از راہِ کرم گستری) ان کو آزاد کر دیا اور فرمایا: چلے جاؤ پس تم آزاد ہو۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو فصلیں بارش یا نہری پانی سے سیراب ہوں ان میں سے دسواں حصہ اور جو چھوٹے یا بڑے ڈولوں سے (یا کنویں) سے سیراب ہوں ان سے بیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ (الفروع)

۳۔ حماد بن عیسیٰ بعض اصحاب اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: وہ زمینیں جو بزور شمشیر حاصل کی جائیں۔۔ پس جب ان سے فصلیں اگائی جائیں تو جو بارش یا آب جاری سے سیراب ہوں گی ان سے دسواں حصہ اور جو ڈولوں سے سینچا جائے گی ان کا بیسواں حصہ زکوٰۃ کا ادا کیا جائے گا۔ پھر امامؑ نے مستحقین زکوٰۃ کے تقسیم کرنے کی کیفیت بیان کی ہے۔ (اصول کافی، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے گندم اور خرما کی زکوٰۃ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: کبھی دسواں حصہ اور کبھی بیسواں حصہ واجب ہوتی ہے (پھر تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ) جو بارش سے سیراب ہو اس میں سے دسواں اور جو ڈولوں سے سیراب ہو اس میں سے بیسواں حصہ۔ راوی نے عرض کیا: آیا گندم اور خرما کا ایک حکم ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ عبداللہ بن بکیر بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: گندم، جو، خرما اور انگور کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اگر بارش یا آب جاری سے سیراب ہو اور بیسواں حصہ ہے اگر ڈولوں سے سینچی جائے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب حسن بن علی بن شعبہ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مامون عباسی کے نام اپنے مکتوب میں لکھا: گندم، جو، خرما، انگور اور جو دانے بھی زمین سے پیدا ہوتے ہیں جب پانچ وسق

تک پہنچ جائیں تو ان کا دسواں حصہ اگر آب جاری سے سیراب ہوں یا بیسواں حصہ اگر ڈولوں سے سینچے جائیں (بطور زکوٰۃ) غریب اور مالدار پر واجب ہے اور عام دانوں سے ایک مٹھی یا دو مٹھی نکالی جائے گی کیونکہ خدا کسی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اور کسی بندہ کو اس کی طاقتِ برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا (پھر فرمایا) وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع نو (۹) رطل کا (یا) چار (۴) مُد کا ہوتا ہے اور ایک مدّ دو رطل اور ۱/۴ رطل عراقی کا ہوتا ہے۔ (تحف العقول)

۶۔ دوسری روایت میں یوں وارد ہے فرمایا: وہ (صاع) نو رطل عراقی اور چھ رطل مدنی کا ہوتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۹ مما تجب فیہ الزکوٰۃ اور باب ۱۰ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور کچھ بظاہر اس کے منافی بھی آئیں گی جن کو استحباب پر محمول کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

غلات سے بطور زکوٰۃ خمس (پانچواں حصہ) نکالنا مستحب ہے اور اگر سالانہ اخراجات سے کچھ بچ جائے تو پھر خمس نکالنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے خشک انگور اور خرما سے زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہر پانچ وسق میں سے ایک وسق (پانچواں حصہ) ادا کیا جائے گا اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اور ان دونوں میں زکوٰۃ یکساں طور پر ہے! لیکن جہاں تک طعام (گندم اور جو) کا تعلق ہے تو جو بارش کے پانی سے سیراب ہو اس میں سے دسواں حصہ اور جو ڈولوں سے سینچی جائے اس سے بیسواں حصہ ہے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن علی بن شجاع نیشاپوری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کو اپنی کھیتی سے سو کرّ (ایک پیمانہ جو چالیس اوس کا بیان کیا جاتا ہے) گندم حاصل ہوئی وہ کس قدر زکوٰۃ ادا کرے؟ اس سے دسواں حصہ یعنی دس کر تو زکوٰۃ کے لے لئے گئے اور تیس (۳۰) کر کھیتی باڑی کی اصلاح پر صرف ہوئے۔ اب اسکے پاس ساٹھ کر ہیں! تو اس میں سے آپ کا حصہ (خمس) کس قدر ہے؟ اور آیا اس کے ساتھیوں کیلئے اس پر اس سے کچھ واجب ہے؟ امام علیہ السلام نے اپنے دستخطوں سے لکھا کہ اس میں میرا حصہ تو خمس (پانچواں حصہ) ہے اور وہ بھی اسکے اخراجات کے بعد! (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے پہلی حدیث کو استحباب پر محمول کیا ہے اور اسے دوسری حدیث کے مضمون پر محمول کرنے کو بھی جائز قرار دیا ہے کہ اس سے خمس بطور خمس ہی نکالا جائے۔ نہ بطور زکوٰۃ۔

باب ۶

جس کھیتی کو کبھی آب جاری سے سیراب کیا جائے اور کبھی ڈولوں سے تو جو غالب ہوگا اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ اور اگر دونوں برابر ہوں تو نصف آمدنی سے دسواں حصہ اور نصف سے بیسواں حصہ (مجموعی طور پر پندرھواں حصہ) ادا کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن شریح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کھیتی بارش یا نہر کے پانی سے سیراب کی جائے یا جڑوں کے ذریعہ سے خود بخود نمی حاصل کرے اس سے دسواں حصہ اور جو ڈولوں سے سینچی جائے اس سے بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ ہمارے ہاں ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک کھیتی کو کبھی ڈولوں سے سینچا جاتا ہے اور کبھی اسے آب جاری سے سیراب کیا جاتا ہے تو؟ فرمایا: کیا تمہارے ہاں ایسا بھی ہوتا ہے؟ عرض کیا کہ ہاں ہوتا ہے۔ فرمایا: (آمدنی کو) نصف نصف کر لیا جائے۔ نصف سے دسواں اور نصف سے بیسواں حصہ ادا کیا جائے۔ پھر عرض کیا کہ ایک کھیتی کو مسلسل ڈولوں سے سینچا جاتا ہے مگر مزید پانی کی ضرورت پڑتی ہے اور اسے ایک یا دوبار آب جاری سے بھی سینچا جاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر ایک بار یا دوبار کی یہ سیرابی کتنے فاصلہ سے ہوتی ہے؟ عرض کیا: تیس یا چالیس راتوں کے فاصلہ سے! جبکہ اس سے پہلے چھ ماہ تک (ڈولوں سے سینچی جاتی رہی ہے) تو؟ فرمایا: پھر بیسواں حصہ ہی ادا کیا جائے گا (کیونکہ یہاں ڈولوں سے سینچا غالب ہے)۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۴ میں) اس مطلب پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۷

بطور مزارعت[۱] اور مساقات جمع کرنے والے کو جو حصہ ملتا ہے اگر اس میں زکوٰۃ کے شرائط پائے جائیں تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر اور محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے

۱۔ اس مزارعت کا مفہوم یہ ہے کہ زمین ایک شخص کی ہو اور وہ دوسرے شخص کو اس کے حاصل میں سے ایک معین مگر مشاع مقدار پر مزارعت پر دے اور مساقات مقررہ اجرت پر کسی کے درخت یا فصل کو سینچنے کا نام ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ زمین جس میں کچھ لوگ مزارعت کرتے ہیں۔ اس میں کیا ہے؟ فرمایا: ہر وہ زمین جو حاکم تمہیں کاشت کے لیے دے اور تم اس میں کھیتی باڑی کرو۔ تو اسی سے جو آمدنی ہوگی اس سب پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ بلکہ جس قدر حاکم کا حصہ ہے۔ اس کی ادائیگی کے بعد جو کچھ تمہارے قبضہ میں آئے گی۔ اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی (وہ بھی تب کہ جب بقدر نصاب ہوگی)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام علی رضا علیہ السلامؑ سے کوفہ اور اس کے اہالی پر خراج کے نفاذ اور اس سلسلہ میں آپؑ کے خاندان کی روش کا تذکرہ کیا۔ امامؑ نے فرمایا: جو زمین بزورِ شمشیر حاصل کی جائے وہ امامؑ کی صوابدید پر ہے وہ اسے مناسب پٹہ پر دے گا۔ جیسا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر میں کیا تھا۔ اور پٹہ والوں پر پٹہ کی ادائیگی کے علاوہ ان کے اپنے حصہ سے دسواں یا بیسواں حصہ زکوٰۃ کا بھی ادا کرنا ہوگا۔ (التہذیب، الفروع)

۳۔ عبداللہ بن بکیر بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب نبی یا امام کسی شخص کو نصف، ثلث یا ربع پر زمین پٹہ پر دیں تو اس کی زکوٰۃ نبی و امام پر ہوگی۔ اور پٹہ والے شخص پر نہیں ہوگی۔ مگر یہ کہ مالک شرط لگائے کہ زکوٰۃ پٹہ والا ادا کرے گا۔ تو پھر زکوٰۃ پٹہ پر لینے والوں پر ہوگی۔ (پھر فرمایا) آج کل زمین کے مالکوں میں سے کسی پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ جائیداد عنایت فرمائی تھی۔ اور اس میں سے کچھ آج بھی ان کے قبضہ میں ہے۔

(التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اس مفہوم پر محمول کیا ہے کہ ایسی زمین کی تمام آمدن پر پٹہ والے پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے بلکہ پٹہ کی ادائیگی کے بعد صرف اپنے حصہ پر ہے جیسا کہ پہلی حدیثوں میں تفصیل مذکور ہے۔ نیز ممکن ہے کہ اسے اس صورت پر محمول کیا جائے کہ وہ اس وقت پٹہ پر لے جبکہ غلہ تیار ہو چکا ہو۔ (کہ اس صورت میں پٹہ پر دینے والے پر زکوٰۃ ہوگی) یا اسے اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جب بطور مزارعت یا مساقاۃ کے زمین نہ لی جائے یا اس کا حصہ بقدر نصاب نہ ہو۔ اور حدیث کے آخری حصہ (کہ آج کل مالکوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔۔۔۔۔) کو جناب شیخ نے اس بات پر محمول کیا ہے کہ حاکم وقت جو ٹیکس لیتا ہے اس کا زکوٰۃ سے محسوب کرنا جائز ہے۔ کما یاتی۔

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے پوچھا کہ ایک شخص حاکم سے کچھ زمین کرایہ (پٹہ) پر ثلث یا نصف (پٹہ) پر لیتا ہے آیا اس پر اس کے حصہ میں زکوٰۃ ہے؟ فرمایا:

نہ! پھر میں نے ان سے مزارعت اور کئی سالہ فروخت کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے پہلے حصہ کی وہی تاویل کی جائے گی جو حدیث بالا کے بارے میں کی گئی ہے۔ نیز اس سے پہلے (باب ۱ میں اور باب ۵ از من تجب علیہ الزکوٰۃ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں (کہ جو شخص غلّاتِ اربعہ کا بقدر نصاب مالک ہو اس پر زکوٰۃ واجب ہے)۔ اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

ان پھلوں میں زکوٰۃ کا حکم جو کھائے جاتے ہیں اور جو پھل محافظ کیلئے چھوڑے جاتے ہیں ان کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک باغ ہے جس کا پھل فروخت نہیں کیا جاتا (بلکہ خود کھایا جاتا ہے) لیکن اگر اسے فروخت کیا جاتا تو اس کا پھل بڑی مالیت کا ہوتا آیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ فرمایا: جب اسے کھایا جائے تو پھر اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک ایسا باغ ہے کہ اگر اسے فروخت کیا جائے تو بڑی مالیت کا ہے آیا اس پر زکوٰۃ ہے؟ (جبکہ اسے فروخت نہ کیا جائے؟) فرمایا: نہ۔ (الفروع)

۳۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے خرما اور خشک انگور کے زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا کہ کھجور کے اس محافظ (اور اس کے اہل و عیال) کے لیے جو کھجوروں کی نگہداشت کرتا ہے ایک دو کھجوریں (یا خوشے) چھوڑ دیئے جائیں گے۔ (ایضاً)

۴۔ اسی سلسلۂ سند سے زرارہ، محمد بن مسلم اور ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: محافظ کے لیے مقررہ اجرت نہیں چھوڑی[1] جائے گی۔ البتہ کھجور میں سے ردّی اور بہت چھوٹی چھوڑی جائے گی اور جو باغ کی حفاظت کرتا ہے اس کی نگہداشت کے صلہ میں اس کے لیے ایک یا دو یا تین کھجوریں (یا گوشے) چھوڑ دیئے جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب)

۱؎ مطبوعہ فروع کافی میں ہے کہ محافظ کو مقررہ اجرت دی جائیگی اور مطبوعہ تہذیب الاحکام میں ہے کہ محافظ کیلئے مقررہ اجرت چھوڑی جائے گی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب اامما تجب فیه الزکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور ''ثمار'' سے مراد غلاتِ اربعہ کے علاوہ دوسری چیزیں ہیں۔

باب ۹

غلاتِ اربعہ میں جس قدر زکوٰۃ بنتی ہے اصل کی بجائے اس کی قیمت ادا کی جاسکتی ہے!

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن خالد برقیؒ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو خط لکھا جس میں یہ پوچھا تھا کہ آیا گندم، جو اور سونا میں جو زکوٰۃ بنتی ہے اس کی قیمت کے برابر درہم ادا کیے جاسکتے ہیں؟ یا ہر چیز میں سے اصل جنس ہی ادا کرنی چاہیئے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ جو کچھ میسر ہو وہی ادا کیا جائے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۴ از زکوٰۃ انعام، باب ۱۴ از زکوٰۃ ذھب اور باب ۹ از زکوٰۃ فطرہ میں) بعض ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۰

آیا جو حصہ حاکم لیتا ہے یا جو خراج ادا کیا جاتا ہے اس میں زکوٰۃ ہے یا نہ؟ اور آیا اسے زکوٰۃ سے شمار کیا جاسکتا ہے یا نہ؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سہل بن الیسع سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے جب سہل آباد بنایا تو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ وہاں سے اسے جو آمدنی ہوتی ہے اس میں سے اس پر کیا ہے؟ فرمایا: اگر تو حاکم اس سے خراج وصول کرتا ہے تو پھر تم پر کچھ نہیں ہے اور اگر حاکم خراج نہیں وصول کرتا تو پھر اس کی آمدن سے دسواں حصہ تم پر لازم ہے۔ (الفروع)

۲۔ رفاعہ بن موسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کو وراثت میں کچھ زمین ملتی ہے یا خود خرید کرتا ہے اور وہ اس کا خراج حاکم کو ادا کرتا ہے آیا اس پر عشر (زکوٰۃ) بھی ہے؟ فرمایا: نہ۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو کہمس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: جس شخص سے حاکم خراج وصول کرے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔(التہذیب والاستبصار)
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان حدیثوں کو اس معنی پر محمول کیا ہے کہ جو مقدار حاکم وصول کرتا ہے اس کی زکوٰۃ مالک پر نہیں ہے۔ اگرچہ باقی ماندہ مال پر (اپنی مقررہ شرائط کے ساتھ) واجب ہے جیسا کہ کارکن کے حصہ میں زکوٰۃ کے ہونے کی (باب ۷ کے اندر) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ ان حدیثوں کو اس مطلب پر محمول کیا جائے کہ جو ٹیکس حاکم وصول کرتا ہے اسے زکوٰۃ سے منہا کیا جا سکتا ہے یا پھر ان حدیثوں کو تقیہ پر محمول کیا جائے گا۔(واللہ العالم)

باب ۱۱

غلات میں صرف ایک بار زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اگرچہ ہزار سال تک پڑے رہیں مگر یہ کہ ان کو فروخت کر دیا جائے اور قیمت پر سال گزر جائے تو (دوبارہ) زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور عبید بن زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے پاس کوئی کھیتی ہو یا پھل اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا کر دے! تو اس پر (دوبارہ) کچھ نہیں ہے اگرچہ سال گزر جائے مگر یہ کہ اسے (فروخت کرکے) کسی مال کے ساتھ تبدیل کر دے اور اگر ایسا کرے اور پھر اس (قیمت) پر سال گزر جائے تو اس پر واجب ہے کہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے۔ ورنہ (عام حالات میں) اس پر کچھ نہیں ہے۔ اگرچہ اصلی شکل میں ایک ہزار سال تک پڑی رہے۔ کیونکہ اس میں صرف دسواں حصہ زکوٰۃ واجب تھی۔ جب اسے ایک بار ادا کر دیا گیا تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے مگر یہ کہ اسے کسی اور مال سے تبدیل کرے اور پھر اس پر سال گزر جائے۔(الفروع، التہذیب)

باب ۱۲

غلات جب پک کر تیار ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے اور اس میں سال کا گزرنا شرط نہیں ہے اور نصاب کے سلسلہ میں تخمینہ لگانا کافی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن سعد اشعری سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ گندم، جو، خرما اور خشک انگور میں زکوٰۃ مالک پر کب واجب ہوتی ہے؟ فرمایا: جب تیار ہو جائیں اور ان کا تخمینہ لگایا جائے!(الفروع)

۲۔ نیز سعد بن سعد اشعری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ (تازہ) انگور پر زکوٰۃ واجب ہے یا اس وقت واجب ہوتی ہے جب اسے خشک کیا جائے؟ فرمایا: جب اس کا تخمینہ لگائے گا تو اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (مختلف ابواب میں) گزر چکی ہیں جو اپنے عموم و خصوص سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۳

فصل اور پھلوں سے ان کی کٹائی اور چنائی کے دن صدقہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود زرارہ، محمد بن مسلم اور ابوبصیر ارشاد خداوندی ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ (کٹائی والے دن خدا کا حق ادا کرو) کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: یہ بھی صدقہ ہے جو (صفائی کے دن) کسی مسکین کو دانوں کی مٹھی بھر بھر کے دیا جاتا ہے اور کٹائی کے دن فراغت تک بقدر مٹھا مسکین کو دیا جاتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ معاویہ بن شریح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ زراعت میں دو حق ہیں ایک وہ ہے جو تم سے (زبردستی) لیا جائے گا۔ اور دوسرا وہ ہے جو تم خود عطا کرو گے؟ میں نے عرض کیا کہ وہ حق کون سا ہے جو زبردستی مجھ سے لیا جائے گا اور وہ کون سا ہے جو میں خود دوں گا؟ فرمایا: وہ حق جو تم سے لیا جائے گا وہ تو دسواں اور بیسواں حصہ (زکوٰۃ) ہے اور وہ جو تم خود عطا کرتے ہو وہ ارشادِ خداوندی ہے کہ ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ یعنی کٹائی کے وقت جو (غرباء و مساکین) حاضر ہوں ان کو فصل کی کٹائی سے فراغت تک رطب و یابس کی ملی جلی فصل میں سے مٹھی بھر دیتے جاؤ۔ (الفروع)

۳۔ ابومریم بیان کرتے ہیں کہ ارشاد خداوندی ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ جس دن تم فصل کاٹ رہے ہو اس دن مسکین کو فصل میں سے دو اور جب کٹ کر کھلیان بن جائے تو اس سے بھی دو۔ اور پھر جب (صاف ہو کر) صاع (پیمانہ) میں آجائے تو پھر دسواں اور بیسواں حصہ (زکوٰۃ) دو۔ (ایضاً)

۴۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ باسنادخود شعیب عرقوفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمانِ خداوندی ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ کا مطلب پوچھا، فرمایا: جب زراعت کا

(کٹائی والے دن) تخمینہ لگایا جائے تو بالی کی مٹھی اور کھجور کی مٹھی دی جائے۔ سائل نے عرض کیا کہ جب فصل (صاف ہوکر) گھر میں داخل کرلوں تو جب بھی دینا درست ہے؟ فرمایا: نہ! جب تک آدمی جنس کو گھر میں داخل نہ کرے تب تک اسے دینا آسان ہوتا ہے۔ (اور بعدازاں مشکل)۔ (تفسیر قمیؒ وکذا فی العیاشی)

۵۔ سعد بن سعد (اشعری) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب آدمی فصل کی کٹائی کر رہا ہو۔ اگر اس وقت کوئی مسکین نہ آئے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا: اس صورت میں اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد خداوندی ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کس طرح عطا کروں؟ فرمایا: جو ملی جلی فصل کاٹی ہوئی پڑی ہے اس سے مٹھی بھرتے جائے اور (جو آتا جائے) ایک کے بعد دوسرے مسکین کو دیتے جاؤ۔ یہاں تک کہ کٹائی سے فارغ ہو جاؤ۔ (المقنع)

۷۔ جناب عیاشیؒ باسنادخود جراح مدائنی اور ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ خدا نے اس کا نام حق رکھا ہے! پھر اس سوال کہ وہ حق کیا ہے؟ کے جواب میں فرمایا: جو مسکین اور محتاج لوگ (کٹائی کے وقت) حاضر ہوں۔ ان کو فارغ ہونے تک برابر مٹھی بھر دیتا جائے۔ (العیاشی)

۸۔ حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ارشاد ایزدی ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ کے مطابق کس طرح دے؟ فرمایا: جب فصل کو کاٹ رہا ہو تو یکے بعد دیگرے فراغت تک مساکین کو مٹھی بھر (فصل سے) دیتا جائے اور جب کھجور یا انگور کاٹ رہا ہو تو بقدر دو مٹھی دیتا جائے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۲۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

رات کے وقت فصل کاٹنا، پھل توڑنا، قربانی کرنا اور بیج بونا مکروہ ہے اور یہ کام کرتے وقت بخشش کرنا اور صدقہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: رات کے وقت نہ پھل توڑو اور نہ فصل کاٹو، نہ قربانی کرو اور نہ بیج بوؤ۔ کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے پاس "قانع" اور "معتر" نہیں آسکیں گے! میں نے عرض کیا کہ "قانع" اور "معتر" کون ہیں؟ فرمایا: قانع تو وہ ہے کہ تم جو کچھ اسے عطا کرو وہ اس پر قناعت کرے! اور "معتر" وہ رہگذر ہے جو تمہارے پاس سے گزرتے ہوئے تم سے سوال کرے! اور اگر رات کے وقت کاٹو گے تو یہ سوال کرنے والے تمہارے پاس نہیں آسکیں گے؟ (پھر فرمایا) یہ ہے خدا کا ارشاد کہ ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ یعنی فصل کاٹتے وقت مٹھی کے بعد مٹھی دو۔ اور جب دانے صاف ہو جائیں تو پھر دونوں ہاتھوں سے دو۔ اور پھل توڑتے وقت بھی ایسا کرو۔ اور اسی طرح بیج بوتے وقت بھی۔ اور رات کو بیج نہ بوؤ۔ کیونکہ بیج بوتے وقت بھی اسی طرح عطا کرنے کا حکم ہے جس طرح کاٹتے وقت حکم ہے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ، العلل)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود قاسم بن سلام سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے رات کے وقت کھجور اور انگور توڑنے کی ممانعت فرمائی اور یہ ممانعت اس لیے فرمائی کہ رات کے وقت مسکین حاضر نہیں ہو سکتے۔ (معانی الاخبار)

۳۔ جناب شیخ مفیدؒ عبدالکریم بن عتبہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ کا مطلب پوچھا؟ فرمایا: یہ حق اس واجبی زکوٰۃ کے علاوہ ہے جو تم ادا کرتے ہو۔ یہ وہ حق ہے جو تم مٹھی بھر یا دونوں مٹھیوں سے دیتے ہو۔ فرمایا: امامؑ نے رات کے وقت فصل کاٹنے اور قربانی کرنے کی ممانعت فرمائی ہے! کیونکہ اگر تم رات کے وقت فصل کاٹو گے تو تمہارے پاس کوئی سائل نہیں آئے گا اور اگر رات کے وقت قربانی کرو گے تو تمہارے پاس کوئی تھوڑے پر قناعت کرنے والا نہیں آئے گا۔ (المقنعہ)

۴۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رات کے وقت نہ فصل کاٹی جاتی ہے اور نہ پھل توڑا جاتا ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔ (اور رات کو حق لینے والے سائل نہیں آتے)۔ (تفسیر عیاشی)

۵۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں فرمایا: کٹائی کے دن خدا کا حق تم پر واجب ہے اور یہ زکوٰۃ میں سے نہیں ہے۔ یہ کیا ہے؟ مٹھی بھر بالیاں جو موجود سائل کو دی جاتی ہیں اور رات کے وقت کٹائی نہ کرو۔ اور نہ پھل توڑو کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ کٹائی کے دن اس کا حق دو اور اگر تم رات کے وقت کاٹو گے تو تمہارے پاس سائل نہیں آئیں گے اور نہ ہی رات کے وقت قربانی کرو۔ (ایضاً)

۶۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ رات کے وقت کھجور توڑنے اور فصل کاٹنے کو ناپسند فرماتے تھے کیونکہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ عرض کیا گیا: یا نبی اللہؐ! وہ خدا کا حق کیا ہے؟ فرمایا: اس میں سے مسکین اور سائل کو کچھ دو۔ (ایضاً)

۷۔ محمد حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے میر منشی نے رات کے آخری حصہ میں کھجور توڑی ہے! تو اس سے فرمایا: ایسا نہ کر۔ کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات کے وقت فصل کاٹنے اور پھل توڑنے کی ممانعت فرمائی ہے اور آپ فرماتے تھے کہ مٹھی بھر کے سائل کو دینا یہ کٹائی والے دن خدا کا حق ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۵

کھجور وغیرہ کا پھل توڑتے وقت جب تک تین سائلوں کو عطا نہ کر دیا جائے اس وقت تک اسے خالی ہاتھ لوٹانا مکروہ ہے۔ ہاں تین کو دینے کے بعد ایسا کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مصادف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ جنابؑ اپنی ایک زمین سے کھجوریں توڑ رہے تھے کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا۔ میں نے اس سے کہہ دیا: خدا تمہیں رزق دے گا (یعنی ہمیں معاف کر)۔ امام علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا: خبردار! جب تک اسے تین بار عطا نہ کر لو۔ تمہیں ایسا کہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ ہاں جب اسے تین بار دے چکو۔ (اور وہ اس کے بعد پھر آئے) تو اب تمہیں دینے یا نہ دینے کا اختیار ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ آپؑ نے سائلین کے بارے میں فرمایا کہ تین کو کھلاؤ (پلاؤ، اس کے بعد) اگر چاہو تو زیادہ کو کھلاؤ ورنہ تم نے اس دن کا حق ادا کر دیا ہے۔ (الفقیہ)

باب ۱۶

فصل کاٹتے یا پھل توڑتے وقت عطا و بخشش میں اسراف کرنا مکروہ ہے بلکہ ایک مٹھی کے ساتھ ایک بار یا چند بار دینا چاہیئے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام علی رضا علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ وَ لَا تُسْرِفُوْا﴾ (کہ کٹائی والے دن خدا کا حق ادا کرو مگر اسراف نہ کرو) کا مطلب پوچھا؟ فرمایا: میرے والد ماجدؑ (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) فرماتے تھے کہ فصل کاٹتے یا پھل توڑتے وقت دونوں ہاتھوں سے صدقہ دینا اسراف ہے اور میرے والدؑ جب اپنے کسی غلام کو دیکھتے کہ وہ دونوں ہاتھوں سے دے رہا ہے تو آپؑ چلّا کر فرماتے کہ ایک ہاتھ سے دے۔ مٹھی کے بعد مٹھی (پھل یا دانے) اور مٹھی کے بعد مٹھی بالیاں۔ (الفروع، قرب الاسناد)

۲۔ جناب عیاشی باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیتِ مبارکہ ﴿وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ﴾ (کہ اسراف نہ کرو کیونکہ خدا اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا) کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ فلاں بن فلاں انصاری (یہاں ایک انصاری کا نام لیا) کی فصل تھی۔ اور جب وہ اسے کاٹتے تھے تو سب صدقہ کر دیتے تھے اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوتا کہ وہ خود اور ان کے اہل و عیال بالکل خالی ہاتھ رہ جاتے۔ تو خداوند عالم نے اسے اسراف قرار دیا۔ (تفسیر عیاشی)

باب ۱۷

اتفاقاً راہ گزرنے والا (بقدر ضرورت راستہ کے باغ سے) پھل کھا سکتا ہے بشرطیکہ خراب نہ کرے، ہمراہ اٹھا کر نہ لے جائے اور قصد و ارادہ سے بھی ادھر نہ جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص پھل فروٹ کے پاس سے گزرے اور اس سے کچھ کھائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں البتہ پھل کو خراب نہ کرے۔ چنانچہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہی راہ گزروں کی خاطر مدینہ میں باغات کے اردگرد دیواریں بنانے کی ممانعت فرمائی تھی۔ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کھجور کے پاس پہنچتے (اور وہاں دیوار بنی ہوئی دیکھتے) تو رہ گزروں کی وجہ سے حکم دیتے کہ دیوار گرا دی جائے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ بروایت ابوالربیع شامی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسا ہی مروی ہے۔ مگر اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ نہ پھل کو خراب کرے اور نہ ہی ہمراہ اٹھا کر لے جائے۔ (الفروع)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۸ میں) اور پھلوں کی خرید و فروخت اور باب الاطعمہ میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

جب پھل پک جائے تو جو دیواریں پھلوں کے اوپر بنی ہوئی ہوں ان میں شگاف کرنا اور لوگوں کو بکثرت پھل کھلانا اور پڑوسیوں کے گھروں میں بھیجنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن القاسم جعفری سے اور وہ اپنے والد (قاسم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب پھلوں کے پاس پہنچتے تھے (اور وہاں دیواریں دیکھتے تھے) تو حکم دیتے تھے کہ ان کو گرا دیا جائے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ یونس ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں نے آپؑ کے بارے میں سنا ہے کہ آپؑ ''عین زیاد'' والے غلہ کے ساتھ ایک خاص قسم کا برتاؤ کرتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپؑ کی زبانِ مبارک سے سنوں؟ فرمایا: ہاں میں حکم دیا کرتا تھا کہ جب پھل پک جائے تو باغ کی دیواروں میں بڑے بڑے شگاف کر دیئے جائیں تاکہ لوگ ان سے اندر داخل ہو کر پھل کھا سکیں! اور میں ہر روز حکم دیتا تھا کہ وہاں سے دس پتھر گرا دیئے جائیں جن میں سے ہر ایک پتھر پر دس آدمی بیٹھ کر پھل کھا سکیں۔ اور جب وہ کھا کر جا چکیں تو اور دس آ سکیں اور ہر شخص کو ایک مد کھجوریں دی جاتی تھیں اور میں اس جائیداد کے تمام ایسے پڑوسیوں کے لیے جو وہاں آ نہیں سکتے تھے جیسے بچے، بوڑھے مرد، بوڑھی عورتیں، بیمار اور عورتیں ان کے لیے حکم دیتا تھا کہ ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک ایک مد بھیجا جائے۔ پس جب توڑنے کا وقت آتا تھا تو نگہبانوں، منشیوں وغیرہ کو ان کی پوری اجرت دے کر باقی مدینہ لے جاتا تھا اور مختلف مستحقین میں ان کے استحقاق کے مطابق کبھی دو سواریوں اور کبھی تین سواریوں کا بوجھ اور کبھی اس سے کم اور کبھی زیادہ تقسیم کرتا تھا اور اس کے باوجود مجھے چار سو دینار بچ جاتے تھے جبکہ اس کا پورا غلہ چار ہزار دینار کا ہوتا تھا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۸ از بیع الثمار میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

عمدہ غلہ کی بجائے زکوٰۃ میں ردی غلہ دینا جائز نہیں ہے

اور زکوٰۃ کے سلسلہ میں ردی اور باریک کھجور کا حکم؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾ (اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے جو کچھ ہم نے تمہارے لیے نکالا ہے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو اور خبیث (ردی) کا ارادہ نہ کرو کہ اس سے خرچ کرو) کی تفسیر میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حکم دیتے تھے کہ کھجور کی زکوٰۃ ادا کی جائے تو کچھ لوگ خرما کی ردی ترین قسم جسے 'جعرور' اور 'معافارہ' کہا جاتا تھا وہ زکوٰۃ میں دیتے تھے! جس کی گٹھلی بڑی اور چھلکا چھوٹا ہوتا تھا اور کچھ لوگ اسے عمدہ کھجور کے عوض لاتے تھے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اس خرما کا نہ تخمینہ لگاؤ اور نہ ہی اسے لایا کرو۔ اسی کے بارے میں یہ آیت اتری ﴿وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ﴾ (اور خبیث (ردی) کا ارادہ نہ کرو کہ اس سے خرچ کرو حالانکہ تم خود اسے قبول نہیں کرتے مگر یہ کہ چشم پوشی کرو) اور اغماض (چشم پوشی) یہ ہے کہ کوئی شخص یہ دو قسم کی ردی خرما قبول کر لے۔ (الفروع)

۲۔ جناب ابن ادریس حلیؒ نے آخر سرائر میں حسن بن محبوب کی کتاب المشیخہ سے بروایت ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی روایت نقل کی ہے اور اس میں اس قدر اضافہ ہے کہ فرمایا کہ خدا حرام کی کمائی سے صدقہ قبول نہیں کرتا۔ (السرائر)

۳۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود رفاعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو (زکوٰۃ کی وصولی کے لیے) بھیجا۔ انہوں نے جا کر لوگوں سے کہا کہ 'ام جعرور' اور معافارۃ (ردی اور باریک چھلکے والا خرما) کا تخمینہ نہ لگاؤ (یعنی زکوٰۃ کے سلسلہ میں اسے شمار ہی نہ کرو) فرمایا: اور کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گھٹیا اور ردی قسم کا خرما (زکوٰۃ میں)

لاتے تھے۔ اس پر خدا نے یہ آیت نازل کی ﴿وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ﴾ (جب تم خود یہ خرما قبول نہیں کرتے مگر یہ کہ چشم پوشی کرو تو پھر دیتے کیوں ہو؟) اور ذکر فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں پر ردی خرما کا تخمینہ لگایا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ! جعر ور اور معافارہ کا تخمینہ نہ لگاؤ۔ (تفسیر عیاشی)

۴۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ مدینہ کے لوگ زکوٰۃِ فطرہ میں ایسا خرما لاتے تھے جسے "جعر ور" اور "معافارہ" کہا جاتا تھا۔ ان کی گٹھلی بڑی اور چھلکا چھوٹا ہوتا تھا اور ذائقہ میں کڑواہٹ ہوتی تھی۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تخمینہ لگانے والے سے فرمایا کہ تم دو قسموں کا تخمینہ ہی نہ لگایا کرو شاید ان لوگوں کو شرم آئے (اور فطرہ میں) یہ نہ لائیں۔ اس پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ ... تا قولہ تعالیٰ: ...تُنْفِقُوْنَ﴾۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۶ از صدقات میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

کٹائی کے وقت مشرک کو بھی کچھ دینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں ھشم بن مثنّٰی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیت مبارکہ ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ (فصل کی کٹائی والے دن خدا کا حق ادا کرو) کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: جو بھی مشرک وغیرہ (مساکین وہاں) موجود ہو اسے عطا کرو۔ (تفسیر عیاشی)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس ارشاد ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس وقت جو (غریب) مسلمان حاضر ہوں۔ ان کو عطا کرو۔ اور اگر مسلمان نہ ہوں تو پھر مشرکوں کو بھی دے دو۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۱۹ از صدقات میں) اس قسم کی بعض مطلق حدیثیں آئیں گی جو اپنے اطلاق سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

زکوٰۃ کے مستحقین کے ابواب، ان کے حوالے کرنے اور نیت کرنے کا وقت

(اس سلسلہ میں کل اٹھاون (۵۸) باب ہیں)

باب ۱

مستحقین کی مختلف قسمیں اور مؤلفۃ القلوب اور رقاب (غلاموں) میں مؤمن ہونا شرط نہیں ہے۔ آج کل مؤلفۃ القلوب کا حصہ ساقط ہے اور جو شخص مستحق ہونے کا دعویٰ کرے جب تک اس کی غلط بیانی ظاہر نہ ہو اس کا دعویٰ قبول ہوگا اور سائل اور غیر سائل سب کو زکوٰۃ دی جائے گی۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادہ خود زرارہ اور محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا ارشاد خداوندی ﴿اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰکِیْنِ وَ الْعَامِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الْغَارِمِیْنَ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ﴾ (یہ صدقات تو صرف فقیروں، مساکین اور صدقات کے کام کرنے والوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کی تالیف قلب مقصود ہو اور غلاموں کی آزادی اور قرض داروں اور اللہ کی راہ میں (خرچ کرنے والوں) اور مسافروں کے لیے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک مقرر حکم ہے) کے مطابق آیا ان تمام طبقوں کو زکوٰۃ دی جائے گی اگرچہ معرفت (حق) نہ رکھتے ہوں؟ فرمایا: کہ امامؑ ان سب کو عطا فرمائیں گے کیونکہ یہ سب امامؑ کی اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں! زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اگر معرفت (حق) نہ رکھتے ہوں تو؟ فرمایا: اے زرارہ! اگر (زکوٰۃ) صرف اسے دی جاتی جو معرفت رکھتا ہے اور اسے نہ دی جاتی جو معرفت نہیں رکھتا تو پھر اس سہم (مؤلفۃ القلوب) کا کیا مقام رہتا؟ معرفت نہ رکھنے والے کو اس لیے دی جاتی ہے تاکہ وہ دین میں رغبت کرے اور پھر اس پر ثابت قدم رہے! ہاں البتہ آج کل تم اور تمہارے دوسرے ساتھی صرف انہی لوگوں کو دو جو معرفت رکھتے ہیں۔ پس ان مسلمانوں میں سے جو معرفت (حق) رکھتے ہیں ان کو دو۔ اور دوسرے عام لوگوں کو نہ دو۔ پھر فرمایا: ہاں مؤلفۃ القلوب اور غلاموں کا حصہ عام ہے (جو عارف اور غیر عارف سب کو دیا جائے گا) اور باقی حصے خاص ہیں (جو صرف اہل معرفت کو دیئے جائیں گے)۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض

کیا کہ اگر عارف نہ پائے جائیں تو؟ فرمایا: ایسا نہیں ہو سکتا کہ خدا کوئی فریضہ فرض کرے اور اس کے مستحق موجود نہ ہوں؟ پھر عرض کیا کہ اگر زکوٰۃ ان سب مستحقین کے لیے کافی نہ ہو تو؟ فرمایا: خدا نے مالداروں کے نال میں اس قدر حصہ فرض کیا ہے جو فقراء کی ضروریات کے لیے کافی تھا اور اگر وہ جانتا کہ یہ کافی نہیں ہے تو اور زیادہ فرض قرار دے دیتا۔ اب اگر ان کے حصہ میں کچھ کمی محسوس ہوتی ہے تو یہ خدا کے فریضہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کی وجہ سے ہے جو ان کے حقوق ادا نہیں کرتے اور اگر (مالدار) لوگ ان (فقراء) کے حقوق (مالی) ادا کرتے تو یہ لوگ بڑی خیر و خوبی سے زندگی گزارتے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ فقیر اور مسکین کسے کہتے ہیں؟ (اور ان میں باہمی فرق کیا ہے؟) فرمایا: فقیر وہ ہے جو سوال نہیں کرتا۔ مگر مسکین وہ ہے جو اس سے زیادہ مشقت میں ہے اس لیے وہ سوال کرتا ہے۔ (الفروع)

۳۔ ابو بصیر یعنی لیث بن البختری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ارشاد خداوندی ﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ﴾ میں فقراء و مساکین سے مراد کون ہیں؟ فرمایا: فقیر وہ ہے جو لوگوں سے سوال نہیں کرتا۔ اور مسکین اس سے زیادہ زحمت میں ہے (اس لیے سوال کرتا ہے) اور بائس وہ ہے جو ان سب سے زیادہ مشقت و زحمت میں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے کو کس قدر زکوٰۃ دی جائے گی؟ فرمایا: یہ امامؑ کی صوابدید پر ہے اور اس کے لیے کوئی مقدار معیّن نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، المقنعہ)

۵۔ عبدالرحمٰن عرزمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام صفا (نامی پہاڑی) پر تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر سوال کیا۔ امامینؑ نے اس سے فرمایا کہ زکوٰۃ کا لینا جائز نہیں ہے مگر تکلیف دہ قرضہ میں یا سخت مالی خسارہ میں اور یا کمر توڑ فقر و فاقہ میں! آیا تیرے اندر ان تین چیزوں میں سے کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ پس انہوں نے اسے عطا کیا۔ (الفروع)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جناب علی بن ابراہیم قمی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں ان آٹھ قسموں کی تفصیل بیان کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ عالم اہل بیت (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) نے ان کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ فقراء وہ ہیں جن پر اہل و عیال کا نان و نفقہ ہے (اور دیگر ضروریات زندگی بھی) مگر وہ لوگوں سے سوال نہیں کرتے اور اس بات کی دلیل کہ وہ سوال نہیں کرتے۔ یہ آیت ہے: ﴿لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ

اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمَاهُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ﴾ (ان فقراء پر خرچ کرو جو راہِ خدا میں اس طرح گھر گئے ہیں کہ وہ (معیشت کے لیے) زمین میں دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے۔ ناواقف لوگ ان کی حیاء وعفت کی بناء پر قیافے سے تم ان (کی حاجت مندی) کو پہچان سکتے ہو وہ تکرار کے ساتھ نہیں مانگتے) اور مساکین سے مراد وہ لوگ ہیں جو بدنی طور پر آفت زدہ ہیں اور ان میں مرد، عورتیں اور بچے سب شامل ہیں۔ اور عاملین سے وہ لوگ مراد ہیں جو لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرتے ہیں اور اس کے تقسیم کرنے اور اسے مستحقین تک پہنچانے تک اس کی حفاظت و حراست کرتے ہیں۔ اور مولفۃ القلوب سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا کی توحید کے تو قائل تھے اور خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کا جوا اپنی گردنوں سے اتار پھینکا تھا مگر ہنوز ان کے دلوں میں یہ معرفت داخل نہیں ہوئی تھی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تالیف قلب کرتے تھے، ان کو پڑھاتے لکھاتے اور معرفی کراتے تھے۔ اور زکوٰۃ سے ان کو ایک حصہ دیتے تھے۔ تاکہ وہ (اسلام میں) رغبت کریں اور (رسالت کو) پہچانیں۔ اور فی الرقاب (غلاموں) سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر قتل خطاء، ظہار، قسموں اور حرم میں شکار کو قتل کرنے کے سلسلہ میں کئی کفارے واجب ہوں مگر ان کے پاس یہ کفارے ادا کرنے کے لیے مال نہ ہو اور ہوں بھی مؤمن تو خدا نے ان کے لیے زکوٰۃ میں سے ایک حصہ مقرر فرمایا ہے تاکہ کفارہ ادا کر سکیں۔ اور غارمون سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے ذمہ بہت سے قرضے ہیں جو اطاعت خدا (یعنی نیکی کے کاموں میں) بغیر اسراف کئے مقروض ہو گئے ہیں۔ تو امامؑ پر واجب ہے کہ (زکوٰۃ کے مال سے) ان کے قرضے ادا کریں اور ان کو اس سے آزاد کرائیں۔ اور فی سبیل اللّٰہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو جہاد کرنے کے ارادہ سے نکلتے ہیں مگر ان کے پاس اس سلسلہ میں (زادِ سفر اور اسلحہ وغیرہ کے لیے) کچھ نہیں ہے۔ یا اس سے مراد اہل ایمان کی وہ جماعت ہے جس کے پاس حج بیت اللہ کرنے کے لیے رقم نہیں ہے۔ یا اس سے مراد تمام کارہائے خیر مراد ہیں۔ پس امامؑ پر واجب ہے کہ ان کو زکوٰۃ سے اس قدر دیں کہ وہ حج کر سکیں اور جہاد لڑ سکیں۔ اور ابن السبیل سے مراد وہ مسافر لوگ ہیں جو اطاعت خدا میں (شرعی) کو سفر کر رہے ہوں اور ان کا مال لوٹ لیا جائے۔ اور اس طرح ان کا مال چلا جائے (اور وہ حالت سفر میں بے مال و زر ہو جائیں۔ اگرچہ اپنے وطن میں مالدار ہوں) تو امامؑ پر لازم ہے کہ زکوٰۃ کے مال سے ان کو ان کے وطن پہنچائیں۔ (التہذیب، تفسیر القمی)

۷۔ جناب سید مرتضیٰ اپنے رسالہ محکم و متشابہ میں تفسیر نعمانی کے حوالہ سے حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے لوگوں کی معاشی کے اسباب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تک زکوٰۃ کا تعلق ہے تو وہ ان لوگوں کے

لیے ہے جو نہ امارت میں کوئی حصہ رکھتے ہیں! اور نہ ہی جائیداد سے کوئی ٹکڑا۔ نہ تجارت کے لیے مال رکھتے ہیں اور نہ ہی اجرت و مزدوری پر کام کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی اس کی معرفت۔ تو خداوند عالم نے مالداروں کے مال میں ان کے لیے اس قدر حق واجب قرار دیا ہے تا کہ ان کی قوت (لا یموت) کا بندوبست ہو سکے اور ان کی کجی سیدھی ہو سکے۔ چنانچہ خدا نے یہ بتاتے ہوئے کہ زکوٰۃ کن لوگوں کے لیے ہے فرمایا: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسَاكِينِ... الآية﴾ تو اس نے ہمیں بتا دیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کے حکم سے تمام فرائض کو ان کے اپنے محل و مقام پر رکھا ہے۔ (المحکم والمتشابہ)

۸۔ حضرت شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں کہ ایک روایت وارد ہوئی ہے کہ ابن سبیل سے مراد وہ مہمان ہیں جن کی احتیاج کے تحت مہمانداری کی جائے۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ ابواب میں بالخصوص باب ۱۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جو شخص غیر مستحق کو یعنی غیر مؤمن کو یا غیر مسکین وغیرہ کو زکوٰۃ دے تو وہ ضامن ہے (کہ دوبارہ ادا کرے) مگر یہ کہ اس نے ابتداء میں پوری تحقیق و جستجو کر لی ہو تو پھر کافی ہے! اور اگر کسی شخص کو پہلے اپنے اوپر زکوٰۃ کے واجب ہونے کا علم نہ ہو اور بعد میں معلوم ہو تو اس پر اس کی قضا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک عارف (مؤمن) ایک عرصہ تک نا اہل کو زکوٰۃ دیتا رہا۔ آیا اس پر واجب ہے کہ دوبارہ اہل کو زکوٰۃ دے؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا کہ اگر اسے اہل (مستحق) نہ ملے اور وہ اس وجہ سے ادا نہ کرے۔ یا اسے معلوم نہ ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ اور بعد میں پتہ چلے تو؟ فرمایا: گزشتہ عرصہ کی زکوٰۃ مستحقین تک پہنچائے۔ راوی نے پھر عرض کیا کہ اگر اس نے جدوجہد تو کی ہو مگر جب اہل نہ مل سکا تو نا اہل کو دے دی۔ مگر اب اسے اپنے کیے کی برائی معلوم ہوئی تو؟ فرمایا: اس صورت میں اس پر دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ دوسری روایت جو بروایت زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے وہ بھی اسی طرح ہے مگر اس کا تتمہ یوں ہے فرمایا: اگر اس نے مستحق کو تلاش کرنے میں پوری جدوجہد کی تھی تو وہ بری الذمہ ہو گیا۔ اور اگر اس نے

جدوجہد کرنے میں کوتاہی کی ہے تو پھر بری الذمہ نہ ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ احول حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس شخص کے بارے میں جس نے زکوٰۃ ادا کرنے میں جلدی کی اور جسے دی تھی وہ سال کے اندر اندر مالدار ہوگیا تو؟ فرمایا: زکوٰۃ دینے والا دوبارہ زکوٰۃ ادا کرے۔ (کتب اربعہ)

۴۔ ابوالمعزا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ خدائے تبارک وتعالیٰ نے مالداروں اور ناداروں کو مال میں باہم شریک قرار دیا ہے۔ لہٰذا ان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اپنی شریک برادری کے سوا کہیں مال صرف کریں۔ (الفروع)

۵۔ حسین بن عثمان ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کسی شخص کو غریب ونادار سمجھ کر زکوٰۃ دی مگر بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو مالدار ہے تو؟ فرمایا: اس کی ادا کردہ زکوٰۃ کافی نہیں ہے۔ (دوبارہ دے)۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از مکانِ مصلی اور یہاں باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ و ۴ و ۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

اگر کوئی شخص مؤمن نہ ہو اور اس اثناء میں کسی غیر مستحق کو زکوٰۃ دے اور بعد ازاں مؤمن ہو جائے تو دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے مگر اس کے علاوہ باقی سابقہ ادا کردہ عبادات کا اعادہ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود برید بن معاویہ عجلی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ہر وہ عمل اور کام جو کوئی شخص اپنی ناصبیت اور گمراہی کے دور میں بجالائے اور پھر خدائے منان اس پر احسان فرمائے اور اسے ولایت (اہل بیت کی دولت) عطا فرمائے تو اسے سابقہ عہد کے بجالائے ہوئے اعمال پر اجر وثواب ملے گا۔ سوائے زکوٰۃ کے کیونکہ وہ اسے بے محل صرف کرتا رہا ہے کیونکہ یہ اہل ولایت کے لیے ہے (لہٰذا اس کا اعادہ کرنا پڑے گا) لیکن نماز وحج اور روزہ کے قضا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ، بکیر، فضیل، محمد بن مسلم اور برید عجلی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام وحضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو بعض

باطل مسالک جیسے حروریہ (خارجی) مرجئہ، عثمانیہ اور قدریہ پر تھا پھر خدا نے اسے معرفت حق کی نعمت سے نوازا اور ان باطل مذاہب سے توبہ کرلی۔ اور صحیح العقیدہ بن گیا۔ آیا اس پر پڑھی نماز، کیے ہوئے حج، رکھے ہوئے روزہ یا ادا کی ہوئی زکوٰۃ کا اعادہ واجب ہے یا اعادہ ضروری نہیں ہے؟ فرمایا: سوائے زکوٰۃ کے اور کسی عمل کا اعادہ ضروری نہیں ہے ہاں البتہ زکوٰۃ کا اعادہ واجب ہے کیونکہ اس نے اسے بے محل صرف کیا ہے اس کے مستحق صرف اہل ولایت (مؤمن) ہیں۔ (الفروع، علل الشرائع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر عموماً یا خصوصاً دلالت کرین والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے، کچھ یہاں (باب ۱و۲ میں) اور کچھ مقدمہ عبادات (ج ۱، باب ۳۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴و۵ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

زکوٰۃ کو برمحل صرف کرنا اور اسے اس کے مستحقین تک پہنچانا واجب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ شہاب (بن عبد ربہ اسدی) آپؑ کو سلام عرض کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے خواب میں بڑی گھبراہٹ ہوتی ہے! فرمایا: اس سے کہنا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ چنانچہ میں نے امامؑ کا پیغام انہیں پہنچایا۔ انہوں نے کہا کہ ان کی خدمت میں عرض کرنا کہ مردتو بجائے خود بچے بھی جانتے ہیں کہ میں زکوٰۃ ادا کرتا ہوں! ولید بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان کا کلام امامؑ تک پہنچایا۔ امامؑ نے فرمایا: ان سے کہنا کہ بے شک تو زکوٰۃ ادا تو کرتا ہے مگر اسے برمحل صرف نہیں کرتا (مستحقین تک نہیں پہنچاتا)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ زرارہ اور محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زکوٰۃ اور صدقہ نہ تو (غیر مستحق) قریبی کو عطا کیا جا سکتا ہے اور نہ (مستحق) دور والے سے روکا جا سکتا ہے۔ (الفروع)

۳۔ علی بن عقبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے مال کی پوری زکوٰۃ ادا کرے اور پھر اسے برمحل صرف کرے (مستحقین کو دے) تو اس سے یہ سوال نہیں کیا جائے گا کہ اس نے مال کہاں سے حاصل کیا تھا؟ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء

طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب خدا کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو خازنانِ جنت میں سے ایک فرشتہ کو اس کے پاس بھیجتا ہے اور وہ آ کر اس کے سینہ پر ہاتھ پھیرتا ہے اور اس کا نفس زکوٰۃ دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنی وصیت میں فرمایا: میں زکوٰۃ کے معاملہ میں تمہیں خدا یاد دلاتا ہوں کیونکہ زکوٰۃ (کی آگ) تمہارے پروردگار کے قہر وغضب کی آگ کو بجھاتی ہے۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ داؤد اپنے بھائی عبداللہ سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھے ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا کہ وہ خواب میں بہت ڈرتا ہے اس کی عورت اس کے پاس آتی ہے (اور اسے ڈراتی ہے) یہاں تک کہ اس کے پڑوسی (خواب میں) اس کی چیخ و پکار سنتے ہیں! امامؑ نے فرمایا: اسے کہنا کہ یہ اس لیے ہے کہ تو زکوٰۃ نہیں دیتا! (چنانچہ عبداللہ نے واپس آ کر اس سے یہ بات کہی) اس نے کہا: بخدا میں ضرور زکوٰۃ دیتا ہوں (پھر عبداللہ نے امامؑ تک اس کی یہ بات پہنچائی) امامؑ نے فرمایا: اس سے کہنا کہ اگر دیتا ہے تو پھر اس کے اہل کو نہیں دیتا۔ (عقاب الاعمال، المحاسن)

۶۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فجیع عقیلی سے اور وہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ان کے والد (حضرت امیر علیہ السلام) نے ان کو جو طویل وصیت کی اس میں فرمایا: بیٹا! نماز کو وقت فضیلت پر پڑھنا۔ اور جب زکوٰۃ کا وقت آئے تو اسے اس کے مستحقین تک پہنچانا۔
(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از مکانِ مصلّی میں اور یہاں سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۵

مستحقین زکوٰۃ میں ایمان اور عقیدۂ ولایت شرط ہے سوائے مؤلفۃ القلوب، رقاب اور اطفال خورد سال کے اور اگر زکوٰۃ کا مستحق یا مؤمن نہ مل سکے تو زکوٰۃ ان کے پاس بھیج دے (جہاں وہ رہتے ہوں) اور اگر اس کا ملنا بالکل ہی مشکل ہو جائے تو مستضعف کو دینا بھی جائز ہے اور مستحق کے ملنے کا انتظار بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن سعد اشعری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے زکوٰۃ کے متعلق سوال کیا کہ غیر عارف کو دی جا سکتی ہے؟ فرمایا: نہ۔۔۔اور نہ ہی زکوٰۃ فطرہ اسے دی جا سکتی ہے۔ (الفروع، التہذیب، المقنعہ)

۲۔ علی بن سوید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں ایک مکتوب ارسال کیا جبکہ آپؑ زندان میں تھے۔ جس میں آپؑ کی احوال پرسی کے علاوہ بہت سے مسائل بھی پوچھے گئے تھے۔ امامؑ نے بڑا مفصل جواب دیا جس میں یہ بھی تھا کہ تو نے ان لوگوں (مخالفین) کو زکوٰۃ دینے کے بارے میں سوال کیا ہے تو اس کے حق دار تم لوگ ہو کیونکہ ہم نے یہ صرف تمہارے لیے حلال کی ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

(الروضۃ من الکافی)

۳۔ ضریس (کناسی) بیان کرتے ہیں کہ مدائنی (ابن مسکان) نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ہمارے پاس زکوٰۃ ہوتی ہے جو ہم اپنے مالوں سے نکالتے ہیں تو ہم وہ کس کو دیں؟ فرمایا: ولایت کے قائل کو! مدائنی نے عرض کیا کہ میں ایسے شہروں میں رہتا ہوں جہاں آپؑ کی ولایت کا کوئی قائل نہیں رہتا تو؟ فرمایا: جہاں وہ رہتے ہیں ان کے شہروں کی طرف بھیج دو۔ اور ان لوگوں کو ہرگز نہ دو کہ اگر تم کل کلاں (کسی مشکل وقت میں) ان کو بلاؤ تو وہ لبیک نہ کہیں اور پھر بخدا ذبح ہوگی (یعنی تم بے کسی سے ذبح ہو جاؤ گے)۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن بلال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ آیا میں زکوٰۃ یا صدقہ اپنے اصحاب (اہل ایمان) کے علاوہ دوسرے لوگوں کو دے سکتا ہوں؟ امامؑ نے مجھے جواب میں لکھا: صدقہ اور زکوٰۃ صرف اپنے اصحاب کو دو۔ (التہذیب)

۵۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے ناصبیوں (دشمنانِ اہل بیتؑ) اور زیدیہ (چار امامی) کو صدقہ دینے کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: ان کو صدقہ نہ دو۔ اور اگر ہو سکے تو ان کو پانی بھی نہ پلاؤ اور فرمایا: زیدیہ ناصبی ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ عبداللہ بن ابی یعفور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! زکوٰۃ کن لوگوں کے لیے ہے؟ فرمایا: تمہارے اصحاب (اہل ایمان) کے لیے! میں نے عرض کیا کہ اگر ان کی ضروریات سے بچ جائے تو؟ فرمایا: دوبارہ انہی کو دو۔۔۔! اگر پھر بھی ان سے بچ جائے تو؟ فرمایا: پھر بھی انہی کو دو۔ عرض کیا: اگر پھر بھی بچ جائے تو؟ فرمایا: انہی کو دو۔ پھر عرض کیا: اگر پھر بھی بچ جائے تو؟ فرمایا: پھر انہی کو دو۔ عرض کیا کہ کیا عام سوال کرنے والے کو دے دیں؟ فرمایا: نہ بخدا اسے مٹی کے سوا کچھ بھی نہ دو مگر یہ کہ تمہیں اس پر

ترس آ جائے۔ تو اسے روٹی کا ایک ٹکڑا دے دو پھر اپنا انگوٹھا اپنی انگلیوں کی جڑ پر رکھ کر فرمایا: اس قدر! (ایضاً)

۷۔ یعقوب بن شعیب حدّاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارا کوئی (مؤمن) آدمی کسی ایسی جگہ رہتا ہے جو آبادی سے دور ہے تو وہ اپنی زکوٰۃ کا کیا کرے؟ فرمایا: اپنے دینی بھائیوں اور اہل ولایت کو دے! عرض کیا: اگر وہاں ایسا کوئی شخص موجود نہ ہو تو؟ فرمایا: تو پھر جہاں وہ رہتے ہوں وہاں بھیجے۔ عرض کیا: اگر اسے کوئی وہاں پہنچانے والا شخص نہ مل سکے تو؟ فرمایا: ان کو دے جو ناصبی (ہمارے دشمن) نہ ہوں (مستضعف ہوں)۔۔۔ عرض کیا: اور ان کے علاوہ؟ (ناصبی کو؟) فرمایا: ان کے لیے صرف پتھر ہے۔ (ایضاً)

۸۔ ابراہیم اوسی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میں نے اپنے والد ماجد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میں ایک دن اپنے والد ماجد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں موجود تھا کہ انؑ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا کہ میں رئے کا رہنے والا ہوں۔ اور میرے پاس کچھ زکوٰۃ ہے وہ میں کسے دوں؟ امامؑ نے فرمایا کہ ہمیں دو! سائل نے عرض کیا کہ کیا صدقہ (زکوٰۃ) آپؑ پر حرام نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے (مگر میرا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارے موالیوں کو دو) کیونکہ جب تم ہمارے شیعوں کو دو گے تو گویا ہمیں دو گے۔ عرض کیا: میں کسی مستحق کو نہیں پہچانتا (یعنی نہیں پاتا) تو؟ فرمایا: ایک سال تک انتظار کرو۔ عرض کیا: اگر اس کے بعد بھی نہ پاؤں تو؟ فرمایا: دو سال تک انتظار کرو! یہاں تک کہ اسی طرح سوال و جواب کرتے ہوئے فریقین چار سال تک پہنچ گئے۔ پھر فرمایا: اگر اب بھی نہ مل سکے تو پھر اسے تھیلیوں میں بند کر کے سمندر میں ڈال دو (مگر مخالفین کو نہ دو) کیونکہ خداوند عالم نے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے مال کو ہمارے دشمنوں پر حرام قرار دیا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شاید امام کا یہ فرمان تعلیق الامر علی المحال کی قسم سے ہے (یعنی نہ ایسی صورت حال پیش آئے گی اور نہ زکوٰۃ سمندر میں پھینکنی پڑے گی) کیونکہ قبل ازیں یہ بات گزر چکی ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ خدا کوئی (مالی) فریضہ مقرر کرے اور اس کا کوئی محل (حقدار) موجود نہ ہو؟ یا: یہ فرمان غیر مؤمن کو زکوٰۃ نہ دینے کے مبالغہ پر مبنی ہے کیونکہ باوجود جستجو کے چار سال تک کوئی مستحق نہ مل سکے۔ یہ محال عادی ہے اور اگر بالفرض ایسا ہو بھی کہ (کوئی مستحق نہ مل سکے تو پھر سمندر میں پھینکنے کی نسبت) سبیل اللہ (ہر کارِ خیر) اور رقاب اور مستضعفین نزدیک ہیں ان کو دی جائے گی۔ واللہ العالم۔

۹۔ زرارہ اور محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: زکوٰۃ صرف ولایت اہل بیتؑ کے اقرار کرنے والوں کے لیے ہے۔ خداوند عالم نے اس کا محل و مقام اپنے قرآن میں واضح وعیاں کر دیا ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کو اپنے مکتوب میں لکھا کہ سوائے ان لوگوں کے جو اقرارِ ولایت کرنے میں مشہور ہیں اور کسی شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ (عیون الاخبار)

۱۱۔ عبدالسلام بن صالح ھروی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص جبر بہ بدعقیدہ کا قائل ہے اسے زکوٰۃ نہ دو اور نہ ہی ہرگز اس کی گواہی قبول کرو۔ (التوحید، عیون الاخبار)

۱۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ، بکیر، محمد بن مسلم اور برید سے اور یہ سب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زکوٰۃ کے مستحق صرف ولایت کے قائل لوگ ہیں۔ (المقنعہ)

۱۳۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی (طرف منسوب) تفسیر میں آیت مبارکہ ﴿وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ (نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو) کی تفسیر میں وارد ہے فرمایا: نماز قائم کرو یعنی اس کا وضو، تکبیرات، قیام، قرأت، رکوع، سجود اور حدود مکمل کرو اور زکوٰۃ دو اس کے مستحق کو، اور کسی کافر، منافق اور ناصبی کو نہ دو۔
(تفسیر المنسوب الی العسکریؑ)

۱۴۔ اسی تفسیر میں وارد ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے دشمنوں کو صدقہ (وزکوٰۃ) دینے والا ایسا ہے جیسے حرم میں چوری کرنے والا۔ (ایضاً)

۱۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا زکوٰۃ صرف اہل ولایت کے لیے ہے؟ فرمایا: ہاں خدا نے یہ بات قرآن کے ایک حصہ میں بیان کر دی ہے (کہ اہل ولایت ہی کا حق ہے)۔ (قرب الاسناد)

۱۶۔ جناب کشی اپنی کتاب میں باسناد خود عبداللہ الحلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان سے کسی آدمی نے یہ سوال کیا تھا کہ میں گائے، بھیڑ بکری کے بچے زکوٰۃ میں دیا کرتا ہوں تو آیا ان کو دوں یا نہ دوں؟ فرمایا: بلکہ ان کو دو۔ کیونکہ خداوند عالم نے اس امر (اہل ولایت) کو جہنم پر حرام قرار دیا ہے۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ و ۳ و ۴ اور اس سے پہلے باب ۱۰ از ما

تجب فیہ الزکوٰۃ اور باب ۱۴ از زکوٰۃ انعام، اور باب ۱۱ از زکوٰۃ ذہب) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ و ۷ و ۱۶ و ۲۷ میں اور باب ۶ از فطرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

اہل ایمان کے اطفال خورد سال کو زکوٰۃ میں سے دینا جائز ہے اگرچہ اس مال سے ان کی ضروریات خرید کر دی جائیں یہاں تک کہ بالغ ہو جائیں تب ان میں ایمان معتبر ہوگا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص (مؤمن) مر جاتا ہے اور اہل وعیال (خورد سال) چھوڑ جاتا ہے آیا ان کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں! تا کہ ان کی نشو ونما ہو اور وہ بالغ ہوں۔ اور اگر یہ سلسلہ قطع ہو جائے تو ان کی گزر اوقات کہاں سے ہوگی؟ راوی نے عرض کیا کہ وہ ہنوز معرفت (حق) تو نہیں رکھتے؟ فرمایا: ان کے مرنے والے کا لحاظ کیا جائے گا اور ان کے باپ کا دین و مذہب احسن طریقہ پر ان پر پیش کیا جائے گا۔ امید تو یہی ہے کہ وہ اپنے باپ کا دین و مذہب قبول کرنے میں دیر و درنگ نہیں کریں گے اور اگر بالغ ہو کر تم سے (اور تمہارے مذہب سے) منہ موڑ جائیں تو پھر ان کو نہ دو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو خدیجہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ایک مسلمان (مؤمن) مر جائے تو اس کی اولاد کو اسی طرح زکوٰۃ اور فطرہ دیا جائے جس طرح ان کے باپ کو دیا جاتا تھا! یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں! پس جب بالغ ہو جائیں (تو اب دیکھا جائے گا) اگر تو اسی طرح حق کی معرفت رکھیں جس طرح ان کا باپ رکھتا تھا تو ان کو زکوٰۃ دی جائے گی اور اگر ناصبی بن جائیں تو پھر نہیں دی جائے گی۔ (الفروع)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مسلمانوں (اہل ایمان) کے عیال واطفال کو زکوٰۃ دوں۔ (بایں طور کہ) اس سے ان کے لیے کپڑے اور خورد ونوش کی چیزیں خرید کر لاؤں کیونکہ یہ چیزیں ان کے لیے زیادہ مناسب ہیں؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۷

جو شخص اصول عقائد میں عقیدۂ حق کا مخالف ہو یعنی بدعقیدہ ہو جیسے مجسّمہ، مجبرہ، واقفیہ اور نواصب وخوارج وغیرہ تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود ابراہیم بن ابی محمود سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ خدا لوگوں کو گناہوں پر مجبور کرتا ہے اور ان کو تکلیف مالا یطاق دیتا ہے تو اسے زکوٰۃ میں سے کچھ نہ دو۔ (عیون الاخبار)

۲۔ حسن بن عباس بن جریش بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے اور وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کی جسمانیت کا قائل ہے اسے زکوٰۃ نہ دو۔ اور نہ ہی ان کے پیچھے نماز پڑھو۔ (التوحید، التہذیب)

۳۔ جناب کشیؒ باسنادخود عبدالملک بن ہشام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص عقیدہ توحید میں ہشام کے مخالف ہے اس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟ امامؑ نے سر کے اشارہ سے فرمایا کہ نہ! (رجال کشی)

۴۔ نیز کشیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جبرئیل بن احمد کی کتاب میں ان کے خط سے پڑھا ہے وہ باسنادخود یونس (یوسف) بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا میں ان لوگوں کو زکوٰۃ دے سکتا ہوں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ آپؑ کے والد ماجدؑ زندہ ہیں (شہید نہیں ہوئے)؟ فرمایا: ان کو کچھ نہ دو کیونکہ یہ کافر، مشرک اور زندیق ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ نیز کشیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جبرئیل بن احمد کے خط سے پڑھا ہے اور وہ باسنادخود اقرع سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ ہمارے ہاں کچھ ایسے لوگ رہتے ہیں جو یونس کے ہم خیال ہیں۔ آیا میں ان کو زکوٰۃ دے سکتا ہوں۔ امامؑ نے مجھے لکھا کہ ''ہاں ان کو دو۔ کیونکہ یونس پہلے وہ شخص ہیں جو حضرت علی علیہ السلام کو سب سے پہلے لبیک کہیں گے جبکہ وہ انہیں بلائیں گے۔'' (ایضاً)

۶۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام (کی طرف منسوب تفسیر میں ہے) اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ زکوٰۃ کا مستحق کون ہے؟ فرمایا: محمد و آل محمد علیہم السلام کے ضعیف و کمزور شیعہ جن کی معرفت قوی نہیں ہے اور وہ جن کی بصیرت قوی ہے اور اولیاء اللہ کی ولایت اور ان کے دشمنوں سے برأت کا عقیدہ پختہ رکھتے ہیں وہ تمہارے دینی بھائی ہیں وہ ماں باپ کے رشتہ داروں سے بھی تمہارے زیادہ قریبی ہیں اور جہاں تک مخالفین کا تعلق ہے تو ان کو نہ زکوٰۃ دو اور نہ صدقہ کیونکہ ہمارے موالی اور شیعہ ہم میں سے ہیں اور ہم سب جس پر واحد کی مانند ہیں۔ ہماری جماعت پر زکوٰۃ اور صدقہ حرام ہے لہٰذا تم جو کچھ اپنے بابصیرت دینی بھائیوں کو دو وہ نیکی کی مد سے دو اور ان کو زکوٰۃ وصدقات سے بلند و بالا رکھو۔ اور ان کو اپنی میل کچیل سے منزہ رکھو۔ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اپنے ہاتھ کی میل دھو کر اپنے مؤمن بھائی پر ڈالو؟ اور گناہوں کی میل تو بدن کی میل سے بھی زیادہ سخت ہے۔ پس ان سے اپنے بھائیوں کو آلودہ نہ کرو اور اپنے صدقات و زکوٰۃ آل محمد علیہم السلام کے دشمنوں اور ان کے دشمنوں کے دوستوں کو بھی نہ دو۔ کیونکہ جو شخص ہمارے دشمنوں کو صدقہ دیتا ہے وہ ایسا ہے جیسے خدا کے اور میرے حرم میں چوری کرنے والا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! جو لوگ مستضعف ہیں اور جاہل ہیں نہ ان کو ہماری مخالفت کا کوئی علم ہے اور نہ ہی وہ ہمارے معاند ہیں تو ان کو دے سکتے ہیں؟ فرمایا: ان میں سے ایک شخص کو ایک درہم سے کم دو اور ایک روٹی سے کم دو پھر فرمایا: اس کے بعد تم جو نیکی و احسان کرنا چاہو اور کلاب الناس کی زبانوں کے شر سے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنا چاہو (اور اس سلسلہ میں ان لوگوں کو کچھ دو تو) وہ تمہارے صدقات میں شمار ہوگا)۔

(تفسیر منسوب بامام حسن عسکریؑ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ از جماعت اور یہاں باب ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ)۔ اور اس حدیث میں بابصیرت شیعوں کو جو زکوٰۃ دینے کی ممانعت کی گئی ہے یہ استحباب اور بلا ضرورت پر محمول ہے۔ بشرطیکہ ان کو غیر زکوٰۃ سے بقدر ضرورت مال دے دیا جائے یا زکوٰۃ سے مگر ان کو بتایا نہ جائے۔ کما تقدم۔

باب ۸

اس فقر کی حد جس کے ساتھ زکوٰۃ کا لینا جائز ہو جاتا ہے۔ یہ ہے کہ آدمی اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سال بھر کے اخراجات کا مالک نہ ہو۔ نہ بالفعل اور نہ بالقوہ جیسے کہ اہل صنعت و حرفت ہوتے ہیں۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی نو (۹) کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس شخص کے پاس سات سو (درہم) ہیں وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے! جبکہ اس کے پاس اس کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ جس شخص کے پاس سات سو (درہم) ہوں اس پر تو خود زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ (وہ لے کس طرح سکتا ہے؟) فرمایا: اس کی زکوٰۃ اس کے اہل و عیال پر صدقہ ہو جائے گی اور لے صرف اس صورت میں سکے گا جب صرف سات سو پر اعتماد کرے گا۔ (اور اس کے پاس کچھ نہ ہوگا) کیونکہ یہ سات سو تو سال ختم ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں گے۔ اور جو شخص کسی صنعت و حرفت کا مالک ہو اور اس کے پاس اس قدر (مال) موجود ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو تو اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ زرارہ بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ صاحب حرفت، صاحب طاقت اور صاحب قوی کے لیے زکوٰۃ جائز نہیں ہے لہٰذا اس سے اجتناب کرو۔

(الفروع، المقنعہ)

۳۔ معاویہ بن وھب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: مالدار، طاقتور اور صحیح الاعضاء آدمی کے لیے زکوٰۃ (لینا) جائز نہیں ہے۔ امامؑ نے فرمایا: ہاں مالدار کے لیے روا نہیں ہے۔

(الفروع، کذا فی قرب الاسناد عن علی علیہ السلام)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس آٹھ سو درہم ہیں وہ موزے فروخت کرتا ہے۔ کثیر العیال ہے۔ آیا وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے؟ فرمایا: اے ابومحمد! آیا ان درہموں سے اس قدر کما لیتا ہے کہ جس سے اپنے اہل و عیال کے نان و نفقہ کا انتظام کر سکے اور کچھ بچا بھی سکے؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: بچت کس قدر ہے؟ عرض کیا: یہ معلوم

نہیں ہے! فرمایا: اگر اس کی (یومیہ) بچت اس کی (یومیہ) خرچہ کے نصف کے برابر ہے تو پھر نہیں لے سکتا ہے اور اگر اس سے کم ہے تو پھر لے سکتا ہے! راوی نے عرض کیا (کہ جب زکوٰۃ لے نہیں سکتا تو) کیا اُس پر اپنے مال میں زکوٰۃ واجب ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: وہ کیا کرے؟ فرمایا: اپنے اہل وعیال کے طعام ولباس میں کھلا خرچ کرے اور اس سے کچھ رقم بچا کر اوروں (مستحقوں) کو دے دے۔ اور جو اس نے زکوٰۃ وصول کی ہے اسے اپنے اہل و عیال پر تقسیم کر دے تا کہ ان کو عام لوگوں کے ساتھ شامل کر دے۔ (الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں زکوٰۃ کے عدم استحقاق میں نان ونفقہ پر قادر ہونے کے علاوہ نصف خرچہ کی بچت کا جو لحاظ کیا گیا ہے (حالانکہ اس سلسلہ میں صرف اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ کا مالک ہونا کافی ہے) تو ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ اس بچت کو کپڑوں اور دیگر ضروریات پر صرف کر سکے کیونکہ یہ اخراجات نان ونفقہ میں شامل نہیں ہیں یا خود اپنے خرچ وخوراک میں صرف کر سکے کیونکہ خود تو عیال میں داخل نہیں ہے اور ممکن ہے کہ یہ مراد ہو کہ وہ اس سے اخراجات میں وسعت دے کیونکہ اس سلسلہ میں تنگی اور کنجوسی ضروری نہیں ہے۔

۵۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کسی شخص کے پاس سات سو درہم ہوں مگر کوئی صنعت وحرفت نہ ہو تو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اور انہی میں سے زکوٰۃ ادا بھی کرے گا۔ اور کچھ سے اپنے اہل وعیال کے لیے نان ونفقہ بھی خریدے گا۔ اور باقیماندہ رقم اپنے ساتھیوں کو بھی دے گا۔ (اور اگر کمی محسوس ہوئی تو زکوٰۃ لے کر پوری کر لے گا) اور اگر اس کے پاس صرف پچاس درہم ہوں مگر کوئی ایسا ہنر جانتا ہو جس سے اپنے اہل وعیال کا نان ونفقہ حاصل کر سکے تو اس کے لیے زکوٰۃ حلال نہ ہوگی۔ (علل الشرائع)

۶۔ علی بن اسماعیل دغشی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس ایک دن کا خرچہ موجود ہے تو آیا اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے؟ اور اگر اسے مانگے بغیر کچھ دیا جائے تو اس کے لیے قبول کرنا جائز ہے؟ فرمایا: اگر مہینہ بھر کا خرچہ بھی رکھتا ہو تو سال بھر کا خرچہ لے سکتا ہے! کیونکہ زکوٰۃ سال سے سال تک ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مالدار، طاقتور، صحیح الاعضاء، ہنرمند اور تومند آدمی کے لیے جائز نہیں ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو اس سے روک سکتا ہے اس کے لیے زکوٰۃ وصول کرنا جائز نہیں ہے۔

(معانی الاخبار)

۸۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ فرمایا: صدقہ (زکوٰۃ) مالدار، طاقتور اور صحیح الاعضاء کے لیے جائز نہیں ہے؟ فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف یہ فرمایا ہے کہ مالدار کے لیے جائز نہیں ہے۔ یہ نہیں فرمایا طاقتور اور صحیح الاعضاء کے لیے جائز نہیں ہے۔ (الفقیہ، معانی الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس میں چند احتمال ہیں: (۱) علی الاطلاق ایسا نہیں فرمایا بلکہ اس قید کے ساتھ کہ جب اس سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہو۔ (۲) ممکن ہے یہ حدیث دو بار ارشاد فرمائی ہو۔ ایک بار اس اضافہ کے بغیر اور دوسری بار اس کے ساتھ۔ (واللہ العالم)

۹۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسنادِ خود یونس بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جس شخص کے پاس سال بھر کے اخراجات موجود ہوں اس پر زکوٰۃ حرام ہے اور جس شخص کے پاس سال کے اخراجات موجود ہوں۔ اس پر فطرہ واجب ہے اور جو شخص اپنے فقر وفاقہ کی وجہ سے زکوٰۃ وصول کرے اس کے لیے سنت مؤکدہ ہے اور جو شخص خود لوگوں سے فطرہ لے اس پر فطرہ دینا سنت ہے مگر مؤکدہ نہیں ہے اور نہ ہی فرض۔ (المقنعہ)

باب ۹

ایک فقیر زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ اس کے پاس خادم، سواری کا جانور اور ضروری مکان موجود ہو۔ ہاں البتہ سال بھر کی ضروریاتِ زندگی سے زیادہ نہیں لے سکتا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا مکان اور خادم رکھنے والا شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! مگر یہ کہ اس کا مکان غلہ کا گودام ہو اور اسے اس سے اس قدر آمدنی ہو جائے جو اس کے اہل وعیال کی ضروریات کے لیے کافی ہو۔ ہاں اگر اس کی آمدنی اور اس کے اہل وعیال، طعام، لباس اور دیگر ضروریات کے لیے بغیر اسراف کے کافی نہ ہو۔ تو پھر لے سکتا ہے۔ اور اگر آمدنی کافی ہو تو پھر نہیں لے سکتا۔ (الفروع، التہذیب، المقنعہ، الفقیہ)

۲۔ ابن اذینہ کئی ایک اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام وحضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کے پاس مکان، خادم یا غلام موجود ہے۔ آیا وہ زکوٰۃ قبول کرسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کیونکہ مکان اور خادم مال نہیں ہیں۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ اسماعیل بن عبدالعزیز اپنے باپ (عبدالعزیز) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اور ابوبصیر حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابوبصیر نے آپؑ سے سوال کیا کہ ہمارا ایک دوست ہے جس کے پاس ایک ایسا مکان موجود ہے جو قیمتی چار ہزار درہم ہے۔ نیز اس کے پاس ایک کنیز اور ایک غلام بھی ہے جو اونٹ پر پانی مہیا کرتا ہے جس سے اونٹ کے چارہ کے علاوہ دو سے چار درہم تک کما لیتا ہے مگر اس کے اہل و عیال ہیں (جن کی ضروریات کے لیے یہ آمدنی کافی نہیں ہے) آیا وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ ابوبصیر نے عرض کیا باوجودیکہ اس کے پاس یہ ملکیت ہے؟ فرمایا: اے ابومحمد! کیا تم مجھ سے یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں اسے حکم دوں کہ وہ مکان فروخت کر دے؟ حالانکہ وہ اس کا ذریعۂ عزت ہے اور اس کی جائے ولادت ہے یا اسے حکم دوں کہ وہ خادم کو بیچ دے جو اسے اور اس کے اہل و عیال کو سردی و گرمی سے بچاتا ہے اور اس کی اور اس کے عیال کی عزت و آبرو کی حفاظت کرتا ہے! یا اسے حکم دوں کہ وہ اپنے اونٹ کو فروخت کر دے جو کہ اس کا ذریعۂ معاش ہے؟ بلکہ اس کے لیے جائز ہے کہ وہ زکوٰۃ وصول کر لے جو کہ اس کے لیے حلال ہے اور اپنا گھر، غلام اور اونٹ فروخت نہ کرے۔ (الفروع)

۴۔ جناب علی بن جعفرؒ اپنی کتاب میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا اس شخص کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے جس کے پاس سواری کا جانور موجود ہو؟ فرمایا: ہاں اور اس کو بھی دی جا سکتی ہے جس کے پاس مکان اور غلام ہو! فرمایا: مکان مال شمار نہیں ہوتا (کیونکہ یہ بنیادی ضروریاتِ زندگی سے ہے)۔ (بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۸ میں) گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

جس شخص کے پاس اس قدر سامان ضرب و حرب موجود ہو جس کی قیمت اس کے سال بھر کے اخراجات کے لیے کافی ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے بلکہ اس پر واجب ہے کہ اس سامان کو فروخت کر کے وقت گزارے بشرطیکہ اسے اس کی سخت ضرورت نہ ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب ابن ادریس حلیؒ حسن بن محبوب کی کتاب المشیخہ کے حوالہ سے عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس سامان حرب و ضرب موجود ہے۔ اور وہ ہے غریب۔ آیا اسے فروخت کر کے اپنے اہل و عیال کے نان و نفقہ پر صرف کرے یا زکوٰۃ

وصول کرے؟ فرمایا: اسے فروخت کر کے اس کی قیمت اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸ میں) ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی لحاظ سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۱

وہ شخص جس کا نان ونفقہ کسی شخص پر واجب ہو مگر وہ اسے تمام ضروریات مہیا نہ کرے یا اسے وسعت نہ دے تو اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کا باپ یا چچا یا بھائی موجود ہے جو اس کی ضروریات پوری کرتا ہے آیا وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے تا کہ اس طرح اسے وسعت حاصل ہو جائے اگر وہ لوگ اس کی ضروریات وسعت سے پوری نہ کرتے ہوں؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، المقنعہ)

باب ۱۲

اس شخص کا حکم جس کے پاس مال موجود ہو جس سے تجارت کرتا ہو مگر اس کا نفع اس کی اور اس کے اہل وعیال کے سال بھر کی ضروریات کیلئے کافی نہ ہو یا کوئی اور ذریعہ معاش تو ہو مگر کافی نہ ہو؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وھب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس تین سو یا چار سو درہم ہیں اور وہ عیال دار ہے اور وہ ہنر مند بھی ہے۔ مگر اسے اس میں سے نان ونفقہ میسر نہیں ہوتا۔ آیا تنگی کے ساتھ اسی پر گزر بسر کرے اور زکوٰۃ نہ لے یا زکوٰۃ لے سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ اپنی بچت کو دیکھے۔ پھر اس سے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ کا جس قدر بندوبست ہو سکتا ہے وہ کر لے! اور جو بچ جائے (کمی ہو) وہ زکوٰۃ سے پوری کرے اور اصل سرمایہ رہنے دے۔ اسے صرف نہ کرے۔ (الفروع)

۲۔ سماعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سات سو درہم والے کے لیے بھی زکوٰۃ حلال ہوتی ہے اور پچاس درہم والے پر حرام۔ راوی نے عرض کیا: وہ کس طرح؟ فرمایا: وہ اس طرح کہ سات سو درہم والا کثیر العیال ہے اگر وہ اس تمام رقم کو ان پر تقسیم بھی کر دے تو ان کے لیے کافی نہیں ہے۔

پس وہ اپنی ذات کو تو زکوٰۃ سے بچا سکتا ہے مگر اپنے عیال کے لیے لے سکتا ہے۔ اور پچاس والے پر اس طرح حرام ہے کہ وہ تنہا ہے اور ہے بھی صاحب صنعت وحرفت۔ وہ اس ہنر سے اس قدر کما لیتا ہے جو اس کے لیے کافی ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے سوال کیا کہ کون شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے؟ فرمایا: وہ ان لوگوں کے لیے حلال ہے جن کا خدا نے اپنی کتاب میں تذکرہ کیا ہے: ﴿لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسَاكِيْنِ وَ الْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغَارِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ﴾ پھر فرمایا: زکوٰۃ کبھی سات سو درہم والے آدمی کے لیے بھی حلال ہوتی ہے اور پچاس والے پر حرام تا آخر کما تقدم۔ (التہذیب)

۴۔ ہارون بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا: صدقہ (زکوٰۃ) مالدار، طاقتور اور صحیح الاعضاء آدمی کے لیے روا نہیں ہے؟ فرمایا: (ہاں) مالدار کے لیے روا نہیں ہے! راوی نے عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس کل تین سو درہم ہیں جن کو اس نے کاروبار میں لگایا ہوا ہے اور وہ ہے عیال دار۔ اگر وہ اصل پونجی کی طرف متوجہ ہو تو اس کے اہل و عیال اسے کھا جائیں گے اور اس کا نفع ان کو کافی نہ ہوگا تو؟ فرمایا: (اصل سرمایہ چھوڑ کر) اس کی بچت کو دیکھے اسے خود بھی کھائے اور جس قدر اپنے اہل وعیال کے لیے گنجائش ہو ان کو بھی کھلائے اور جن کے لیے یہ کافی نہ ہو ان کے لیے زکوٰۃ لے سکتا ہے! (ایضاً)

۵۔ زرارہ اور محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جس شخص کے پاس صرف چالیس درہم ہوں اور ان پر سال گزر جائے اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے اور اگر لے گا تو حرام لے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب وہ شخص محتاج نہ ہو جس کا قرینہ یہ ہے کہ چالیس درہم اس کے پاس سال بھر پڑے رہے ہیں اور اس نے ان کو صرف نہیں کیا۔

باب ۱۳

جن لوگوں کا نان ونفقہ شرعاً آدمی پر واجب ہو وہ ان کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا اور وہ اس کے ماں باپ اور اجداد ہیں اور اولاد وازواج اور مملوکہ کنیز وغلام ہیں نہ کہ دوسرے رشتے دار۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود عبدالرحمٰن بن الحجاج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ شخص ایسے ہیں جن کو کچھ بھی زکوٰۃ نہیں دی جائے گی: (۱) باپ۔ (۲) ماں۔ (۳) اولاد۔ (۴) مملوک۔ (۵) بیوی۔ کیونکہ یہ اس کے (واجب النفقہ) عیال ہیں۔ جو اس کے لیے لازم ہیں۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ اسحاق بن عمار ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ کون سے رشتہ دار ہیں جن کا نان ونفقہ مجھ پر واجب ہے تاکہ میں ان کو زکوٰۃ نہ دوں؟ فرمایا: (۱) تیرا باپ۔ (۲) تیری ماں۔ راوی نے عرض کیا: میرے ماں باپ؟ فرمایا: ہاں والدین اور اولاد۔ (ایضاً)

۳۔ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا کہ وہ بھائی، بہن، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کو دی جا سکتی ہے! ہاں البتہ دادا دادی کو نہیں دی جا سکتی۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ شخص ایسے ہیں جن کو اپنی زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔ اولاد، والدین، بیوی، مملوک۔ کیونکہ آدمی کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے نان ونفقہ کا اہتمام کرے۔ (علل الشرائع، الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۴ و ۱۵ اور) باب النکاح میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

آیا واجب النفقہ افراد کو اس غرض سے زکوٰۃ دینا جائز ہے کہ وہ اپنے ضروری اخراجات میں وسعت حاصل کر سکیں یا جائز نہیں ہے؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس آٹھ سو درہم ہیں اور اس کے ایک بیٹے کے پاس دو سو درہم

ہیں۔ اور اس کے دس اہل وعیال ہیں وہ ان کو اس رقم سے قوت لا یموت دیتا ہے اور وہ کوئی صنعت وحرفت بھی نہیں رکھتا بلکہ وہ اس رقم کو کاروبار میں لگاتا ہے۔ کئی کئی ماہ تک پیسہ غائب رہتا ہے پھر وہ اس کی بچت سے استفادہ کرتا ہے! کیا اس کے لیے یہ جائز ہے کہ جب زکوٰۃ ادا کرنے کا وقت آئے تو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر کے اپنے اہل و عیال کو دے تاکہ اس طریقہ سے ان کے نان ونفقہ میں وسعت وکشادگی پیدا ہو؟ فرمایا: ہاں۔ (جائز ہے)۔ مگر کچھ مقدار زکوٰۃ۔ (اگرچہ بقدر) ایک درہم ہی ہو (نہ کہ سب)۔ (الفروع)

۲۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس ایک ہزار درہم ہے جس سے وہ کاروبار کرتا ہے اور اس مال میں اس پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہے! اور اسے اس رقم سے اس قدر بچت ہو جاتی ہے کہ جس سے اس کے اہل وعیال کی روٹی اور کپڑے کا بندوبست تو ہو جاتا ہے مگر سالن کی گنجائش نہیں نکلتی۔ تو؟ فرمایا: کچھ تھوڑی یا زیادہ زکوٰۃ نکال کر ایسے شخص کو دے جس کے لیے حلال ہے۔ اور باقی ماندہ اپنے اہل وعیال پر صرف کرے۔ یعنی اس سے اپنے عیال کے لیے سالن پکانے کی چیزیں خریدے۔ مگر اسراف نہ کرے۔ اور خود بھی اس سے نہ کھائے کیونکہ یہ فقیر مالک ہے اور یہ مالدار سے زیادہ مسرف ہوتا ہے! راوی نے عرض کیا کہ بھلا فقیر آدمی مالدار سے زیادہ مسرف کس طرح ہو سکتا ہے؟ فرمایا: مالدار اس مال سے اسراف کرتا ہے جو اسے عطا کیا گیا ہے مگر فقیر اس مال سے اسراف کرتا ہے جو اسے دیا ہی نہیں گیا۔ (ایضاً)

۳۔ اسماعیل بن عمران قمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ میری اولادِ ذکور واناث ہے۔ آیا میرے لیے جائز ہے کہ اپنی زکوٰۃ میں سے ان کو کچھ دے دوں؟ امامؑ نے جواباً لکھا: ہاں تمہارے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔ (الفروع، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو نان ونفقہ کی واجبی مقدار سے زائد پر وسعت وکشادگی کی غرض سے دینے پر محمول کیا ہے۔

۴۔ محمد بن جزک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام[1] صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا میں اپنے مال کا دسواں حصہ (زکوٰۃ) اپنی بیٹی کی اولاد کو دے سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ ابھی اوپر گزر چکی ہے (کہ یہ نفقہ میں توسعہ پر محمول ہے۔ نہ کہ واجبی مقدار پر) اور ممکن ہے کہ یہ اس صورت پر محمول ہو کہ جب نواسوں کا خرچہ نانا پر فرض نہ ہو بلکہ ان بچوں کے والد پر فرض

---

[1] بظاہر امام صادق علیہ السلام سے مراد امام علی نقی علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ محمد بن جزک انہی کے اصحاب میں سے ہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں اس نام کا کوئی صحابی کتب رجال میں مذکور نہیں ہے۔ واللہ العالم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہو۔ مگر وہ ان کے تمام ضروریات پورے نہ کرے (تو اس شکل میں نانا زکوٰۃ سے دے سکتا ہے) نیز ممکن ہے کہ عشر سے مراد زکوٰۃ نہ ہو (بلکہ ویسے مال کا دسواں حصہ مراد ہو۔ واللہ العالم)۔

۵۔ علی بن یقطین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک ایسا شخص مر گیا ہے جس کے ذمہ زکوٰۃ تھی اور اس نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے زکوٰۃ ادا کی جائے مگر اس کی اولاد محتاج ہے اگر وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں تو ان کو سخت مالی نقصان ہوگا تو؟ فرمایا: زکوٰۃ نکال کر خود لے لیں۔ ہاں اس کی تھوڑی سی مقدار کسی اور مستحق کو دے دیں۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام اس کی وجہ (نان ونفقہ میں وسعت کی خاطر دینا) گزر چکی ہے۔ علاوہ بریں یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ کسی شخص کے مر جانے کے بعد تو اس پر اس کی اولاد کا نفقہ واجب نہیں ہوتا۔

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو لوگ تمہارے اہل وعیال ہیں ان میں سے کسی کو اپنی زکوٰۃ نہ دو۔ پھر فرمایا کہ جس شخص کے پاس پانچ سو درہم ہوں اور وہ کثیر العیال ہو تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ وہ اس رقم کو اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ اور کپڑے میں وسعت وکشادگی پر صرف کرے اور اگر اس کے اہل وعیال نہ ہوں بلکہ تنہا ہو تو پھر زکوٰۃ کو ایسے لوگوں میں تقسیم کرے جن میں کوئی (نمایاں) عیب نہ ہو جو بے سوال ہوں۔ کسی سے کچھ نہ مانگتے ہوں اور فرمایا: ساری زکوٰۃ صرف اپنے رشتہ داروں کو نہ دو کیونکہ کچھ دوسرے مسلمانوں (اہل ایمان) میں بھی تقسیم کرو اور فرمایا: زکوٰۃ اس شخص کے لیے بھی حلال ہے جو مکان اور خادم رکھتا ہو اور جس کے پاس پانچ سو (۵۰۰) درہم بھی ہوں جبکہ ہو عیال دار (جن کی ضروریات کے لیے یہ رقم کافی نہ ہو)۔ اور اس پانچ سو درہم کی زکوٰۃ کو عیال کے نان ونفقہ کے توسعہ پر صرف کرے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۸ میں) مؤنۃ السنۃ کی حدیثوں میں کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عیال کے اہل وعیال کے نفقہ کی وسعت پر زکوٰۃ صرف کی جا سکتی ہے۔

باب ۱۵

وہ رشتہ دار جن کا نان ونفقہ آدمی پر واجب نہ ہو ان کو زکوٰۃ دینا نہ صرف جائز ہے بلکہ تمام زکوٰۃ یا اس میں سے کچھ انہی کو دینا مستحب ہے بشرطیکہ مستحق ہوں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی

رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپؑ کے موالیوں میں سے ایک ایسا شخص ہے جس کے تمام رشتہ دار آپؑ کی امامت کے قائل ہیں اور اس کے پاس کچھ زکوٰۃ ہے آیا وہ سب ان کو دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔

(الفروع، التہذیب والاستبصار)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے کچھ رشتہ دار ہیں جن میں سے کچھ کو خرچہ دیتا ہوں اور بعض کو بعض پر ترجیح دیتا ہوں! یہاں تک کہ میرے زکوٰۃ ادا کرنے کا وقت آ جاتا ہے۔ آیا میں اس سے کچھ ان کو دے سکتا ہوں؟ امامؑ نے فرمایا: آیا وہ مستحق ہیں؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: وہ دوسروں سے افضل ہیں (بے شک) ان کو دو۔ (ایضاً)

۳۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی تمام زکوٰۃ اپنے خاندان میں تقسیم کر دیتا ہے جو کہ سب آپؑ کے موالی ہیں؟ فرمایا: ہاں (جائز ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوخدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اپنی تمام زکوٰۃ صرف اپنے رشتہ داروں کو ہی نہ دو بلکہ کچھ ان کو دو اور کچھ دوسرے مسلمانوں (اہل ایمان کو) دو۔ (التہذیبین)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے جبکہ رشتہ داروں کو تمام زکوٰۃ کی ضرورت نہ ہو یا ان کی ضرورت صرف زکوٰۃ کے کچھ حصہ سے پوری ہو جائے!

۵۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: اپنے مخالف رشتہ دار کو دینا۔ (المقنعہ)

۶۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (عام) صدقہ دس (نیکیوں) کے برابر ہوتا ہے اور اگر بطور قرض دیا جائے تو اٹھارہ کے برابر، برادرانِ دینی کو دیا جائے تو بیس کے برابر اور اگر صلہ رحمی پر خرچ کیا جائے تو چوبیس نیکیوں کے برابر ہوتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۳ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۶ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

رشتہ دار اگر مؤمن نہ ہوں تو ان کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے ایک شخص نے سوال کیا جبکہ میں سن رہا تھا کہ آیا میں زکوٰۃ اپنے ان رشتہ داروں کو دے سکتا ہوں جو آپ کی معرفت نہیں رکھتے؟ فرمایا: زکوٰۃ نہ دے مگر مسلمان (اہل ایمان) کو اور ان (غیر مؤمنین) کو کسی اور مد سے دو۔۔۔ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم خیال کرتے ہو کہ مال میں صرف زکوٰۃ واجب ہے! بلکہ خدا نے زکوٰۃ کے علاوہ مال میں جو چیزیں فرض کی ہیں ان کی تعداد زیادہ ہے! اس میں سے رشتہ داروں کو دو، سر راہ سوال کرنے والے کو دو۔ جب تک اس کے ناصبی ہونے کا علم نہ ہو اسے دے سکتے ہو۔ ہاں جب اس کی ناصبیت کا علم ہو جائے تو پھر اسے نہ دو مگر یہ کہ اس کی زبان کے شر سے بچنے کے لیے اسے کچھ دو۔ تو اس صورت میں اسے کچھ رقم دے کر اس سے اپنے دین و ایمان اور عزت و ناموس کو خریدو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس زکوٰۃ موجود ہے اور اس کے غریب رشتہ دار بھی ہیں مگر وہ حق کی معرفت نہیں رکھتے آیا ان کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ اور ان کے لیے کوئی عزت نہیں ہے! وہ زکوٰۃ کو اپنا مال بچانے کی ڈھال نہ بنائے۔ اگر چاہتا ہے تو زکوٰۃ کے علاوہ کسی مد سے ان کو دے۔ (ایضاً)

۳۔ احمد بن محمد بن ابو نصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے کچھ رشتہ دار کچھ حبدار اور کچھ پیروکار ایسے ہیں جو حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے تو محبت رکھتے ہیں مگر اس امر (امامت) کے حامل (دوسرے آئمہ طاہرین علیہم السلام) کو نہیں پہچانتے۔ آیا ان کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟ فرمایا: نہ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵ و ۷ و ۱۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۷

شراب خوار کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔ ویسے زکوٰۃ کے مستحق میں عدالت کی شرط نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد صرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام

علی نقی علیہ السلام) سے سوال کیا کہ آیا شراب خوار کو زکوٰۃ میں سے کچھ دی جاسکتی ہے؟ فرمایا: نہ۔

(التہذیب، المقنعہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود بشر بن بشار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام علی نقی علیہ السلام) سے پوچھا کہ مؤمن کو زکوٰۃ دینے کی حد کیا ہے؟ فرمایا: مؤمن کو تین ہزار دیا جاسکتا ہے پھر فرمایا: یا دس ہزار بھی! ہاں البتہ فاسق و فاجر کو مختصر! کیونکہ مؤمن اس رقم کو خدا کی اطاعت میں اور فاجر خدا کی نافرمانی میں صرف کرے گا۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ا وغیرہ) میں ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم اور اطلاق سے اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مستحق میں عدالت شرط نہیں ہے اور قبل ازیں (باب ۱۵ میں) یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ افضل ترین صدقہ وہ ہے جو مخالف رشتہ دار کو دیا جائے۔

باب ۱۸

باپ یا کسی اور واجب النفقہ رشتہ دار کا قرضہ اس کی زندگی میں یا اس کی وفات کے بعد زکوٰۃ سے ادا کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ زکوٰۃ خود اس کے حوالے کی جاسکتی ہے تاکہ وہ خود ادا کرلے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کی زکوٰۃ ادا کرنے کا وقت داخل ہوگیا۔ اور اس کا باپ مرگیا جو کہ مقروض تھا۔ آیا وہ اپنی زکوٰۃ اپنے باپ کے قرضہ ادا کرنے میں صرف کرسکتا ہے؟ جبکہ بیٹا بہت سا مال رکھتا ہے؟ فرمایا: اگر تو اس کا باپ اس کے لیے وراثت میں کچھ مال چھوڑ گیا ہے اور اسے اس وقت اس کے قرضہ کا علم نہیں تھا اور بعد میں پتہ چلا تو وہ اسے مال وراثت سے ادا کرے گا۔ اور زکوٰۃ کی مدّ سے ادا نہیں کرے گا۔ اور اگر اس کا باپ کچھ مال وراثت چھوڑ کے نہیں گیا تو پھر باپ کے قرضہ سے بڑھ کر اس کی زکوٰۃ کا کوئی مستحق نہیں ہے پس جب اس مد سے قرضہ ادا کرے گا تو مجزی ہوگا۔ (الفروع)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے باپ پر کچھ قرضہ ہے! اور اس کے پاس اپنے صرف اخراجات موجود ہیں (زیادہ کچھ نہیں ہے) آیا اپنے باپ کو اپنی زکوٰۃ دے سکتا ہے؟ تاکہ وہ اپنا قرضہ ادا کرسکے؟ فرمایا: ہاں۔ اور اس کے باپ سے زیادہ حقدار کون ہے؟

(الفروع، السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ و ۱۲ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مقروض کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے جو اپنے عموم سے واجب النفقہ مقروض کو بھی شامل ہے۔

باب ۱۹

اپنے غلام باپ یا کسی اور واجب النفقہ (بزرگ یا خورد) کو زکوٰۃ سے خریدا جا سکتا ہے اور اسے آزاد کیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو محمد واشی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ سے اپنے (غلام) والد کو خریدا ہے تو؟ فرمایا: اس نے بہترین غلام خریدا ہے! پھر فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ و ۱۲ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ غلام بھی منجملہ دیگر مستحقین کے ہے اور بعد ازیں (باب ۲۳ و ۴۶ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی۔ علاوہ بریں ظاہر ہے کہ باپ کو خرید کر (آزاد کرنا) واجب تو نہیں ہے (تا کہ زکوٰۃ سے اسے نہ خریدا جا سکے)۔

باب ۲۰

جو کچھ حاکم جائر زکوٰۃ کے نام سے (جبراً) لوگوں سے لیتا ہے اس کا زکوٰۃ سے شمار کرنا جائز ہے اور یہی حکم خمس کا ہے اور مستحب یہ ہے کہ اسے شمار نہ کیا جائے اور بحالت اختیاری یہ زکوٰۃ حاکم جابر کو نہیں دینی چاہیئے اور جو مال ڈاکو لوٹ کر لے جائیں اسے زکوٰۃ سے شمار نہیں کرنا چاہیئے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوب بن شعیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ دسواں حصہ (جو حکام جور کی طرف سے) لیا جاتا ہے آیا اسے زکوٰۃ سے شمار کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اگر چاہے تو شمار کر سکتا ہے۔ (الفروع)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو دسواں حصہ وصول کرنے والا شخص تم سے لے اور اسے کوزہ (صندوقچی) میں ڈال دے وہ تمہاری زکوٰۃ میں سے (شمار) ہوگا۔ اور جسے صندوقچی میں نہ ڈالے اسے اپنی زکوٰۃ سے شمار نہ کرو۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ عیص بن القاسم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کچھ بنی امیہ تم سے مال لیتے ہیں تم اسے زکوٰۃ سے شمار کرو اور جہاں تک ہو سکے ان کو بالکل نہ دو کیونکہ اگر مال کی دو بار زکوٰۃ دی گئی تو باقی کیا رہ جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ سلیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ میرے والد ماجدؑ کے اصحاب ان کے پاس آئے اور ان سے اس مال کے بارے میں سوال کیا جو حکام جور ان سے وصول کرتے ہیں؟ امامؑ کو ان پر بڑا ترس آیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ زکوٰۃ سوائے اس کے مستحقین کے دوسرے لوگوں کے لیے حلال نہیں ہوتی۔ تو آپؑ نے ان کو حکم دیا کہ تم اسے زکوٰۃ سے شمار کر لو بخدا میرے فکر نے ان کی خاطر جولان کیا۔ تو میں نے عرض کیا: بابا جان! یہ لوگ جب (یہ بات آپؑ سے) سنیں گے تو کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دے گا؟ فرمایا: بیٹا! یہ بات برحق ہے۔ خدا نے چاہا کہ اسے ظاہر کرے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن علی حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مال کی اس زکوٰۃ کے بارے میں سوال کیا جو حاکم وقت لیتا ہے؟ فرمایا: میں تمہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم اسے دوبارہ ادا کرو۔ (التہذیب والاستبصار)

۶۔ ابو اُسامہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ (حکام جور کے) زکوٰۃ وصول کرنے والے ہمارے پاس زکوٰۃ وصول کرنے آتے ہیں اور ہم (مجبوراً) ان کو دیتے ہیں۔ آیا وہ کافی ہے؟ فرمایا: نہ۔ فرمایا: یہ ایک ایسی جماعت ہے جس نے ظلماً تم سے تمہارے مال چھین لیے ہیں۔ زکوٰۃ صرف مستحقین پر لگ سکتی ہے! (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے استحباب پر محمول کیا ہے (کہ دوبارہ ادا کی جائے)۔

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے پوچھا گیا کہ ایک شخص سے یہ لوگ (حکام جور) اس کے مال کی زکوٰۃ یا غنیمت یا معادن (کانوں) کا خمس وصول کرتے ہیں۔ آیا اسے اس کی زکوٰۃ یا خمس میں سے شمار کیا جائے گا؟ فرمایا: ہاں۔ (الفقیہ)

۸۔ جناب عبد اللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کچھ چنگی والا تم سے وصول کرے اسے اپنی زکوٰۃ سے شمار کرو اور جس قدر ہو سکے اسے یاد رکھو۔ (قرب الاسناد)

۹۔ جناب احمد بن ابوعبد اللہ البرقیؒ باسناد خود عبد الرحمٰن بن کثیر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک حدیث کے ضمن میں

بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ وہاں ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا جس کے مال پر ڈاکہ پڑا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر میرے ساتھ ایسا واقعہ پیش آئے تو کیا میں اس مال کو زکوۃ سے شمار کر سکتا ہوں؟ فرمایا: نہ! ہاں اگر چاہو تو یہ مال اس ''حق معلوم'' سے ہو سکتا ہے (جو مالداروں کے مال میں سائل و محروم کے لیے ہوتا ہے)۔ (المحاسن للبرقی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں زکوۃِ غلات (باب ۱۰) میں ایسی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۱

جس شخص کے ذمہ زکوۃ واجب ہو اور مرتے وقت اس کی ادائیگی کی وصیت کر جائے تو قرضہ اور حج کی طرح وراثت تقسیم کرنے سے پہلے اسے اصل ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عباد بن صہیب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی زندگی میں زکوۃ ادا کرنے میں کوتاہی کی تھی اور جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے تمام زکوۃ کا حساب کیا اور وصیت کی کہ یہ ادا کی جائے اور مستحقین تک پہنچائی جائے! فرمایا: یہ وصیت نافذ ہے اور یہ تمام (اصل) مال سے ادا کی جائے گی۔ یہ بمنزلہ قرضہ کے ہے جو مرنے والے پر ہو۔ پس جب تک وارث اس کی وصیت کے مطابق زکوۃ ادا نہیں کریں گے ان کو میراث میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ معاویہ بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص مر گیا۔ اور اس کے ذمہ زکوۃ کے پانچ سو درہم اور حجۃ الاسلام بھی ہے اور اس نے کل تین سو درہم چھوڑے ہیں اور اس نے وصیت کی ہے کہ ان کی طرف سے زکوۃ ادا کی جائے اور حج کرائی جائے؟ فرمایا: قریب ترین راستہ سے اس کی حج کرائی جائے اور باقی ماندہ رقم سے زکوۃ ادا کی جائے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۸ از وصایا میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

اگر مرنے والا وصیت نہ بھی کر جائے تو بھی واجب ہے کہ اس کی زکوٰۃ اصل ترکہ سے ادا کی جائے! اور جب یہ معلوم نہ ہو کہ مرنے والے نے زکوٰۃ ادا کی ہے یا نہ؟ یا اس کی مقدار کا علم نہ ہو تو وارث کے لیے مستحب ہے کہ زکوٰۃ ادا کرے۔ اور اگر مرنے والا صدقہ دینے کی وصیت کر جائے جبکہ اس کے ذمہ زکوٰۃ واجب ہو تو وہ اس کی زکوٰۃ شمار ہوگا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے (اپنی زندگی میں) زکوٰۃ ادا نہ کی۔ ہاں البتہ مرتے وقت ادا کی۔ آیا یہ کافی ہے؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا کہ اگر وہ اپنے ترکہ میں سے ایک تہائی مال کی وصیت کر جائے۔ جبکہ اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی ہو تو۔ آیا وصیت والا مال اس کی زکوٰۃ کی جگہ کافی ہوگا؟ فرمایا: ہاں یہ اس کی زکوٰۃ شمار ہوگی۔ اور یہ اس کا مستحقی صدقہ نہیں ہو سکے گا جبکہ اس کے ذمہ فریضہ ہے۔ (الفروع)

۲۔ شعیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے بھائی کے ذمہ بہت سی زکوٰۃ تھی۔ آیا اس کی قضا کروں یا اس کی جانب سے ادا کروں؟ فرمایا: تمہیں اس کی کیا خبر ہے؟ عرض کیا کہ احتیاط پر عمل کرنا چاہتا ہوں! فرمایا: ہاں! اگر ایسا کرو گے تو اس سے مرنے والے کو کشائش ہوگی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الوصایا میں ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

ایک مستحق کو پانچ درہم سے کم زکوٰۃ دینی مکروہ ہے۔ گو حرام نہیں ہے

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن عبدالجبار سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے احمد بن اسحاق کے ذریعہ سے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو خط لکھوایا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ میں اپنے دینی بھائیوں میں سے ایک شخص کو دو یا تین درہم دیتا ہوں تو؟ آپؑ نے جواب میں لکھا: ہاں ایسا کرو انشاء اللہ تعالیٰ۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو ولاد حناط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ کسی کو پانچ درہم سے کم زکوٰۃ نہ دی جائے! یہ

مالداروں کے مال میں کم ترین زکوٰۃ ہے! پس کسی (مستحق) کو پانچ درہم سے کم تر نہ دو بلکہ پانچ سے کچھ زیادہ دو۔
(الفروع، المقنعہ، المحاسن، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے کو کس قدر (معاوضہ) دینا چاہیئے؟ فرمایا: جس قدر امام مناسب سمجھے۔ اس کے لیے کچھ معیّن نہیں ہے۔
(الفروع، التہذیب، المقنعہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ معاویہ بن عمار اور عبد اللہ بن بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پانچ درہم سے کم تر کسی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ زکوٰۃ کی کمترین مقدار ہے۔
(التہذیب، الاستبصار)

۵۔ محمد بن ابوالصہبان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ میں اپنے کسی دینی بھائی کو دو یا تین درہم دیتا ہوں۔ آیا یہ جائز ہے؟ کیونکہ یہ مسئلہ مجھ پر مشتبہ ہو گیا ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ ہاں جائز ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس کو زکوٰۃ کے دوسرے نصاب پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ پانچ درہم سے کم بنتی ہے اور وہ ایک مستحق کو دی جا سکتی ہے اور اقرب یہ ہے کہ اسے جواز پر محمول کیا جائے اور اس سے پہلی کو (جس میں پانچ درہم سے کمتر دینے کی ممانعت کی گئی ہے) کراہت پر۔ اور اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۸ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۴

ایک مستحق کو اس قدر زکوٰۃ دینا جائز ہے کہ جس سے وہ مالدار ہو جائے اور اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے اسراف (فضول خرچی) کرنے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں صرف ایک سال کا درمیانہ خرچہ دیا جائے گا۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سعید بن غزوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس (مستحق) کو اس قدر زکوٰۃ دو کہ اسے غنی (مالدار) بنا دو۔ (الفروع)

۲۔ عبد الرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک حق کی معرفت رکھنے والا فاضل آدمی وفات پا گیا جو اپنے ذمہ بہت سا قرضہ لے کر مرا۔ جو نہ مفسد تھا اور نہ مسرف اور نہ ہی اس

کے سوال کرنے کی کوئی شہرت تھی! آیا زکوٰۃ کی مدّ سے اس کا ایک ہزار یا دو ہزار (درہم) ادا کیا جائے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا میں کسی شخص کو زکوٰۃ میں اسی (۸۰) درہم دے سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اور زیادہ دو! عرض کیا: سو (۱۰۰) دوں؟ فرمایا: ہاں! اور اگر طاقت ہے تو اسے مالدار بنا دو۔ (الفروع، المقنعہ، التہذیب)

۴۔ عمار بن موسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کسی شخص کو کس قدر زکوٰۃ دی جائے؟ فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب عطا کرو تو اسے غنی بنا دو۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زیاد بن مروان سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس (مستحق) کو ایک ہزار درہم عطا کرو۔ (التہذیب)

۶۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک شخص کو زکوٰۃ کے ایک سو درہم دے سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: دو سو؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: تین سو؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: چار سو؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: پانچ سو؟ فرمایا: ہاں۔ یہاں تک کہ اجازت دی کہ میں اسے مالدار بنا دوں! (سال کے پورے اخراجات کا مالک بن جائے)۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص کو کس قدر زکوٰۃ دی جائے؟ اور ساتھ ہی یہ عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہم تک پہنچا ہے کہ فرمایا: جو شخص دو دینار چھوڑ جائے گا اس سے بروز قیامت اس کی دو آنکھوں کے درمیان داغ دیا جائے گا؟ فرمایا: یہ آپؐ نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا تھا (جن کا نہ کوئی گھر تھا نہ در بلکہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمان ہوتے تھے۔ جب شام ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو حکم دیتے اے فلاں! تو اسے لے جا اور اسے رات کا کھانا کھلا۔ اور جب صبح ہوتی تو فرماتے اے فلاں! تم اسے لے جا اور اسے صبح کا کھانا کھلانا۔ الغرض ایسے لوگوں کو کوئی اندیشہ نہیں تھا کہ وہ صبح یا شام بغیر کھانا کھائے رہ جائیں گے۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے دو دینار جمع کر لئے (جسے ان کی ضرورت نہ تھی) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا: (یہ عام لوگوں کے بارے میں نہیں ہے)۔ (پھر فرمایا) لوگ سال سے سال تک دیتے ہیں تو ایک (مستحق) شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ مال زکوٰۃ میں سے اس قدر لے لے کہ اس کی

اور اس کے اہل وعیال کی سال بھر کی ضروریات کے لیے کافی ہو۔ (معانی الاخبار)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مقروض کو صدقہ اور زکوٰۃ سے اس قدر دیا جائے گا کہ جس سے وہ اپنا قرضہ ادا کر سکے خواہ جس قدر ہو؟ بشرطیکہ اس نے قرضہ فضول کاموں کے لیے نہ لیا ہو! ہاں البتہ فقراء کو پچاس درہم سے زیادہ نہیں دیا جائے گا۔ اور جس کے پاس پچاس درہم یا اس کے برابر سونا موجود ہوگا اسے کچھ نہیں دیا جائے گا! (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب یہ (مختصر) رقم اس کی سال بھر کے اخراجات کے لیے کافی ہو۔ پس اسے ایک بار اس قدر دینے کے بعد دوبارہ نہیں دیا جائے گا۔ مگر یکبارگی زیادہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۹۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب فقیر کو کچھ دو تو اسے مالدار کر دو۔ (المقنعہ)

باب ۲۵

بعض مستحقوں کو دوسرے بعض پر ترجیح دینا جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ یہ ترجیح کسی فضیلت کی وجہ سے دی جائے جیسے اس کا سوال نہ کرنا، اس کی دیانت داری، اس کی فقہ ومعرفت اور عقلمندی وغیرہ۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا زکوٰۃ دینے میں بعض مستحقین کو دوسرے بعض پر ترجیح دی جا سکتی ہے؟ جیسے سوال نہ کرنے والے کو سوال کرنے والے پر؟ فرمایا: ہاں سوال نہ کرنے والے کو سوال کرنے والے پر ترجیح دی جائے گی۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ سکونی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بعض اوقات کوئی شئ اپنے احباب میں صلہ رحمی کے لیے تقسیم کرتا ہوں۔ تو کس طرح دوں؟ فرمایا: ان کی ہجرت دینی، فقہ ومعرفت اور عقل وفکر کے مطابق دو۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۶ و ۲۸ میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۶

مستحب یہ ہے کہ حیوانات کی زکوٰۃ ان لوگوں کو دی جائے جو بظاہر خوش منظر ہوتے ہیں اور سونے چاندی اور غلات کی زکوٰۃ انتہائی فقیر و نادار لوگوں کو دی جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خف وظلف (اونٹ کی ٹاپ اور کھر والے حیوانات) کی زکوٰۃ ان مسلمانوں کو دی جائے گی جو بظاہر خوش منظر ہوں اور سونے و چاندی اور زمین کی پیداوار میں سے جو اجناس پیمانہ سے ماپی جاتی ہیں ان کی زکوٰۃ سخت غرباء و مساکین کو دی جائے گی۔ ابن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یہ اس طرح کیوں ہے؟ فرمایا: یہ لوگ چونکہ خوش منظر ہیں وہ لوگوں سے شرم و حیا کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کو وہ چیز دی جائے گی جو لوگوں کی نظر میں (زکوٰۃ کی) دو قسموں سے زیادہ خوش نما ہے (حیوانات) مگر ہے سب صدقہ (اور زکوٰۃ)۔
(الفروع، التہذیب، علل الشرائع، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالکریم بن عتبہ الہاشمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: حیوانات کی زکوٰۃ فقراء میں سے ان لوگوں کو دیا جائے جو بظاہر خوش منظر ہیں کیونکہ یہ لوگوں کے تمام صدقات و زکوات میں سے بلند ترین صدقہ ہے۔ اگرچہ ہے سب صدقہ اور زکوٰۃ مگر خوش منظر لوگ عام مال کا صدقہ لینے سے شرماتے ہیں۔ (المقنعہ)

باب ۲۷

اگر کوئی شخص کسی مستحق کو زکوٰۃ دینا چاہے تو اس کے حوالہ کرنے سے پہلے اس سے عدول کر کے کسی اور کو دے سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابوحمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص زکوٰۃ کے ایک ہزار درہم نکالتا ہے۔ اور اس کی تقسیم شروع کرتا ہے۔ اس کا دل چاہتا ہے کہ ایک شخص کو اس میں سے کچھ دے مگر پھر اس کا ارادہ بدل جاتا ہے اور اسے چھوڑ کر کسی اور کو دے دیتا ہے تو؟ فرمایا: ہاں ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ حسین بن عثمان ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو ایک آدمی کے ارادہ سے (صدقہ و زکوٰۃ میں سے) کوئی چیز اٹھاتا ہے مگر اس کی بجائے کسی اور کو دے دیتا ہے۔ فرمایا: اس میں کوئی جرح نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد قرابت داروں کو صدقہ دینے کے ضمن (باب ۲۰) میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

تمام مستحقین کا احاطہ کرنا اور سب کو برابر دینا واجب نہیں ہے اگرچہ مستحب ضرور ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالکریم بن عتبہ الہاشمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں عبید (معتزلی) پر احتجاج کرتے ہوئے فرمایا کہ تو صدقہ (زکوٰۃ) کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اس نے جواب میں یہ آیت پڑھی: ﴿اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسَاکِیْنِ وَ الْعَامِلِیْنَ عَلَیْهَا... تا آخر آیت﴾ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! اب تو اسے (ان پر) تقسیم کس طرح کرے گا؟ اس نے کہا: آٹھ حصوں پر تقسیم کرکے ہر قسم کو ایک حصہ دوں گا! امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر ایک قسم میں دس ہزار افراد ہوں اور کسی قسم میں صرف ایک یا دو یا تین افراد ہوں تو کیا تو اس ایک کو اتنا ہی دے گا جتنا دس ہزار کو دے گا؟ اس نے کہا: ہاں! امامؑ نے فرمایا: تو نے جو کچھ کہا ہے اس میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کی مخالفت کی ہے۔ آنحضرتؐ بادیہ نشینوں کی زکوٰۃ بادیہ نشینوں میں اور شہریوں کی زکوٰۃ شہریوں میں تقسیم کرتے تھے اور پھر آپؐ سب میں برابر بھی تقسیم نہیں کرتے تھے! بلکہ ان میں سے جس قدر موجود ہوتے تھے ان میں تقسیم فرماتے تھے۔ اور ان کا نظریہ تھا کہ ان پر کوئی معیّن و مقرر چیز لازم نہیں ہے بلکہ وہ موجودین پر اپنی صوابدید کے مطابق تقسیم کر دیتے تھے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، المقنعہ)

۲۔ عنبسہ بن مصعب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس (صدقہ وغیرہ کی) کوئی چیز لائی گئی جو تمام اصحابِ صفہ کے لیے کافی نہ تھی۔ تو آپؐ نے ان میں بعض کو دے دی پھر آپؐ نے یہ محسوس کیا کہ دوسروں کے دل میں کوئی غلط خیال پیدا نہ ہو۔ ان کے پاس تشریف لے جا کر فرمایا: اے اصحابِ صفہ! میں خدا اور آپ سے معذرت کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ ہمارے پاس کچھ مال لایا گیا تھا۔ ہم نے چاہا کہ تم سب میں تقسیم کریں مگر وہ سب کے لیے کافی نہ تھا۔ اس لیے ہم نے صرف ان بعض لوگوں کو دے دیا جن کی گھبراہٹ کا اندیشہ تھا۔ (الفروع)

۳۔ حماد بن عیسیٰ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اور وہ زمینیں جو جنگ کی زحمت برداشت کر کے حاصل کی گئیں۔۔۔ پس جب زمینداران سے مالی واجبات ادا کرے گا تو سب سے زیادہ زکوٰۃ ادا کرے گا کہ اگر بارش یا آب جاری سے فصل سیراب ہوئی ہے تو دسواں حصہ اور اگر اسے ڈولوں سے سیراب کیا گیا ہے تو پھر بیسواں حصہ۔ اور پھر حاکم اسے وصول کر کے وہاں صرف کرے گا جہاں خدا نے صرف کرنے کا حکم دیا ہے یعنی آٹھ قسمیں فقراء، مساکین، عاملین، مؤلفۃ القلوب۔ و۔ و۔ و۔ و، اور سب کو اس قدر دے گا کہ جس سے وہ بغیر تنگی سال بھر کا گزر اوقات کر سکیں۔ اگر اس مال سے کچھ بچ گیا تو وہ پھر حاکم کو لوٹایا جائے گا اور اگر وہ مال ان کی ضروریات کے لیے کافی نہ ہوا تو حاکم اپنی جانب سے اس کمی کو پورا کرتے ہوئے اس قدر دے گا کہ وہ سال بھر کے لیے بے نیاز ہو جائیں۔۔۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بادیہ نشینوں کی زکوٰۃ بادیہ نشینوں میں اور شہریوں کی شہریوں میں تقسیم کرتے تھے اور پورے آٹھ حصوں پر اس طرح برابر تقسیم نہیں کرتے تھے کہ ہر قسم کو ایک حصہ دیں۔ بلکہ صرف انہی لوگوں کو دیتے تھے جو ان آٹھ قسموں میں سے موجود ہوتے تھے اور دیتے بھی اتنا تھے کہ ان کے سال بھر کے اخراجات کا بندوبست ہو جاتا تھا۔ اس سلسلہ میں کوئی خاص مقدار مقرر نہیں تھی بلکہ وہ اپنی صوابدید اور ان لوگوں میں سے ہر شخص کی ضروریات کے مطابق اسے اس قدر دیتے تھے کہ اس کا فقر و فاقہ دور ہو جاتا تھا۔ اور اگر اس سے کچھ مال بچ جاتا تھا تو پھر وہ مال دوسرے لوگوں پر صرف فرماتے تھے۔ (الاصول من الکافی، تہذیب الاحکام)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کسی شہر میں ایک سے زائد مستحق موجود ہوں تو؟ فرمایا: اگر استطاعت ہو تو سب کو دو۔ (التہذیب)

۵۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود ابو مریم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ... الآیۃ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: اگر سب میں تقسیم کرو (تو ٹھیک) ورنہ اگر صرف ایک قسم کو ہی ساری زکوٰۃ دے دو تو کافی ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۴ و ۲۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

جب واجبی زکوٰۃ دینے والا غیر ہاشمی ہو تو اس کی زکوٰۃ بنی ہاشم پر حرام ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عیص بن قاسم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ بنی ہاشم کے کچھ لوگ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حیوانات کی زکوٰۃ وصول کرنے کا کام ان کے سپرد کیا جائے! اور عاملین کا حصہ ہمیں دیا جائے کیونکہ ہم دوسروں سے اس کے زیادہ حق دار ہیں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اولاد عبدالمطلب! (اے اولاد ہاشم) صدقہ (زکوٰۃ) میرے اور تمہارے لیے حلال نہیں ہے۔ ہاں مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا گیا ہے (جو میں تمہاری کروں گا) کیا تم میرے متعلق یہ خیال کر سکتے ہو کہ میں (اس سلسلہ میں) کسی غیر کو تم پر ترجیح دوں گا؟

(الفروع، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم، ابو بصیر اور زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صدقہ (زکوٰۃ) لوگوں کے ہاتھوں کا میل کچیل ہے اور خدا نے یہ اور کچھ اور (فطرہ) مجھ پر حرام قرار دیا ہے اور صدقہ (زکوٰۃ) بنی عبدالمطلب کے لیے حلال نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اولاد عباس اور ان کے ہم رتبہ بنی ہاشم کے لیے صدقہ (زکوٰۃ و فطرہ) حلال نہیں ہے۔

(التہذیب والاستبصار)

۴۔ ابراہیم اوسی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک شخص نے ان کے والد ماجد (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے کہا: کیا صدقہ آپؑ پر حرام نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خدیجہ سالم بن مکرم جمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی ہاشم میں سے جو شخص زکوٰۃ لینا چاہے اسے دے دو کیونکہ یہ ان کے لیے حلال ہے اور صرف نبی اور ان کے بعد والے امام اور دوسرے ائمہ اہل بیت علیہم السلام پر حرام ہے۔ (کتب اربعہ، المقنع)

۶۔ جناب شیخ طبرسی "صحیفۃ الرضاؑ" میں باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم وہ خانوادہ ہیں جن کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم کامل وضو کریں اور گدھے کو عمدہ گھوڑی

سے جفت نہ کریں۔ (صحیفۃ الرضاؑ)

۷۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ علوی سے اور وہ اپنے والد (عبداللہ علوی) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدائے واحد لاشریک نے جب صدقہ (زکوٰۃ وفطرہ) ہم پر حرام قرار دیا تو اس کے عوض ہمارے لیے خمس فرض قرار دیا۔ پس صدقہ ہم پر حرام، خمس ہمارے لیے فرض ہے اور کرامت (ھدیہ) ہمارے لیے حلال ہے۔ (تفسیر العیاشی، الفقیہ، الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ وہ حدیث (نمبر ۵) جس سے بنی ہاشم کے لیے صدقہ کا جواز ظاہر ہوتا ہے اسے اصحاب نے چند محامل پر محمول کیا ہے: (۱) یہ سخت ضرورت پر محمول ہے۔ (۲) یا اس سے مراد بنی ہاشم کی زکوٰۃ ہے۔ (۳) اس سے مستحی زکوٰۃ مراد ہے۔ اس قسم کی بعض حدیثیں اس کے بعد یہاں (باب ۳۲، ۳۳، ۳۴ اور باب ما یجب فیہ الخمس (نمبر ۸) میں اور باب ۱، از قسمۃ الخمس میں بیان کی جائیں گی اور اس کے بعد کچھ ایسی حدیثیں بھی بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام لوگوں سے زکوٰۃ وفطرہ وصول کیا کرتے تھے جو اس بات پر محمول ہے کہ وہ وصول کر کے مستحقین تک پہنچاتے تھے جیسا کہ ظاہر ہے۔

باب ۳۰

زکوٰۃ اس شخص پر حرام ہے جو باپ کی طرف سے جناب ہاشم کی طرف منسوب ہو نہ کہ ماں کی طرف سے۔ پس جو ماں کی طرف سے اُدھر منسوب ہو اس پر زکوٰۃ حلال اور خمس حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ بعض اصحابؒ سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: جس شخص کی ماں بنی ہاشم اور باپ عام قریش سے ہو تو اس پر صدقہ (زکوٰۃ) حلال ہے اور وہ خمس نہیں لے سکتا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ﴾ (ان کو اپنے باپوں کے نام سے بلاؤ)۔ (الاصول، التہذیب، بحار الانوار)

باب ۳۱

بنی ہاشم کو مستحی صدقہ وزکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر ہم پر (مستحی) صدقہ حرام ہوتا ہے تو ہمارے لیے سفر مکہ کرنا حرام ہو جاتا۔ کیونکہ مکہ اور مدینہ

کے درمیان جو کچھ (پانی) ہے وہ صدقہ کا ہے۔ (التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابراہیم بن محمد بن عبداللہ جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم جب بچے تھے تو گزرتے ہوئے مسجد سے پانی پیتے تھے جو کہ صدقہ کا تھا! تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمیں بلا کر فرمایا: بیٹو! یہ پانی نہ پیا کرو اور میرے پانی سے پیا کرو۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر محمول ہے کہ امامؑ کے پانی کو دوسرے عام پانی پر ترجیح حاصل ہے۔ نہ یہ کہ دوسرا پانی پینا حرام ہے یا پھر ممکن ہے کہ وہ مسجد والا پانی زکوٰۃ کی مد سے خریدا گیا ہو۔

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن ابراہیم ہاشمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں سوال کیا کہ آیا بنی ہاشم کے لیے صدقہ حلال ہے؟ فرمایا: وہ صدقہ جو لوگوں پر واجب ہے (زکوٰۃ وفطرہ) وہ ہم پر حرام ہے اور جو اس کے علاوہ ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر ایسا ہوتا (کہ مستحبی صدقہ بھی بنی ہاشم پر حرام ہوتا) تو پھر وہ مکہ کا سفر نہ کر سکتے کیونکہ یہاں (راستہ میں) جو بھی پانی ہے وہ بالعموم صدقہ کا ہی ہے۔ (الفروع، التہذیب، المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۲ وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

بنی ہاشم کی زکوٰۃ بنی ہاشم اور دوسرے سب لوگوں کے لیے حلال ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے صدقات بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے لیے وقف قرار دیئے تھے۔ (الفقیہ، المقنع)

۲۔ قسم بن سلیمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام علی علیہ السلام کے صدقات بنی ہاشم کے لیے حلال ہیں۔ (الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خداوند حکیم نے یہ خمس لوگوں کے صدقات کے عوض صرف بنی عبدالمطلب کے لیے جائز قرار دیا ہے تاکہ منجانب اللہ ان کو (لوگوں کے ہاتھوں

کے میل سے) منزہ سمجھا جائے البتہ ان (بنی عبد المطلب) میں سے بعض کے صدقے بعض کے لیے جائز ہیں۔ (الاصول، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو اسامہ زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ کون سا صدقہ ہے! جو ان (بنی ہاشم) پر حرام ہے؟ فرمایا: وہ واجبی زکوٰۃ ہے! اور ہمارے بعض کی زکوٰۃ دوسرے بعض پر حرام نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ اسماعیل بن فضل ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ صدقہ جو بنی ہاشم پر حرام ہے وہ کون سا ہے؟ فرمایا: وہ (لوگوں کی) زکوٰۃ ہے! راوی نے عرض کیا کہ آیا بنی ہاشم میں سے بعض کا صدقہ دوسرے کے لیے جائز ہے؟ فرمایا: ہاں! (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۶۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا بنی ہاشم میں سے بعض کا صدقہ دوسرے بعض کے لیے حلال ہے؟ فرمایا: ہاں! (پھر فرمایا) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ تمام لوگوں بنی ہاشم وغیرہ کے لیے جائز ہے! اور ان میں سے بعض کے صدقات دوسرے بعض کے لیے جائز ہیں مگر کسی غیر (ہاشمی) کے صدقات ان کے لیے جائز نہیں ہیں۔ (التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبد الرحمٰن العزرمی سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی ہاشم کے لیے صدقہ جائز نہیں ہے مگر دو (۲) طریقہ سے، ایک اس طرح کہ وہ پیاسے ہوں اور سوائے صدقہ کے پانی کے اور کوئی پانی نہ مل سکے تو وہ پی سکتے ہیں۔ دوسرا بنی ہاشم کا صدقہ بنی ہاشم کے لیے۔ (الخصال)

۸۔ جناب عبد اللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود احمد بن محمد بن ابو نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا صدقہ (زکوٰۃ) بنی ہاشم کے لیے جائز ہے؟ فرمایا: نہ۔ ہاں! البتہ ان کے بعض کا صدقہ دوسرے بعض کے لیے حلال ہے۔ راوی نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ جب آپؑ سفر مکہ (سفر حج) کے لیے تشریف لے جاتے ہیں تو آپؑ کیا کرتے ہیں جبکہ مکہ اور مدینہ کے درمیان جو پانی موجود ہیں وہ بالعموم صدقہ کے ہیں؟ فرمایا: کسی (پانی) کا نام لو؟ عرض کیا: جیسے ابن بزیع وغیرہ کا چشمہ! فرمایا: یہ انہی کے لیے ہیں! (قرب الاسناد)

۹۔ ابن ابو الکرام جعفری بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کیا صدقہ بنی ہاشم کے لیے جائز نہیں ہے؟ فرمایا: ہمارے غیر کا ہم پر حرام ہے مگر جہاں تک ہمارے بعض کے صدقہ کا دوسرے

بعض سے تعلق ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۳۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

جب خمس کی مقدار کم ہو اور بنی ہاشم کی ضرورت زیادہ ہو تو پھر ان کو (بقدر ضرورت) زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک روایت کے ضمن میں فرمایا: اگر عدل ہوتا (اور لوگ خمس ادا کرتے) تو کوئی ہاشمی اور مطلبی زکوٰۃ کا محتاج نہ ہوتا۔ خدا نے ان کے لیے اپنی کتاب میں اس قدر (حق) واجب قرار دیا تھا جس میں ان کے لیے وسعت تھی۔ پھر فرمایا: جب کسی شخص کو کھانے کے لیے کچھ نہ ملے تو اس کے لیے مردار کا کھانا جائز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح صدقہ ان کے لیے جائز نہیں ہے جب تک کچھ (حلال) مل سکتا ہے۔ ہاں جب وہ صورت پیش آئے جب مردار حلال ہو جاتا ہے تو پھر جائز ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۹ و ۳۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

بنی ہاشم کے غلاموں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن عبد اللہ اعرج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا بنی ہاشم کے غلاموں کے لیے صدقہ (زکوٰۃ) حلال ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

۲۔ حماد بن عیسیٰ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اور وہ لوگ جن کے لیے خداوند عالم نے خمس مقرر کیا ہے وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار ہیں یعنی بنی عبد المطلب جن میں زن و مرد سب شامل ہیں اور ان میں عام قریش اور عام عرب شامل نہیں ہیں اور نہ ہی اس خمس میں ان کے غلام داخل ہیں اور ان کے غلاموں کے لیے صدقات حلال ہیں

اور اس سلسلہ میں وہ اور عام لوگ برابر ہیں۔ (الاصول، التہذیب)

۳۔ ثعلبہ بن میمون بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام شہاب (بن عبدربہ اسدی) سے پوچھتے تھے کہ آیا انہوں نے ان کے غلاموں کو زکوٰۃ دی ہے؟ (اور فرماتے تھے کہ) زکوٰۃ صرف ان پر حرام ہے۔ ان کے غلاموں پر تو حرام نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جمیل بن درّاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا بنی ہاشم کے لیے (غیر کا) صدقہ (زکوٰۃ) جائز ہے؟ فرمایا: نہ۔ عرض کیا: آیا ان کے غلاموں کے لیے جائز ہے؟ فرمایا: ہاں ان کے لیے جائز ہے مگر بنی ہاشم میں سے بعض کے صدقات دوسرے بعض کے لیے حلال ہیں۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان (بنی ہاشم) کے غلام انہی میں سے ہیں کسی اجنبی شخص کا صدقہ ان کے لیے حلال نہیں ہے۔ ہاں ان غلاموں میں سے بعض کے صدقات دوسرے بعض کے لیے جائز ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: (چونکہ یہ روایت اور اس جیسی اور ایک اور جو امالی فرزند شیخ طوسیؒ سے مؤلف علام نے بروایت ابورافع از رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نقل کی ہے۔ اس سلسلہ کی دوسری عام روایتوں کے خلاف ہے اس لیے اس کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ) جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس روایت کو مملوکہ غلاموں پر محمول کیا ہے کیونکہ مملوک کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔ نیز اسے کراہت پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے اور تقیہ پر بھی۔ (واللہ العالم)۔

باب ۳۵

مستحب یہ ہے کہ زکوٰۃ اور فطرہ امامؑ یا بنی ہاشم کے کسی قابل وثوق آدمی کی خدمت میں پیش کی جائے تا کہ وہ اسے مستحقین پر تقسیم کریں اور ان مؤثق حضرات کے لیے اس کا قبول کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ زکوٰۃ کی تقسیم کا متولی کون ہوگا؟ فرمایا: اگر کوئی قابل وثوق آدمی ہے تو اس سے کہو کہ وہ اسے مستحقین تک پہنچائے اور اگر کوئی قابل وثوق آدمی موجود نہیں ہے تو پھر تم خود اسے اس کے مصرف میں صرف کرو۔ (الفروع)

۲۔ جمیل بن درّاج بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کو (زکوٰۃ کے) درہم دیتا ہے تاکہ وہ انہیں تقسیم کرے تو؟ فرمایا: تقسیم کرنے والے کو عطا کنندہ کی طرح ثواب ملے گا۔ اور معطی کے اجر وثواب میں بھی کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی مذکورہ بالا روایت مرسلاً نقل کی ہے اور اس میں یہ اضافہ بھی ہے فرمایا کہ اگر نیکی ستر (۷۰) آدمیوں کے ہاتھ سے جاری ہو تو سب کو اجر دیا جائے گا اور اصلی معطی کے اجر وثواب میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود شہاب بن عبد ربہ سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب مجھ پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے تو میں نکال کر کسی قابل وثوق شخص کے حوالے کر دیتا ہوں اور وہ اسے تقسیم کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اسے بھی معطی حضرات میں سے ایک سمجھا جائے گا۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر ایک شخص محتاج (و مستحق) نہ ہو تو آیا اس کے لیے جائز ہے کہ (اگر اسے) زکوٰۃ (ملے تو) لے لے۔ اور پھر اسے صدقہ کر دے؟ فرمایا: ہاں۔ اور فرمایا: فطرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے خانوادہ کے بعض افراد کی طرف سے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں کچھ دینار بھیجے اور ساتھ یہ بھی لکھا کہ اس میں پچھتر (۷۵) دینار زکوٰۃ کے ہیں اور باقی ھدیہ کے ہیں! امام علیہ السلام نے اپنے دستخط مبارک سے مجھے لکھا کہ میں نے وصول کر لیے ہیں۔ پھر میں نے کچھ دینار جن میں کچھ میرے اور کچھ کسی اور شخص کے تھے خدمتِ امامؑ میں بھیجے اور لکھا کہ یہ میرے اہل وعیال کا فطرہ ہے! امام علیہ السلام نے اپنے دستخطوں سے مجھے لکھا کہ میں نے وصول کر لیے ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۶ اور اس سے پہلے باب ۱۴ از زکوٰۃ وانعام میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور عنوان میں مذکورہ آخری حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں صدقہ کے باب ۲۶ میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۳۶

اگر خود مالک زکوٰۃ نکالنے اور تقسیم کرنے کا متولی ہو تو جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جابر (جعفی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا: خدا آپؑ پر رحم فرمائے! مجھ سے یہ پانچ سو درہم لے لیں جو کہ میرے مال کی زکوٰۃ کے ہیں اور پھر اسے مستحقین میں تقسیم فرمائیں۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: بلکہ تو خود انہیں اپنے پڑوسیوں، یتیموں، مسکینوں اور اپنے (غریب) مسلمان بھائیوں میں تقسیم کر۔ یہ (کسی کے ہاتھ میں جا کر دینا) اس وقت ہوگا جب ہمارے قائم آل محمد علیہ السلام ظہور فرمائیں گے جو سب میں برابر برابر تقسیم کریں گے اور خدا کی تمام نیک و بد مخلوق کے ساتھ عدل و انصاف فرمائیں گے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بہت سی حدیثیں اس سے پہلے (ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۷

جب (چوری چکاری سے) امن ہو تو زکوٰۃ کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا جائز ہے۔ اور اگر پہلی جگہ مستحق نہ ہو تو پھر اس کا منتقل کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص زکوٰۃ ادا کر کے تقسیم کرتا ہے۔ آیا اس کے لئے جائز ہے کہ اس کی کچھ مقدار کسی اور شہر کی طرف منتقل کرے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ درست بن ابو منصور بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سوال کہ ایک شخص اپنے شہر سے کسی دوسرے شہر کی طرف زکوٰۃ منتقل کر سکتا ہے؟ پر فرمایا کہ ہاں اگر اس کا ایک ثلث یا ربع (تہائی یا چوتھائی۔ یہ شک راوی کی طرف سے ہے) بھیج دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی زکوٰۃ ایک شہر سے (جہاں وہ رہتا ہے) دوسرے شہر کی طرف منتقل کرتا ہے اور وہاں اپنے دینی بھائیوں پر صرف کرتا ہے تو آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ضریس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مدائنی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہمارے ہاں زکوٰۃ ہوتی ہے۔ جو ہم اپنے مالوں سے نکالتے ہیں! تو وہ کسے دیں؟ فرمایا: ولایت (اہل بیتؑ) کے قائلین کو! عرض کیا کہ میں ایسے شہروں میں رہتا ہوں جہاں کوئی آپؑ کا موالی نہیں ہے تو؟ فرمایا: پھر وہاں بھیجو۔ جہاں وہ رہتے ہیں۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۵ میں) بھی اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۸

مستحب ہے کہ زکوٰۃ وہیں تقسیم کی جائے جہاں مال موجود ہے اور جب وہاں مستحق موجود نہ ہو تو پھر اس کا کسی اور جگہ منتقل کرنا مکروہ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مہاجرین (جو شہروں میں رہتے ہیں) کا صدقہ (زکوٰۃ) بادیہ نشینوں کے لیے (جو دیہاتوں میں رہتے ہیں) اور بادیہ نشینوں کا مہاجرین کے لیے حلال نہیں ہے۔ (الفروع، المقنعہ، التہذیب)

۲۔ عبدالکریم بن عتبۃ الہاشمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بادیہ نشینوں کی زکوٰۃ بادیہ نشینوں میں اور شہریوں کا صدقہ شہریوں میں تقسیم کیا کرتے تھے۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۹

جو شخص مستحق کے موجود ہونے کے باوجود زکوٰۃ دوسرے شہر کی طرف منتقل کرے اور پھر وہ تلف ہو جائے تو یہ اس کا ضامن ہوگا اور اگر یہاں مستحق نہ ہو اور پھر منتقل کرے تو تلف ہونے کی صورت میں ضامن نہ ہوگا۔ ہاں البتہ اس کا اعادہ مستحب ہوگا اور یہی حکم وصی اور وکیل کا ہے اگر وہ ایسا کریں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کوئی شخص اپنی زکوٰۃ کسی جگہ تقسیم کرنے کے لیے بھیجے اور وہ تلف ہو جائے تو آیا وہ شخص اس کا ضامن ہے؟ فرمایا: اگر تو وہاں مستحق موجود تھا اور اس نے اس کے باوجود منتقل کی تو پھر تو ضامن ہے! اور اگر یہاں مستحق نہیں تھا اس لیے مستحقین کی طرف بھیجی تو پھر وہ ضامن نہیں ہے کیونکہ اس کے ہاتھ سے تو وہ (صحیح طریقہ پر) نکل چکی تھی۔ (پھر فرمایا) اور یہی حکم اس وصی کا ہے جسے (ادائیگی زکوٰۃ کی) وصیت کی جائے کہ وہ باوجود وہاں مستحق کے موجود ہونے کے اگر وہاں سے منتقل کرے گا تو ضامن ہوگا۔ اور اگر وہاں مستحق نہ ہوا تو پھر ضامن نہیں ہوگا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کی طرف اس کے بھائی نے زکوٰۃ بھیجی تاکہ یہ اسے تقسیم کرے مگر وہ (تقسیم سے پہلے) تلف ہو گئی تو؟ فرمایا: ادا کرنے والا اور لانے والا دونوں ضامن نہیں ہیں۔ راوی نے عرض کیا کہ زکوٰۃ دینے والے کو زکوٰۃ کا کوئی مستحق نہ ملا۔ اور زکوٰۃ پڑے پڑے خراب ہو گئی۔ آیا وہ اس کا ضامن ہے؟ فرمایا: نہ! ہاں البتہ اگر اسے مستحق کا علم ہو (اور پھر ادائیگی میں سہل انگیزی کرے) یہاں تک کہ زکوٰۃ تلف ہو جائے تو پھر وہ ضامن ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے اور کسی گروہ کے لیے مخصوص بھی کر دے مگر وہ ان تک (پہنچانے سے پہلے) تلف ہو جائے یا ان کی طرف بھیجے مگر (رسیدگی سے قبل) تلف ہو جائے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۴۔ عبید بن زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نکال دے اور کو کسی خاص مستحق کے لیے نامزد نہ کرے (تو اگر کوتاہی کے بغیر تلف ہو جائے) تو یہ اس سے بری الذمہ ہو جائے گا۔ (الفروع)

۵۔ بکیر بن اعین بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے (وہاں مستحق نہ ہونے کی وجہ سے) کسی اور جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجی۔ اور وہ (بغیر تفریط کے) راستے میں چوری ہو گئی یا کسی اور طرح تلف ہو گئی تو؟ فرمایا: اس پر کچھ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! ایک شخص اپنے مال کی زکوٰۃ (یہاں مستحق کے نہ ہونے کی وجہ سے) ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجتا ہے مگر اس پر ڈاکہ پڑ جاتا ہے تو؟ فرمایا: وہی کافی ہے (پھر فرمایا) لیکن اگر میرے ساتھ ایسا واقعہ پیش آتا تو میں (بطور استحباب) اس کا اعادہ کرتا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۰

جب کسی شخص کو کچھ مال دیا جائے کہ وہ اسے کسی خاص قوم وقبیلہ میں تقسیم کرے اور یہ شخص اسی قبیلہ کا فرد ہو تو یہ بھی ان کے ایک فرد کی طرح اس سے اپنا حصہ لے سکتا ہے مگر یہ کہ مالک کچھ خاص افراد کو نامزد کر دے تو پھر اس کی رضامندی کے بغیر اس سے عدول جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کسی شخص کو زکوٰۃ دیتا ہے تاکہ وہ اسے اس کے اصحاب میں تقسیم کرے (جبکہ یہ بھی انہی میں سے ایک ہے)۔ آیا یہ بھی اس سے لے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

۲۔ حسین بن عثمان حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جسے کچھ مال دیا گیا تاکہ وہ اسے ان لوگوں پر تقسیم کرے جن کے لیے وہ حلال ہے! تو اگرچہ اسے نامزد نہ کیا گیا ہو (مگر ہو مستحق تو) کیا وہ اس سے اپنے لیے کچھ لے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جس قدر دوسروں کو دے رہا ہے اتنا خود بھی اس سے لے سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی آدمی کو چند درہم (زکوٰۃ کے) دیتا ہے کہ وہ انہیں ان کے مستحقوں میں تقسیم کرے! جبکہ خود وہ شخص ان لوگوں میں سے ہو جن کے لیے زکوٰۃ مباح ہے تو؟ فرمایا: جس قدر دوسروں کو دے رہا ہے اگر اتنا خود بھی لے لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر فرمایا: ہاں اگر اس کے لیے مصرف کے مقامات معیّن کر دیئے گئے ہوں تو پھر مالک کی اجازت کے بغیر اس کے لیے اپنے لیے کچھ لینا جائز نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد کتاب التجارہ (باب ۸۴، مما یکتسب بہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱

جس فقیر کو زکوۃ دی جائے اس کے لیے اس مال میں ہر قسم کا (جائز) تصرف کرنا جیسے حج کرنا، شادی کرنا، خورد ونوش کا انتظام کرنا اور صدقہ دینا وغیرہ جائز ہے اور اس کے لیے کمترین قدر کفایت پر اکتفا کرنا لازم نہیں ہے بلکہ فراخی سے خرچ کرسکتا ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص زکوۃ وصول کرے تو وہ اس کے اپنے ذاتی مال کی مانند ہے۔ اس میں جس طرح چاہے (جائز) تصرف کرسکتا ہے! اور فرمایا کہ خداوند عالم نے مالداروں کے مال میں غریبوں اور ناداروں کے لیے کچھ فریضہ فرض کیا ہے جس کا نام زکوۃ ہے جس کی ادائیگی کے بغیر پھر ان کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔ پس وہ بمنزلہ اس (فقیر) کے ذاتی مال کے ہے وہ اس میں جو چاہے تصرف کرسکتا ہے! راوی نے عرض کیا: آیا وہ اس سے شادی اور حج کرسکتا ہے؟ فرمایا: ہاں یہ اس کا اپنا مال ہے! پھر عرض کیا کہ جب فقیر اس زکوۃ کے مال سے حج کرے تو آیا اسے اسی طرح اجر وثواب عطا کیا جائے گا جس طرح مالدار کو عطا کیا جائے گا؟ فرمایا: ہاں! (الفروع)

۲۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے اصحاب میں سے عمر نامی ایک بزرگ ہیں جو کہ محتاج ہیں انہوں نے عیسیٰ بن اعین سے کچھ طلب کیا۔ عیسیٰ نے کہا کہ میرے پاس زکوۃ تو ہے مگر میں تمہیں دیتا نہیں ہوں! اس نے کہا: کیوں؟ کہا: اس لیے کہ میں نے تمہیں گوشت اور خرما خریدتے ہوئے دیکھا ہے! اس نے کہا کہ مجھے ایک درہم کا نفع ہوا جس میں سے دو دانق (درہم کا ایک ثلث) سے گوشت خریدا، دو دانق کا خرما خریدا۔ اور دو دانق اپنی ضرورت کے لیے بچا رکھا۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ امامؑ نے یہ واقعہ سن کر ایک گھڑی تک اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھے رہے! پھر سر بلند کرکے فرمایا کہ خداوند عالم نے مالداروں کے مال پر بھی نظر کیا اور غریبوں اور ناداروں کی ضرورت پر بھی! پھر مالداروں کے مال میں اس قدر واجب قرار دیا جو غریبوں کی ضروریات کے لیے کافی تھا۔ اور اگر یہ مقدار کافی نہ ہوتی تو زیادہ واجب قرار دیتا۔ اسے (عیسیٰ) کو چاہیئے کہ اسے (عمر) کو اس قدر دے کہ اس سے خورد ونوش کا انتظام کرسکے، کپڑا خرید سکے، شادی کرسکے اور صدقہ دے سکے اور حج کرسکے۔ (ایضاً)

۳۔ حکم بن عینیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک

(مالدار) شخص کسی (فقیر) کو اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہے آیا وہ اس سے حج کر سکتا ہے؟ فرمایا: زکوٰۃ سے حج کرنے کا مطلب؟ عرض کیا کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کو زکوٰۃ دی! فرمایا: اگر وہ (لینے والا) محتاج ہے۔ تو وہ اسے اس کے فقر و فاقہ کی وجہ سے دے! اور اس سے یہ نہ کہے کہ تو اس سے حج کر! ہاں وہ لینے کے بعد جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اسی قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

جو شخص مالِ زکوٰۃ سے حج کرنا چاہے اس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس زکوٰۃ کا کچھ مال ہے! آیا میں اس سے اپنے غلاموں یا رشتہ داروں کو حج کرا سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص جس نے پہلے حج نہیں کیا آیا وہ زکوٰۃ کے مال سے حج کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! (ایضاً، السرائر)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا جبکہ میں بھی وہاں حاضر تھا کہ مجھے مالِ زکوٰۃ دیا جاتا ہے اور میں اسے اکٹھا کر کے رکھتا ہوں۔ یہاں تک کہ اس سے حج کرتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! (جائز ہے) تمہیں دینے والے کو خدا اجر عطا فرمائے گا (اور تمہیں بھی)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ و ۴۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۳

زکوٰۃ کو ان مسلمان غلاموں کو خریدنے (اور آزاد کرنے) پر صرف کیا جا سکتا ہے جو شدت وسختی میں گرفتار ہوں اور جب اور کوئی مستحق نہ ہو تو پھر بہرحال زکوٰۃ اس مد میں صرف ہو سکتی ہے اور جس غلام کو زکوٰۃ سے خرید کر آزاد کیا گیا تھا اگر وہ کچھ مال چھوڑ کر مر جائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو زکوٰۃ کے مستحق اس کے وارث ہوں گے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس مال زکوٰۃ کے پانچ یا چھ سو درہم جمع ہیں۔ اور وہ اس رقم سے ایک غلام خرید کر آزاد کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس طرح دوسرے (مستحق) لوگوں پر ظلم کرے گا! پھر تھوڑا سا ٹھہر کر فرمایا: مگر یہ کہ وہ غلام مسلمان (اہل ایمان) ہو اور سخت (شدت) میں گرفتار ہو تو پھر اسے خرید کر آزاد کر سکتا ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ عبید بن زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ایک ہزار درہم نکالی۔ مگر اسے اس کا کوئی (شرعی) مصرف نہ مل سکا۔ وہ کچھ غلام خریدنا چاہتا تھا۔ لہٰذا اس نے دیکھا کہ ایک غلام فروخت کیا جا رہا ہے۔ اس نے اس ہزار درہم سے اسے خرید کر آزاد کر دیا آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ جب وہ غلام خرید کر آزاد کیا گیا تو اس نے کاروبار کیا۔ اور صنعت وحرفت سے کام لیا۔ جس کے نتیجے میں اس نے بہت سا مال کمایا اور پھر مر گیا۔ مگر اس کا کوئی (شرعی) وارث نہیں تھا۔ تو اب اس کا وارث کون ہوگا؟ فرمایا: وہ مؤمن غرباء ومساکین وارث ہوں گے جن کے مال سے اسے خرید کر آزاد کیا گیا تھا۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

محقق حلیؒ اپنی کتاب معتبر میں یہ روایت درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اقویٰ یہ ہے کہ اس کے مضمون کے مطابق عمل کرنا جائز ہے کیونکہ اس روایت کے معارض کوئی روایت نہیں ہے اور ہمارے محقق علماء کا اس کے مطابق عمل کرنے پر اتفاق ہے۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ایوب بن الحر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک غلام ہے جو اس امر (مذہب حق) کی معرفت رکھتا ہے جس پر ہم ہیں آیا میں اسے مال زکوٰۃ سے خرید کر آزاد کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں اسے خرید کر آزاد کر! راوی نے عرض کیا کہ

اگر وہ کچھ مال چھوڑ کر مر جائے تو؟ فرمایا: اس کی میراث زکوٰۃ کے مستحقین کو ملے گی۔ کیونکہ اسے ان کے حصہ سے خریدا گیا ہے۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۱۲ و ۱۹ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴

مکاتب غلام کو اگر ضرورت ہو تو اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اور سوائے مستثنیٰ شدہ صورتوں کے عام غلام کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک مکاتب غلام ہے جو اپنی کچھ قیمت ادا کر چکا ہے مگر باقیماندہ قیمت ادا کرنے سے قاصر ہے تو؟ فرمایا: زکوٰۃ کے مال سے اس کی قیمت ادا کی جائے۔ خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ﴿وَ فِي الرِّقَابِ﴾ (غلاموں کو آزاد کرنے میں زکوٰۃ صرف کرو)۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ قبل ازیں (باب ۴ من تجب علیه الزکوٰة میں) بروایت عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمان گزر چکا ہے کہ اگر غلام محتاج بھی ہو تو بھی اسے مال زکوٰۃ میں سے کچھ نہیں دیا جائے گا۔

۳۔ اسی باب اسی باب میں اسحاق بن عمار جن کی روایت گزر چکی ہے جس میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ غلام کو زکوٰۃ میں سے کچھ نہیں دیا جائے گا۔

۴۔ علی بن جعفرؑ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا غلام کو زکوٰۃ دی جائے؟ فرمایا: نہ۔ (بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ فیمن تجب علیه الزکوٰة میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۴۵

آدمی اپنے غلام کے بیٹے کو زکوٰۃ دے سکتا ہے جبکہ وہ آزاد اور مستحق ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک مسلمان غلام ہے جس کا آقا مسلمان مرد ہے وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اس کے غلام کا چھوٹا سا آزاد بچہ ہے اگر آقا اپنے غلام کے بچہ کو زکوٰۃ دے تو آیا کافی ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم واطلاق سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۶

زکوٰۃ کی مد سے مؤمن کا قرض ادا کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس نے وہ قرضہ کسی گناہ کے کام میں صرف نہ کیا ہو اور اگر کسی زندہ یا مردہ مؤمن کے ذمہ زکوٰۃ دینے والے کا قرضہ ہو تو زکوٰۃ سے قرضہ منہا کر سکتا ہے اور زکوٰۃ سے میت کی تجہیز وتدفین کی جا سکتی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک آدمی عارف (حق) ہے، اور فاضل ہے جو وفات پا گیا ہے اور اس کے ذمہ قرضہ تھا۔ وہ نہ مفسد تھا اور نہ مسرف۔ اور نہ ہی اس کے سوال کرنے کی کوئی شہرت ہے۔ آیا زکوٰۃ کے مال سے اس کا ایک یا دو ہزار قرضہ ادا کیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ میں نے کچھ لوگوں سے قرضہ لینا ہے جو بہت عرصہ سے ان کے ذمہ ہے۔ اور وہ اس کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور وہ زکوٰۃ کے مستحق بھی ہیں۔ آیا میرے لیے جائز ہے کہ ان سے اس کا مطالبہ ترک کر دوں اور اپنی زکوٰۃ سے وضع کر لوں؟ فرمایا: ہاں۔ (الفروع)

۳۔ سماعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کا ایک فقیر ونادار شخص کے ذمہ قرضہ ہے۔ اور وہ اسے زکوٰۃ دینا چاہتا ہے (تو آیا اس سے اپنا قرضہ وضع کر سکتا ہے؟) فرمایا: اگر تو اس نادر شخص کے پاس اس قدر گھر یا گھر کا ساز وسامان یا کوئی کاروبار ہے کہ جس سے وہ (بالقوہ) قرضہ ادا کر سکتا ہے تو پھر تو جو زکوٰۃ اسے دینا چاہتا تھا اس سے اپنا قرضہ وضع کر سکتا ہے! اور اگر وہ قرضہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی اسے اس سے وصولی کی کوئی امید ہے تو پھر اسے (نقد) زکوٰۃ دے اور اس سے اپنا قرضہ وضع نہ کرے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود موسیٰ بن بکر سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص روزی طلب کرے مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ تو اسے چاہیئے کہ خدا و رسولؐ کے بھروسہ پر قرضہ لے اور اس سے اپنا اور اپنے اہل و عیال کی قوت (لا یموت) کا بندوبست کرے اور اگر قرضہ ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو امام پر اس کا قرضہ ادا کرنا لازم ہے۔ اور اگر وہ ادا نہیں کرے گا تو اس کا بوجھ اس پر ہوگا۔ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسَاكِيْنِ وَ الْغَارِمِيْنَ﴾ (فرمایا: غارمین سے) فقیر و مسکین مقروض مراد ہے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۱۸ و ۲۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۸ وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور زکوٰۃ کی مد سے میت کی تجہیز و تکفین کرنے کے جواز پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے (ج ا، باب ۳۳ از تکفین میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۷

جس شخص کے پاس سال بھر کا خرچہ موجود ہو اور اس پر قرضہ بھی ہو تو اس پر واجب ہے کہ اپنے مال سے قرضہ ادا کرے اور پھر اس کے لیے زکوٰۃ لینا جائز ہو جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب ابن ادریس حلیؒ اپنی کتاب سرائر کے آخر میں حسن بن محبوب کی کتاب المشیخہ کے حوالہ سے سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہمارا ایک ہم مسلک شخص ہے جس کے پاس گزر بسر کے لیے کچھ مال ہے اور اس کے ذمہ قرضہ بھی ہے! آیا وہ مال اپنے اہل و عیال پر صرف کرے۔ یہاں تک کہ خدا اسے وسعت عطا فرمائے تو تب قرضہ ادا کرے؟ یا سخت حالات میں قرضہ لے (کر قرضہ ادا کرے؟) یا پھر اس موجودہ مال سے قرضہ ادا کرے اور صدقہ (زکوٰۃ) قبول کرے (اور وقت گزارے؟)

فرمایا: ہاں اپنے مال سے اپنا قرضہ ادا کرے اور پھر صدقہ (زکوٰۃ) قبول کرے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۸

جس شخص نے معصیت کاری میں قرضہ لیا ہو اس کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہے اور عورتوں کے حق مہر کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب ابن ادریس "محمد بن علی بن محبوب کی کتاب کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے صدقات کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: انہیں ان لوگوں میں تقسیم کرو جن میں تقسیم کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے! ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ... الآية﴾ اور ان مقروضوں کو "غارمین" (مقروضوں) والے سہم میں سے کچھ نہ دو جو زمانۂ جاہلیت کی ندا کرتے ہیں! راوی نے عرض کیا کہ زمانۂ جاہلیت کی ندا کیا ہے؟ فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو (قبائلی تعصب کی بنا پر) اپنی قوم کو "اے بنی فلاں آؤ" کہہ کر پکارتا ہے اور پھر دو خاندانوں میں قتل و قتال اور خون ریزی شروع ہو جاتی ہے (اور پھر وہ اس سلسلہ میں مقروض ہو جاتا ہے) پس اس کا قرضہ "غارمین" کے حصہ سے ادا نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ہی اس مد سے ان لوگوں کا قرضہ ادا کیا جائے گا۔ جو عورتوں کے حق مہر میں مقروض ہوتے ہیں! راوی کہتا ہے کہ جہاں تک مجھے علم ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ نہ ہی ان لوگوں کا قرضہ ادا کیا جائے گا جو اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ وہ لوگوں کے مال میں کیا کر رہے ہیں۔ (السرائر)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ مقروضوں کا قرضہ خواہ جس قدر بھی ہو صدقہ اور زکوٰۃ کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ بشرطیکہ فضول خرچی میں قرضہ نہ لیں۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب التجارہ اور باب النکاح میں ایسی حدیثیں آئیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ امام مؤمنین کے تمام قرضے ادا کریں گے۔ سوائے عورتوں کے حق مہر والے قرضوں کے۔ (مؤلف فرماتے ہیں) ممکن ہے اس سے وہ حق مہر مراد ہوں جن میں اسراف سے کام لیا جائے (ورنہ اور کوئی وجہ نظر نہیں آتی)۔

باب ۴۹

وقتِ وجوب سے پہلے مستحق کو بطور قرضہ زکوٰۃ دینا جائز ہے اور بوقت وجوب اگر اس کا استحقاق باقی ہو تو اس قرضہ کو زکوٰۃ شمار کیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی تیرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ مؤمن کا قرضہ غنیمت ہے اور اجر کے حصول میں باعث تعجیل ہے اگر اسے وسعت نصیب ہوگئی تو وہ تمہارا قرضہ ادا کر دے گا اور اگر اس سے پہلے مر گیا تو تم اسے زکوٰۃ میں سے شمار کر سکتے ہو۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ عقبہ بن خالد ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ عثمان بن عمران نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مالدار شخص ہوں۔ میرے پاس ایک (غریب) شخص آتا ہے اور مجھ سے کچھ قرضہ مانگتا ہے۔ اور وہ میرے زکوٰۃ ادا کرنے کا وقت نہیں ہے۔ تو؟ فرمایا: ہمارے نزدیک قرضہ (کا ثواب) اٹھارہ گنا ہے اور صدقہ کا دس گنا۔ جیسا کہ تو کہتا ہے کہ تو مالدار ہے۔ تو تمہارا کیا نقصان ہوگا اگر تم اسے کچھ مال عطا کر دو۔ اور جب زکوٰۃ کا وقت آجائے تو اسے زکوٰۃ سے شمار کر لو۔ اے عثمان! اس شخص کو خالی نہ لوٹاؤ کیونکہ اس کا خالی ہاتھ لوٹانا عنداللہ عظیم (جرم) ہے۔ (الفروع)

۳۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے مال پر سال گزر گیا ہے اور وہ مہینہ بھی آگیا جس میں وہ زکوٰۃ دیا کرتا ہے! اور اس کے آدھے مال کو سال پورا ہوگیا۔ اور باقی آدھے پر ہنوز چھ ماہ گزرے ہیں تو؟ فرمایا: جس مال پر پورا سال گزر گیا ہے اس کی زکوٰۃ ادا کر دے اور باقی نصف کو چھوڑ دے یہاں تک کہ اس پر بھی سال گزر جائے! راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ اس کی بھی ابھی زکوٰۃ دینا چاہے تو؟ فرمایا: کس قدر بہتر ہے؟ (ایضاً)

۴۔ موسیٰ بن بکر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ قرضہ پر مال کا دینا زکوٰۃ کی چراگاہ ہے (کہ اگر مقروض ادا نہ کر سکے تو زکوٰۃ کی مد سے ادا کیا جا سکتا ہے)۔

(الفروع، التہذیب)

۵۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جو شخص کسی کو قرضہ دے تو اس کی مالی وسعت تک دے کہ جب تک وہ شخص اسے ادا نہ کرے اس وقت تک اس شخص کا مال زکوٰۃ میں سمجھا جائے گا اور اس شخص کو ملائکہ کے

ساتھ نماز میں مشغول سمجھا جائے گا۔ (الفروع، ثواب الاعمال)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اسی حدیث کے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جو شخص کسی مؤمن کو اس کی مالی وسعت تک قرضہ دے الخ۔۔۔۔۔ (ثواب الاعمال)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص پر ماہ رمضان المبارک میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور وہ اس کی ادائیگی کو محرم الحرام تک مؤخر کر دیتا ہے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے! پھر عرض کیا کہ ایک شخص پر محرم الحرام میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مگر وہ اسے ماہِ رمضان میں ادا کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(التہذیب، الاستبصار)

۸۔ حسین بن عثمان ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ سال کی ابتداء میں ایک شخص کے پاس کوئی محتاج آتا ہے آیا وہ اسے زکوٰۃ میں سے دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اگر وہ محتاج ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۹۔ حماد بن عثمان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو ماہ پہلے زکوٰۃ ادا کرنے اور دو ماہ تک اس کے مؤخر کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا کوئی شخص زکوٰۃ کے وقت وجوب سے پہلے اسے ادا کر سکتا ہے؟ فرمایا: جب پانچ (یا فرمایا: آٹھ) ماہ گزر جائیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ صادقین علیہم السلام سے زکوٰۃ کو اس کے وقت وجوب سے دو ماہ پہلے یا دو ماہ بعد تک مؤخر کرنے اور عندالضرورت تین سے چار ماہ تک بھی اسے مقدم و مؤخر کرنے کی رخصت وارد ہوئی ہے اور جس پر میرا عمل ہے اور آل محمد علیہم السلام سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ وقت کا لحاظ رکھنا لازم ہے اور اگر وقت سے پہلے ادا کی جائے تو وہ بطور قرضہ ہوگی۔ (المقنعہ)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ کی تقدیم و تاخیر چار سے چھ ماہ تک مروی ہے۔ مگر اس سے مقصد یہ ہے کہ جب زکوٰۃ واجب ہو تو اس وقت اس کی ادائیگی کا قصد کرے۔ (اور اگر وقت سے پہلے دے تو قرضہ کی نیت سے دے)۔ (الفقیہ)

۱۳۔ فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: قرض بڑی اچھی چیز ہے اگر مقروض کو وسعت مالی میسر ہو گئی

تو وہ ادا کر دے گا۔ اور اگر وسعت حاصل نہ ہوئی تو تم اسے زکوٰۃ میں سے شمار کر لو گے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۵۰ و ۵۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۰

جو شخص وقت سے پہلے (بطور قرضہ) زکوٰۃ ادا کرے پھر وہ شخص جسے زکوٰۃ دی تھی مالدار یا مرتد ہونے کی وجہ سے مستحق نہ رہے تو زکوٰۃ کا دوبارہ ادا کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احول سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے وقت سے پہلے زکوٰۃ ادا کی تھی پھر وہ شخص جسے زکوٰۃ دی تھی (سال مکمل ہونے سے پہلے) مالدار ہو گیا۔ فرمایا: زکوٰۃ دینے والا دوبارہ ادا کرے گا۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ جب وقت وجوب سے پہلے کوئی ایسا شخص آ جائے جو زکوٰۃ کا مستحق ہو تو اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے لیکن اگر وہ شخص (بعد ازاں) مالدار ہو گیا۔ یا مرتد ہو گیا تو دینے والا دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنے کا ضامن ہوگا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں جو اپنے عموم و اطلاق سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵۱

غلات کے علاوہ کسی چیز میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی مگر اس کی ملکیت میں آنے سے لے کر ایک سال کے گزرنے کے بعد۔ اور اس سلسلہ میں بارھویں مہینہ کے چاند کا نظر آ جانا کافی ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص مال حاصل کرتا ہے تو؟ فرمایا: جب تک اس مال پر سال نہ گزر جائے تب تک زکوٰۃ نہیں دے گا! (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس (بقدر نصاب) مال موجود ہے۔ آیا جب چھ ماہ گزر جائیں تو وہ زکوٰۃ ادا کر دے؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ اس وقت ادا کرے جب پورا سال گزر جائے (فرمایا) جس طرح وقت سے پہلے کسی شخص کے لیے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح زکوٰۃ بھی (وقت سے پہلے ادا نہیں کی جا سکتی) اور جس طرح اگر کوئی شخص ماہِ رمضان کا روزہ بھی رکھتا ہے تو اسی مہینہ میں سوائے قضا کے۔ تو اسی طرح ہر فریضہ اسی وقت ادا کیا جاتا ہے جب اس کا وقت داخل ہو جائے۔ (ایضاً)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب سال کی ایک تہائی گزر جائے تو آدمی زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ (پھر فرمایا) آیا زوال سے پہلے نماز ظہر پڑھی جا سکتی ہے؟ (ایضاً)

۴۔ ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا زکوٰۃ کے لیے کوئی معیّن وقت ہے جس میں وہ ادا کی جائے؟ فرمایا: ہاں مگر یہ وقت مال کے حاصل کرنے کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے۔ (مقصد یہ ہے اس کے حصول سے شروع کر کے ایک سال کے گزرنے تک) ہاں البتہ فطرہ کا وقت تو مقرر ہے (کہ ہلال عید ثابت ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے)۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (چوپاؤں کی زکوٰۃ (باب ۸ و ۹) اور نقدین کی زکوٰۃ، باب ۱۵ میں) گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی (باب ۵۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۲

زکوٰۃ ادا کرنے کا جب وقت داخل ہو جائے تو بلا تاخیر اس کی ادائیگی واجب ہے۔ اور اگر مستحق موجود نہ ہو تو اس کے ملنے تک اس کا علیحدہ کر کے رکھنا اور لکھنا واجب ہے اور اگر اس مال سے تجارت کی جائے اور پھر مال تلف ہو جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سعد بن سعد اشعری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص پر سال میں تین بار (مختلف اموال میں) زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ آیا اس کے لیے جائز ہے کہ سب کو مؤخر کرے یہاں تک کہ اکھٹی ایک بار ادا کرے؟ فرمایا: جب (جس مال کی زکوٰۃ) واجب ہوا سے اسی وقت ادا کرے! پھر غلات اربعہ کے بارے میں پوچھا کہ ان پر کب زکوٰۃ واجب ہوتی ہے؟ فرمایا: جب انہیں کاٹا جائے اور پھر ان کا تخمینہ لگایا جائے۔ (الفروع)

۲۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک مہینہ میں مجھ پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ آیا اس ارادہ سے اس کی ادائیگی میں دیر کرنا جائز ہے کہ شاید کوئی سائل

آ جائے تو میرے پاس کچھ مال موجود ہو؟ فرمایا: جب سال پورا ہو جائے تو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر (علیٰحدہ کر) اور اسے کسی چیز سے مخلوط نہ کر۔ پھر جس طرح جی چاہے ادا کر! راوی نے عرض کیا کہ اگر میں لکھ لوں (کہ اس قدر زکوٰۃ میرے ذمہ واجب الاداء ہے) تو آیا یہ ٹھیک ہے؟ فرمایا: ہاں یہ چیز ضرر رساں نہیں ہے (بلکہ مفید ہے)۔
(الفروع، التہذیب)

۳۔ علی بن ابوحمزہ اپنے والد (ابوحمزہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض اوقات ایسے مقامات پر مجھ پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے کہ جہاں میں ادا نہیں کر سکتا تو؟ فرمایا: اسے علیٰحدہ کر کے رکھ دے۔ اور اگر تو نے اس سے تجارت کی تو (نقصان کی صورت میں) تو ضامن ہوگا اور اگر نفع ہوا تو وہ زکوٰۃ کے مستحقین کا ہوگا اور اگر علیٰحدہ کرتے وقت اس مال کے کاروبار میں لگانے کا کوئی ارادہ ہو تو پھر (اگر بلا تفریط نقصان بھی ہو جائے) تو تم پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر علیٰحدہ نہ کرو اور مشترکہ مال سے کاروبار کرو تو زکوٰۃ والے مال کی نسبت سے نفع اسی مال کا ہوگا (یعنی مستحقین کا ہوگا) اور خسارہ کی صورت میں وہ زکوٰۃ پر عائد نہ ہوگا۔ (الفروع)

۴۔ جناب ابن ادریس حلی "محمد بن علی بن محبوب کی کتاب کے حوالہ سے بروایت ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر زکوٰۃ کے واجب ہونے سے ایک دو ماہ پہلے (بطور قرضہ) ادا کرنا چاہو تو کوئی حرج نہیں ہے مگر واجب ہونے کے بعد تمہیں اس کے مؤخر کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴۹ اور اس سے قبل باب ۱۱ از زکوٰۃ غلات میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۳

جو شخص زکوٰۃ علیٰحدہ کر کے رکھ دے تو پھر اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا جائز ہے اور اس کی حد کا بیان؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ نکالی اور کچھ تقسیم کر دی اور کچھ مستحقین کی جستجو میں رکھ دی۔ اس طرح اس کی پہلی اور آخری ادائیگی میں تین ماہ کا فاصلہ ہو گیا۔ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع، السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے قبل (باب ۵۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔ الغرض قاعدہ کلیہ یہ

ہے کہ جب مستحق مل جائے تو تب زکوٰۃ ادا کر دینی چاہیئے۔

باب ۵۴

مستحب ہے کہ واجبی زکوٰۃ کھلم کھلا اور مستحبی پوشیدہ طور پر ادا کی جائے اور یہی حکم باقی تمام عبادات کا ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبصیر یعنی لیث بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسَاكِيْنِ.....﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: ہر وہ عمل و عبادت جو خدا نے ایک مسلمان پر فرض کی ہے اس کا علانیہ بجا لانا پوشیدہ بجا لانے سے بہتر فعل ہے۔ اور اعلانیہ وہ عمل و عبادت جو مستحب ہے اس کا پوشیدہ طور پر بجا لانا اعلانیہ بجا لانے سے بہتر ہے۔ فرمایا: اگر کوئی شخص اپنی زکوٰۃ علانیہ اپنے کاندھے پر اٹھائے اور مستحقوں میں تقسیم کرے تو یہ کام بہت اچھا ہوگا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ارشاد خداوندی ﴿وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ (کہ اگر تم اسے چھپاؤ اور پوشیدہ طور پر فقیروں کو دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے) کے بارے میں فرمایا: یہ زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے مالی انفاق کے بارے میں ہے۔ زکوٰۃ تو اعلانیہ دی جاتی ہے نہ کہ پوشیدہ۔ (ایضاً و تفسیر عیاشی)

۳۔ ابن بکیر ایک شخص کے توسط سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام (یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ﴾ (کہ اگر تم صدقات کو ظاہر کرو تو یہ بہتر ہے) فرمایا: یہ واجبی زکوٰۃ کے بارے میں ہے۔ راوی نے عرض کیا اور یہ ارشاد ایزدی ﴿وَ اِنْ تُخْفُوْهَا وَ تُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ﴾ کس چیز کے بارے میں ہے؟ فرمایا: یہ مستحبی صدقات کے بارے میں ہے! وہ لوگ فرائض کو ظاہر کرنا اور نوافل کو چھپانا پسند کرتے تھے۔ (الفروع، المقنعہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: کہ اگر کوئی شخص اپنی زکوٰۃ کو اعلانیہ اٹھائے (اور تقسیم کرے) تو اس میں کوئی عیب و نقص نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع)

۵۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: پوشیدہ طور پر صدقہ

دینا پروردگار کے قہر وغضب کی آگ کو بجھاتا ہے۔ (المقنعہ)

۶۔ نیز آنجنابؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رات کا (پوشیدہ) صدقہ خدا کے قہر وغضب کو ختم کرتا ہے، بڑے گناہ کو محو کرتا ہے اور حساب و کتاب کو آسان کرتا ہے اور دن کا (اعلانیہ) صدقہ عمر کو زیادہ کرتا ہے اور مال کو بڑھاتا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسی "مفسر قمی کے حوالہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: واجبی زکوۃ اعلانیہ نکالی جاتی ہے اور اعلانیہ دی جاتی ہے اور زکوۃ کے علاوہ (مستحبی صدقہ) اگر پوشیدہ طور پر دیا جائے تو افضل ہے۔ (مجمع البیان)

۸۔ جناب عیاشی ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً﴾ (یہ وہ لوگ ہیں جو اپنا مال شب و روز میں اعلانیہ اور پوشیدہ طور پر خرچ کرتے ہیں) کے بارے میں دریافت کیا؟ فرمایا: اس سے مراد زکوۃ نہیں ہے۔ (بلکہ اس سے مستحبی صدقات مراد ہیں)۔ (العیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی کچھ حدیثیں (باب ۷ مما تجب فیہ الزکوۃ اور باب ۱۳ از صدقہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۵

مالک اگر یہ دعویٰ کرے کہ اس نے زکوۃ ادا کر دی ہے تو اس کا یہ دعویٰ قبول کر لیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام جب اپنا زکوۃ وصول کرنے والا محصّل بھیجتے تھے تو اس سے فرماتے تھے کہ جب مالک کے پاس جانا۔ تو اس سے کہنا: خدا تم پر رحم کرے جو کچھ خدا نے تجھے عطا کیا ہے اس سے زکوۃ دے! لیکن اگر وہ تجھ سے منہ پھیر لے تو پھر اس سے تکرار نہ کرنا۔ (الفروع)

باب ۵۶

زکوۃ ادا کرتے وقت ادائیگی کی نیت کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد (محمد سے) اور وہ حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے اپنی وصیت میں حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! کسی قول میں کوئی خیر نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ اور کوئی صدقہ (زکوٰۃ) صدقہ نہیں جب تک اس میں نیت نہ ہو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں مقدمۂ عبادات (باب ۵ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۵۷

مستحق زکوٰۃ کا قبول کرنے سے اباء وانکار کرنا اور شرم و حیا کرنا مکروہ ہے اور سخت ضرورت کے باوجود نہ لینا حرام ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر ایک شخص محتاج ہو اور اسے صدقہ (زکوٰۃ) بھیجی جائے مگر وہ قبول نہ کرے تو؟ فرمایا: خدا کے فریضہ سے اسے حیا نہیں کرنی چاہیئے جب یہ زکوٰۃ خدا نے فرض ہی اسی کے لیے کی ہے تو اسے اس کے قبول کرنے میں شرم و حیاء نہیں کرنا چاہیئے۔ (الفروع)

۲۔ عبداللہ بن ہلال بن خاقان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے جو شخص زکوٰۃ کو قبول نہ کرے باوجودیکہ (شدت احتیاج کی وجہ سے) اس کے لیے اس کا قبول کرنا واجب ہو تو وہ اس شخص کے مانند ہے جو باوجود زکوٰۃ کے واجب ہونے کے اسے ادا نہ کرے۔ (الفروع، المقنعہ، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ کراہت پر محمول ہے یا ضرورت کے باوجود قبول نہ کرنے کی حرمت پر؟

باب ۵۸

جو شخص زکوٰۃ قبول کرنے سے شرم و حیا کرتا ہو اس تک ایسے احسن طریقہ سے زکوٰۃ پہنچانا مستحب ہے جس سے مؤمن کی ذلت نہ ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص ہے جو زکوٰۃ قبول کرنے سے حیا کرتا ہے!

آیا میں اسے اس طرح زکوٰۃ دے سکتا ہوں کہ زکوٰۃ کا نام نہ لوں؟ فرمایا: ہاں! اسے دو۔ مگر نام نہ لو۔ اور مؤمن کو ذلیل نہ کرو۔ (الفروع، المقنعہ، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص محتاج ہے مگر جب اس کی طرف صدقہ بھیجا جاتا ہے تو وہ صدقہ (اور زکوٰۃ) کے نام سے قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ اسے شرم و حیا دامن گیر ہوتی ہے اور وہ اسے لینے میں اپنی سبکی محسوس کرتا ہے! کیا ہم اسے بظاہر کسی اور عنوان سے دے سکتے ہیں جبکہ نیت صدقہ و زکوٰۃ کی ہو؟ فرمایا: نہ۔ جب زکوٰۃ ہے تو اسے اس کو قبول کرنا چاہیئے اور اگر وہ اسے بعنوانِ زکوٰۃ قبول نہیں کرتا تو پھر اسے نہ دو۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں یہ احتمال ہے کہ شاید اس نے اس لیے زکوٰۃ قبول نہیں کی کہ وہ اس کا مستحق نہیں ہے یا اس بات پر محمول ہے کہ زکوٰۃ کو مخفی کر کے دینا واجب نہیں ہے (بلکہ بعنوانِ زکوٰۃ دینا جائز ہے)۔

۳۔ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے اسحاق! جب تمہاری زکوٰۃ کے ادا کرنے کا وقت آ جائے تو تم کس طرح ادا کرتے ہو؟ عرض کیا کہ (مستحق) لوگ میرے گھر آتے ہیں اور میں ان کو دیتا ہوں! فرمایا: اے اسحاق! میرا خیال ہے کہ تم نے مؤمنوں کو ذلیل کیا ہے۔ خبردار! خبردار! (ایسا نہ کرو۔ خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے: جو شخص میرے کسی دوست کو ذلیل کرتا ہے وہ گویا مجھ سے جنگ کرنے کے لیے گھات میں بیٹھتا ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب (مؤمن کی تذلیل کی حرمت) پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس کے بعد (ابواب احکام العشرت میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

زکوٰۃِ فطرہ کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل انیس (۱۹) ابواب ہیں)

باب ۱

اس مالدار شخص پر فطرہ واجب ہے جو سال بھر کے اخراجات رکھتا ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: زکوٰۃ (کا حکم) نازل ہوا جبکہ لوگوں کے پاس کوئی مال نہ تھا تو اس سے مراد فطرہ تھا۔(الفقیہ، تفسیر العیاشی)

۲۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ان سب لوگوں کا فطرہ واجب ہے جن کی آدمی عیالت و کفالت کرتا ہے۔(الفقیہ، التہذیب)

۳۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آدمی پر اپنے اہل و عیال سے کس کس کا فطرہ واجب ہوتا ہے؟ فرمایا: ان سب لوگوں کی جانب سے صدقہ فطرہ ادا کرو جن کی تم عیالت کرتے ہو۔(الفقیہ)

۴۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلہ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص زکوٰۃ فطرہ ادا کرتا ہے تو اس کی وجہ سے خدا اس کی کمی کو پورا کر دیتا ہے جو اس سے زکوٰۃ میں رہ جاتی ہے۔(ایضاً)

۵۔ ابوبصیر اور زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: روزہ کی تکمیل و تمامیت زکوٰۃ فطرہ کی ادائیگی سے ہوتی ہے جس طرح نماز کی تکمیل و تتمیم نبیؐ (اور آل نبیؐ) پر درود پڑھنے سے ہوتی ہے کیونکہ جو شخص روزہ تو رکھے مگر (عمداً زکوٰۃ (فطرہ) ادا نہ کرے تو اس کا روزہ (قبول) نہیں ہوتا اسی طرح اگر نبیؐ (اور آل نبیؐ) پر درود نہ پڑھے تو اس کی نماز (قبول) نہیں ہوتی۔ خدا نے زکوٰۃ فطرہ کا تذکرہ (نماز) کے ساتھ کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾ (اس شخص نے فلاح پائی جس نے زکوٰۃ ادا کی اور

اپنے خدا کی یاد مناتے ہوئے نماز پڑھی)۔ (الفقیہ، التہذیب، المقنعہ)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے (ایک بار) عید الفطر کے دن خطبہ دیا (پھر وہ خطبہ نقل کیا ہے) جس میں آپؑ نے فرمایا: تم خدا کو یاد کرو۔ خدا تمہیں یاد کرے گا۔ تم اس سے دعا کرو وہ قبول کرے گا۔ اور اپنا فطرہ ادا کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے پیغمبر کی سنت ہے۔ اور تمہارے پروردگار کی جانب سے فرض اور واجب ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ ابان (بن تغلب) وغیرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے روزوں کو قول صالح یا عمل صالح سے ختم کرے خدا اس کے روزے قبول فرمائے گا۔ عرض کیا گیا: فرزند رسول! قول صالح سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: توحید کی شہادت! اور عمل صالح سے مراد زکوٰۃ فطرہ کا ادا کرنا ہے۔

(معانی الاخبار، التوحید، الامالی)

۸۔ انس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہِ رمضان کے روزے رکھے، اور ان کا خاتمہ صدقہ (فطرہ) پر کرے۔ اور صبح سویرے غسل کرکے عیدگاہ کی طرف جائے۔ (اور نماز عید پڑھے) تو جب واپس لوٹے گا تو اس کے گناہ معاف ہو چکے ہوں گے۔ (ثواب الاعمال)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن مبارک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا زکوٰۃ فطرہ بھی خدا کے اس فرمان میں داخل ہے جو اس نے فرمایا ہے کہ ﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ﴾ (کہ نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ ادا کرو)؟ فرمایا: ہاں!

(التہذیب والاستبصار)

۱۰۔ جناب مفسر عیاشیؒ اپنی تفسیر باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا صدقۂ فطرہ واجب ہے اور بمنزلہ زکوٰۃ کے ہے؟ فرمایا: یہ خدا کے اس فرمان میں داخل ہے ﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ﴾ اور یہ واجب ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۱۱۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس ارشاد کے بارے میں سوال کیا کہ: ﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ﴾؟ فرمایا: اس (زکوٰۃ) سے مراد فطرہ ہے جو اہل ایمان پر فرض ہے۔ (ایضاً)۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس مطلب پر دلالت کرنے والی بہت سی حدیثیں اس کے بعد (باب ۶ میں) آئیں گی۔ علاوہ بریں وہ تمام حدیثیں جو وجوب زکوٰۃ پر دلالت کرتی ہیں وہ فطرہ کے وجوب پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

کیونکہ فطرہ بھی زکوٰۃ کی ہی ایک قسم ہے اور شیخ کلینیؒ اور شیخ طوسیؒ نے ان حدیثوں میں سے اکثر کو نقل کیا ہے۔

باب ۲

فقیر پر یعنی جو شخص سال کے اخراجات نہیں رکھتا اس پر فطرہ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ جو شخص خود زکوٰۃ وصول کرتا ہے (اور اپنی گزر اوقات کرتا ہے) آیا اس پر فطرہ واجب ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ عبداللہ بن میمون حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث فطرہ کے ضمن میں فرمایا کہ جس شخص کے پاس صدقۂ فطرہ دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اگر وہ نہ دے تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا محتاج شخص پر فطرہ واجب ہے؟ فرمایا: نہیں (اس پر فطرہ واجب نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۴۔ ابن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خود زکوٰۃ وصول کرتا ہے اس پر فطرہ واجب نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ فضیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ فطرہ لینا کس کے لیے حلال ہے؟ فرمایا: جو اپنا (خرچہ) نہیں رکھتا! اور جس کے لیے فطرہ لینا حلال ہو اس پر فطرہ دینا واجب نہیں ہوتا اور جس پر دینا واجب ہے اس کے لیے لینا حلال نہیں ہوتا۔ (ایضاً)

۶۔ فضیل بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص زکوٰۃ قبول کرتا ہے خود اس پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: جو شخص مال کی زکوٰۃ قبول کرتا ہے۔ اس پر زکوٰۃ فطرہ ہے۔ ہاں البتہ اس پر زکوٰۃ مال نہیں ہے مگر فطرہ لینے والے پر فطرہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس شخص پر فطرہ ادا کرنے کو استحباب پر محمول کیا ہے اور ممکن ہے کہ اسے اس بات پر محمول کیا جائے کہ وہ زکوٰۃ لینے کے بعد تونگر ہو جائے (تو پھر فطرہ ادا کرے گا)۔

۷۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسنادِ خود یونس بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص سال بھر کے اخراجات رکھتا ہے۔ اس پر زکوٰۃ

وصول کرنا حرام ہے اور جس شخص کے پاس سال کے اخراجات ہیں اس پر فطرہ ادا کرنا واجب ہے۔ (المقنعہ)

۸۔ جناب مفسر قمیؒ اپنی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ارشاد خداوندی کی تفسیر میں جو خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کی حکایت کے طور پر نقل فرمایا ہے: ﴿وَ اَوْصَانِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ﴾ (کہ خدا نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے)۔ فرمایا: اس (زکوٰۃ) سے سروں کی زکوٰۃ (فطرہ) مراد ہے۔ کیونکہ ہر شخص کے پاس مال نہیں ہوتا (تاکہ وہ اس کی زکوٰۃ دے) ہاں اس سے مراد فطرہ ہے جو ہر فقیر و امیر اور صغیر و کبیر پر ہے۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حکم کی وجہ پہلے گزر چکی ہیں (کہ یہ استحباب پر محمول ہے وبس)۔

باب ۳

غریب و نادار آدمی کے لیے فطرہ ادا کرنا مستحب ہے اور اس کی کم از کم مقدار ایک صاع ہے جسے یکے بعد دیگرے اپنے تمام اہل و عیال کو دے کر بالآخر کسی مستحق کو دے دے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فطرہ والا صدقہ تمہارے اہل و عیال میں سے ہر سر پر ہے۔ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ آزاد ہو یا غلام، مالدار ہو یا غریب و نادار۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ فقیر و محتاج جسے صدقہ دیا جاتا ہے۔ آیا خود اس پر بھی فطرہ ہے؟ فرمایا: ہاں اسی سے فطرہ دے جو اسے صدقہ دیا گیا ہے۔ (الفروع، المقنعہ، التہذیب والاستبصار)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس صرف اپنا فطرہ ادا کرنے کے لیے پیسہ ہے! آیا وہ کسی اجنبی مستحق کو دے یا خود اور اس کے اہل و عیال اسے استعمال میں لائیں؟ فرمایا: وہ اسے اپنے بعض عیال کو دے اور وہ دوسروں کو (اسی طرح پست گردان کرتے ہوئے) اور ایک دوسرے کو دیتے رہیں (اور بالآخر کسی اجنبی مستحق کو دے دیں) اس طرح ایک ہی فطرہ سب کا متصور ہوگا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیثیں فطرہ کے وجوب میں صریح نہیں ہیں اس لیے حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے انہیں استحباب پر محمول کیا ہے! علاوہ بریں اس باب کی پہلی حدیث تو سرے سے اس مطلب پر دلالت

ہی نہیں کرتی۔ اگرچہ جناب شیخؒ نے اسے اس باب میں درج کر دیا ہے۔

باب ۴

جو بچہ ہنوز عاقل و بالغ نہ ہو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فطرہ ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (المقنعہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قاسم بن فضیل بصری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ "جب یتیم بچوں کے پاس مال موجود ہو تو آیا ان کا وصی ان کی طرف سے فطرہ ادا کرے؟" امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ یتیم (بچہ) پر فطرہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ انہی راوی سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک غلام کا آقا وفات پا گیا جبکہ اس کا غلام دوسرے شہر میں تھا اور اس کے پاس اس کے مالک کا مال موجود تھا اور فطرہ کا وقت داخل ہو گیا۔ آیا وہ اپنے مالک کے مال سے اپنا فطرہ ادا کر سکتا ہے جبکہ اب وہ مال یتیم بچوں کا ہو چکا ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس معنی پر محمول ہے کہ جب مالک کی وفات ہلال عید ثابت ہونے کے بعد واقع ہو (جبکہ اس پر اپنے غلام کا فطرہ ادا کرنا لازم ہو گیا تھا)۔

باب ۵

انسان پر اپنا اور اپنے تمام اہل و عیال کا خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، مالدار ہوں یا نادار، آزاد ہوں یا غلام اور نر ہوں یا مادہ، مسلمان ہوں یا کافر اور مہمان کا فطرہ واجب ہے۔

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چودہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فطرہ کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: ہر چھوٹے، بڑے، آزاد اور غلام الغرض ہر آدمی کی جانب سے ایک صاع ادا کرنا واجب ہے۔ گندم سے یا خرما سے یا خشک انگور سے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کے پاس اس

کا کوئی برادر ایمانی مہمان ہوتا ہے اور فطرہ کا وقت آ جاتا ہے آیا یہ اس کی طرف سے بھی فطرہ ادا کرے گا؟ فرمایا: ہاں تمام عیال کی طرف سے فطرہ واجب ہے! خواہ نر ہوں یا مادہ، چھوٹے ہوں یا بڑے اور آزاد ہوں یا غلام۔ (ایضاً)

۳۔ عبدالرحمٰن بن الحجاج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کسی آدمی کو نان ونفقہ اور کپڑا دیتا ہے مگر وہ اس کے (واجب النفقہ) اہل وعیال میں سے نہیں ہے تو آیا وہ اس کا فطرہ بھی ادا کرے گا؟ فرمایا: نہ۔ (فرمایا) صدقہ (فطرہ) صرف اپنے اہل وعیال کی طرف سے ہوتا ہے۔ ایسے شخص کی طرف سے نہیں! پھر فرمایا: عیال میں صرف اولاد، غلام، بیوی اور ام الولد (کنیز) شامل ہیں۔ (الفقیہ)

۴۔ معتب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ جا اور ہمارے تمام اہل وعیال، اور تمام غلاموں کی طرف سے فطرہ ادا کر اور کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑنا کیونکہ اگر تو نے کسی انسان کو چھوڑ دیا تو مجھے اس کی فوت ہونے کا اندیشہ ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ ''فوت'' کیا ہے؟ فرمایا: موت!

(الفقیہ، الفروع، علل الشرائع)

۵۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ آدمی پر اپنے اہل وعیال میں سے کس کس کا فطرہ واجب ہوتا ہے؟ فرمایا: جن کی تو عیالت وکفالت کرتا ہے ان سب کی طرف سے ادا کر خواہ وہ آزاد ہوں یا غلام نیز چھوٹے ہوں یا بڑے جو بھی نماز (یعنی عید) کو درک کر لیں۔ (الفقیہ)

۶۔ حضرت امیر علیہ السلام نے عید الفطر کے خطبہ میں فرمایا: اپنا فطرہ ادا کرو کہ یہ تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور تمہارے پروردگار کی طرف سے فریضہً واجبہ ہے۔ پس چاہیئے کہ ہر شخص اپنے اہل وعیال کی جانب سے نر ہوں یا مادہ، چھوٹے ہوں یا بڑے۔ آزاد ہوں یا غلام سب کی طرف سے خرمہ یا گندم، جو کا ایک ایک صاع ادا کرے۔ (الفقیہ، المصباح للطوسیؒ)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ تمام لوگ جن کو تم اپنے اہل وعیال میں شامل کرو خواہ آزاد ہوں یا غلام تم پر لازم ہے کہ ان کا فطرہ ادا کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۸۔ محمد بن احمد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی اپنے مکاتب غلام اور اپنی بیوی کے غلاموں، اپنے نصرانی اور مجوسی غلام اور جس پر اس نے دروازہ بند کر رکھا ہے۔ اپنی نافرمان اولاد کا فطرہ ادا کرے گا۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود عبداللہ بن میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زکوٰۃ فطرہ ہر انسان کی طرف سے خواہ وہ آزاد ہوں اور خواہ غلام، چھوٹا ہو یا بڑا ایک صاع ہے خرما سے یا خشک انگور سے یا جو سے اور یا پنیر سے۔ (التہذیب والاستبصار)

۱۰۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے صدقۂ فطرہ کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: اپنے اہل وعیال میں سے اور جن کو تم نے اپنے ساتھ شامل کر رکھا ہے۔ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو یا غلام، مالدار ہو یا غریب و نادار ہر انسان کی جانب سے گندم یا جو، خرما یا خشک انگور میں سے ایک صاع ادا کرو۔ (التہذیب)

۱۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادخود علی بن جعفرؒ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ماہِ رمضان کے فطرہ کے بارے میں سوال کیا کہ آیا وہ ہر شخص پر واجب ہے یا صرف ان پر جنہوں نے روزہ رکھا ہے اور نماز کی معرفت رکھتا ہے؟ فرمایا: ان تمام بڑے یا چھوٹے لوگوں پر واجب ہے جن کی تم عیالت وکفالت کرتے ہو۔ (قرب الاسناد)

۱۲۔ جناب محقق حلیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقۂ فطرہ ہر اس چھوٹے، بڑے، آزاد، غلام، نر اور مادہ پر واجب قرار دیا ہے جن کا تم نان ونفقہ دیتے ہو۔ (کتاب المعتبر)

۱۳۔ جناب سید ابن طاؤسؒ عبداللہ بن حماد انصاری کی کتاب سے بروایت ابوالحسن احمسی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فطرہ ہر آزاد اور غلام کی جانب سے واجب ہے! اگر تم نے ایسا نہ کیا تو فوت کا خوف ہے؟ راوی نے عرض کیا: فوت کیا ہے؟ فرمایا: موت! راوی نے عرض کیا: آیا (نماز (عید) سے پہلے یا بعد؟ فرمایا: اگر تو تم نے ظہر سے پہلے نکالا تو یہ فطرہ متصور ہوگا اور اگر ظہر کے بعد نکالا تو پھر یہ صدقہ ہوگا۔ اور (فطرہ) سے کافی نہ ہوگا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر میں (عید والے دن) نماز صبح کے بعد فطرہ علیحدہ کر دوں! اور پھر ایک دن یا اس کا کچھ حصہ میرے پاس پڑا رہے اور پھر مستحق کو دے دوں تو؟ فرمایا: ہاں ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور جب نماز ظہر سے پہلے نکال دو تو فطرہ سمجھا جائے گا۔ فرمایا: یہ ہر مسلمان پر واجب ہے۔ محتاج ہو یا ایسا مالدار جو فطرہ ادا کرنے پر قادر ہو۔ (کتاب الاقبال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ محتاج پر فطرہ کی وجہ گزر چکی ہے (کہ یہ استحباب پر محمول ہے)۔

۱۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے (ائمہ طاہرین علیہم السلام سے) روایت کی ہے کہ جو

شخص پورا ماہِ رمضان کسی انسان کو مہمان ٹھہرائے اور اس کے اخراجات کی کفالت کرے اس پر اس کا فطرہ لازم ہے۔ (کتاب الخلاف)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ اور ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶، ۷ و ۱۱، ۱۲ و ۱۷، ۱۸ و ۱۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

فطرہ میں ہر انسان کی طرف سے ہر قسم کی کھائی جانے والی چیزوں میں سے ایک صاع (چار مد) واجب ہے۔

(اس باب میں کل تیئیس (۲۳) حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی اٹھارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سعد بن سعد اشعری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ ہر شخص کی جانب سے گندم، جو، خرما اور خشک انگور میں سے کس قدر فطرہ ادا کیا جائے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاع کے مطابق ایک صاع مقرر کیا ہے۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اونٹوں، بکریوں اور گایوں والے لوگ فطرہ میں پنیر کا ایک صاع ادا کریں گے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ جعفر بن معروف بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوبکر رازی کو خط لکھا کہ فطرہ کی (مقدار کے) بارے میں ہمارے مولیٰ و آقا یعنی حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے رابطہ قائم کر کے مجھے لکھیں۔ چنانچہ انہوں نے لکھا کہ اس سلسلہ میں علی بن مہزیار کے نام امام علیہ السلام کا حکم پہنچا ہے کہ خرما، گندم وغیرہ میں سے ایک صاع ادا کیا جائے (اور لکھا کہ) امامؑ کے اس جواب کے بعد اس سلسلہ میں ہمارے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۵۔ یاسر قمی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: فطرہ ایک صاع گندم، ایک صاع جو اور ایک صاع خرما اور خشک انگور کا ایک صاع ہے۔ (پھر فرمایا) معاویہ نے گندم کا وزن کم کیا تھا۔ (ایک صاع کی بجائے نصف صاع مقرر کیا تھا)۔ (التہذیب، علل الشرائع، الاستبصار)

۶۔ محمد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن عقبہ نے ان (حضرت امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ سوال کیا تھا کہ بغدادی رطل کے حساب سے ہر شخص پر کس قدر فطرہ واجب ہے؟ اور آیا وہ (فطرہ) غیر مؤمن کو دینا جائز ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ تم پر اپنی اور اپنے اہل و عیال کی جانب سے حضرت رسول

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاع کے مطابق ایک صاع ادا کرنا لازم ہے! اور تمہیں اپنی زکوٰۃ مؤمن کے سوا کسی اور کو نہیں دینی چاہیئے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۷۔ ابراہیم بن ابو یحییٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے پہلا شخص جس نے زکوٰۃ (فطرہ) میں خرما کے ایک صاع کی بجائے دو (۲) مد قرار دیا وہ عثمان تھا۔

(التہذیب، العلل، الاستبصار)

۸۔ معاویہ بن وہب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فطرہ کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اس سلسلہ میں سنت یوں جاری ہے کہ خرما کا ایک صاع یا خشک انگور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع۔ ہاں عثمان کا دور تھا اور گندم زیادہ ہوگئی تھی تو انہوں نے لوگوں کے لیے جو کے ایک صاع کے متبادل گندم کا نصف صاع مقرر کیا تھا۔ (ایضاً)

۹۔ سلمہ بن ابو حفص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صدقۂ فطرہ ان تمام چھوٹوں، بڑوں، آزادوں اور غلاموں میں سے ہر ایک کی طرف جن کی طرف عیالت وکفالت کرتے ہو ایک صاع خرما یا ایک صاع جو یا ایک صاع خشک انگور ہے۔ (فرمایا) جب عثمان کا زمانہ آیا تو انہوں نے اس صاع کو گندم کے دو مُدّ آٹا کے ساتھ تبدیل کر دیا۔ (ایضاً)

۱۰۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صدقۂ فطرہ تمہارے اہل وعیال میں سے ہر شخص کی جانب سے گندم، جو، خرما یا خشک انگور کا نصف صاع مسلمانوں کے فقیر و نادار لوگوں کے لیے ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ اور اس قسم کی دوسری حدیثیں تقیہ پر محمول ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ عثمان ومعاویہ نے فطرہ کی یہ مقدار مقرر کی تھی۔

۱۱۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جس شخص کے پاس فطرہ ادا کرنے کے سلسلہ میں اگر گندم یا جو موجود نہ ہوں تو ان کی جگہ نیم صاع گندم کا آٹا یا مسور یا جوار یا باجرہ کافی ہے۔ یا خرما اور خشک انگور کا ایک صاع۔ (التہذیب، الاستبصار، المقنع)

(وجہ گزر چکی ہے کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہے)۔

۱۲۔ منصور بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے صدقۂ فطرہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: خرما کا ایک صاع یا گندم کا نصف صاع یا جو کا ایک صاع۔ (پھر فرمایا) خرما مجھے زیادہ پسند ہے۔

(التہذیب)

۱۳۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آدمی کو کس قدر (فطرہ) دیا جائے؟ فرمایا: ہر شہر کے اپنے پیمانہ کے ساتھ ہر شخص کے لیے ایک چوتھائی کا نصف دیا جائے۔ (ایضاً)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ہر فقیر۔ مقصد یہ ہے کہ ہر مستحق کو ایک صاع سے کم بھی دیا جاسکتا ہے۔

۱۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کو اپنے مکتوب میں لکھا کہ زکوٰۃ فطرہ ہر شخص پر چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو یا غلام۔ نر ہو یا مادہ۔ گندم، جو، خرما اور خشک انگور میں سے ایک صاع ہے جو چار مد کا ہوتا ہے۔ (عیون الاخبار)

۱۵۔ فضل بن شاذان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فطرہ گندم سے دو (۲) مد یا جو، خرما اور خشک انگور میں سے ایک صاع ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جیسا کہ قبل ازیں گزر چکا۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور بعض دیگر علماء نے اس قسم کی روایات کو تقیہ پر محمول کیا ہے اور انہیں محتاج و فقیر پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے کیونکہ اس کے لیے فطرہ ادا کرنا مستحب ہے اگرچہ صاع سے کم ہی ہو۔

۱۶۔ اعمش حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث شرائع دین کے ضمن میں فرمایا: زکوٰۃ فطرہ ہر چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام، نر اور مادہ پر واجب ہے اور وہ گندم، جو، خرما اور خشک انگور کے چار مد ہے اور یہی کامل صاع ہے اور یہ سوائے ولایت (اہل بیتؑ) کے قائلین اور اقرار کرنے والوں کے اور کسی کو نہیں دیا جا سکتا۔ (الخصال، تحف العقول)

۱۷۔ جناب محقق حلیؒ فرماتے ہیں: مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام سے فطرہ کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: طعام کا ایک صاع ہے! عرض کیا گیا: یا نصف صاع؟ امام علیہ السلام نے (چین بجبیں ہوکر) فرمایا: ﴿**بئس الاسم الفسوق بعد الایمان**﴾ (ایمان لانے کے بعد فسق بہت برا نام ہے) یعنی اپنی طرف سے دین میں کسی کو کسی قسم کی کمی یا زیادتی کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ (المعتبر)

۱۸۔ جناب محمد بن مسعود عیاشی زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے زکوٰۃ فطرہ کے بارے میں سوال کیا یو چھا جبکہ ان کے پاس سوائے ان کے فرزند (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) کے اور کوئی شخص موجود نہ تھا۔ فرمایا: آدمی اپنی اور اپنے چھوٹے بڑے نر اور مادہ اہل و عیال اور اپنے غلاموں کی جانب سے ہر انسان کی طرف سے ایک صاع خرما یا نصف صاع گندم کا ادا کرے اور یہی وہ زکوٰۃ ہے

جو خدا نے نماز کے ساتھ اہل ایمان پر فرض کی ہے۔۔۔۔۔ راوی نے عرض کیا کہ وہ فقیر آدمی جس کو صدقہ دیا جاتا ہے اور وہ لیتا ہے آیا اس پر بھی یہ زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اس سے دے جو اسے دیا جاتا ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۷و۸و۹و۱۰ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۷

صاع کی مقدار کیا ہے؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن ابراہیم بن ہمدانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد کے ہاتھ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط ارسال کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں ہمارے اصحاب میں صاع کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے، بعض کہتے ہیں کہ فطرہ ایک صاع مدنی ہے اور بعض ایک صاع عراقی بتاتے ہیں تو حقیقت کیا ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ ایک صاع چھ رطل مدنی کا اور نو (۹) رطل عراقی کا ہوتا ہے اور مجھے یہ بھی خبر دی کہ وزن کے لحاظ سے اس کا گیارہ سوستر (۱۱۷۰) درہم کے برابر ہوتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، معانی الاخبار، عیون الاخبار، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ علی بن بلال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام یا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں آپؑ سے یہ پوچھا تھا کہ فطرہ کتنی مقدار میں ادا کیا جائے؟ آپؑ نے جواب میں لکھا کہ خرما کے چھ رطل مدنی جو کہ نو (۹) رطل بغدادی کے برابر ہوتے ہیں۔ (الفروع، الاستبصار)

۳۔ علی بن ابراہیم اپنے اولد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آنجنابؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کسی دیہات میں رہتا ہے اور وہاں اس کے لیے فطرہ ادا کرنا ممکن نہیں ہے (کیونکہ اشیاءِ فطرہ میں سے وہاں کوئی چیز موجود نہیں ہے؟) فرمایا: دودھ کے چار رطل دے دے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ (چار رطل) استحباب پر محمول ہے کیونکہ جس شخص کے پاس فطرہ ادا کرنے کے لیے کچھ نہ ہو اس پر فطرہ کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی (ہاں وہ بطور استحباب) صاع سے کم بھی (دودھ وغیرہ) دے سکتا ہے!

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے ایک حدیث کے ضمن میں مجھے لکھا کہ تم پر اور تمام لوگوں پر اور جن کی تم عیالت و کفالت کرتے

ہو وہ خواہ نر ہوں یا مادہ، چھوٹے ہوں یا بڑے، آزاد ہوں یا غلام، ہنوز دودھ پیتے ہوں یا ان کا دودھ چھوٹ چکا ہو، سب کا فطرہ واجب ہے! اور وہ چھ رطل مدنی (ایک صاع) ہے اور ایک رطل ایک سو پچانوے درہم کا ہوتا ہے۔ اس طرح ایک شخص کا فطرہ گیارہ سوستر درہم کے وزن کے برابر ہوگا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ محمد بن ریان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ زکوٰۃ فطرہ کی کس قدر مقدار ادا کیا جائے؟ آپؑ نے جواب میں لکھا: چار رطل مدنی۔ (ایضاً)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یا تو یہ حدیث دودھ اور پنیر کے ساتھ خاص ہے (کہ ان میں چار رطل کافی ہے) یا حدیث میں تصحیف واقع ہوئی ہے۔ امامؑ نے چار مد فرمایا ہوگا جسے راوی نے غلطی سے چار رطل سمجھا۔

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس سے مراد وہ فقیر ہو جس پر فطرہ کی ادائیگی واجب نہیں ہوتی تو وہ بطور استحباب صاع سے کم بھی دے سکتا ہے۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عبدالجبار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ابوالقاسم کوفی ان کے پاس ایک مد لائے۔ اور بیان کیا کہ ان کو یہ مد ابن ابی عمیر نے دیا ہے۔ اور بیان کیا ہے کہ ان کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک صحابی نے دیا۔ اور ان کو امام علیہ السلام نے دیا۔ اور فرمایا کہ یہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مد ہے اور جب ہم نے اس کا وزن کیا تو ہمارے حساب سے وہ چار مد اور ایک قفیز (ایک پیانہ) اور قفیز کا ربع نکلا۔ (معانی الاخبار)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ اور اس سے پہلے باب ۵۰ از وضو و باب ۳۲ از غسل جنابت میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

اس چیز سے فطرہ نکالنا چاہیئے جو اس شہر کی غالب خوراک ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ اور ابن مسکان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر قوم کو اس چیز سے فطرہ دینا چاہیئے جو وہ خود کھاتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کو کھلاتے ہیں خواہ وہ دودھ ہو یا خشک انگور وغیرہ۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ باسناد خود ابراہیم بن محمد ہمدانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب مجھے فطرہ کے بارے میں روایت میں اختلاف محسوس ہوا تو میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں اس موضوع کے متعلق

استفسار کیا تھا۔ امامؑ نے مجھے جواباً لکھا کہ فطرہ تمہارے شہر کی غالب خوراک میں سے ایک صاع ہے چنانچہ مکہ، یمن، طائف، اطراف شام اور جزیرہ، موصل، اور تمام پہاڑی علاقہ والوں پر گندم یا جو سے اور طبرستان والوں پر چاول سے اور مرو والوں کے سوا باقی اہل خراسان پر گندم سے اور رائے والوں پر خشک انگور سے اور مصر والوں پر بھی گندم سے فطرہ کی ادائیگی واجب ہے۔ اور ان کے علاوہ باقی لوگوں پر ان کی غالبی خوراک سے واجب ہے۔ اور جو بادیہ نشین دیہاتوں میں رہتے ہیں ان پر پنیر سے اور فطرہ تم پر اور سب لوگوں پر لازم ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب المقنعہ میں یہ روایت اسی طرح نقل کی ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اس میں "اہل مرو" کا تذکرہ نہیں ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ "بدوؤں میں سے جس کے پاس پنیر نہ ہو وہ دودھ سے فطرہ ادا کرے۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: یہ حدیث اس امر پر محمول ہے کہ ان علاقہ جات کے رہنے والوں کی غالبی خوراک یہی ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے یا استحباب پر محمول ہے۔

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ ایک شخص کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں وہ شخص بیان کرتا ہے کہ میں نے آنجنابؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آیا بادیہ نشینوں پر بھی فطرہ ہے؟ فرمایا: جو شخص جو خوراک کھاتا ہے۔ اس پر اسی سے فطرہ ادا کرنا لازم ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن ابراہیم بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جس شخص کے پاس گندم اور جو نہ ہو تو اس کے لیے آٹا، سُلت (بے چھلکے والا جو)، علس (گیہوں کی ایک ردی قسم) اور جوار باجرہ سے ادائیگی جائز ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ و ۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹

فطرہ میں اصل جنس کی بجائے اس کی بازاری قیمت کا ادا کرنا بھی جائز ہے اور امکان کی صورت میں اس کا امامؑ تک یا قابل وثوق شیعوں تک پہنچانا مستحب ہے تاکہ وہ اسے مستحقین تک پہنچائیں۔

(اس باب میں کل چودہ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل بن بزیع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے

حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں اپنے اور کچھ اور لوگوں کے فطرہ کے چند درہم بھیجے اور لکھا کہ یہ اہل و عیال کا فطرہ ہے؟ امام علیہ السلام نے جواباً لکھا کہ میں نے وصول پایا۔ (الفقیہ، الفروع، المقنعہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو علی بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام علی نقی علیہ السلام) سے پوچھا کہ فطرہ کسے دینا چاہیئے؟ فرمایا: امام کو! راوی نے عرض کیا کہ آیا میں اس بات کی اپنے اصحاب کو اطلاع دوں؟ فرمایا: ہاں جسے اطلاع دینا چاہو! اور فرمایا: اگر (جنس کی بجائے) سکہ اور درہم دینا چاہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، المقنعہ، التہذیب)

۳۔ ایوب بن نوح بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ کچھ لوگ مجھ سے فطرہ کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آیا وہ اس کی قیمت آپؑ کی خدمت میں بھیجیں؟ اور میں نے گزشتہ سال اس شخص کو آپؑ کی خدمت میں بھیجا تھا اور اس نے کہا تھا کہ میں آپؑ سے یہ مسئلہ پوچھوں مگر میں بھول گیا۔ اور اس سال اس کے (اپنے) اہل و عیال میں سے ہر شخص کی طرف سے نو (۹) رطل (عراقی یعنی ایک صاع) کے عوض ایک درم بھیج رہا ہوں۔ خدا مجھے آپؑ پر قربان کرے میں اس سلسلہ میں آپؑ کی رائے گرامی معلوم کرنا چاہتا ہوں؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ فطرہ کے متعلق بہت سوال و جواب ہو رہا ہے! اور ہر وہ چیز جو شہرت کا باعث ہو میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ لہٰذا اس کا ذکر ترک کرو۔ ہاں جو شخص خود دے وہ وصول کرے اور جو نہ دے اس سے باز رہو۔ (الفروع، التہذیب)۔

۴۔ اسحاق بن عمار ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فطرہ کے بارے میں سوال کیا کہ آیا ہم اسے اکٹھا کر کے اس کی قیمت سکہ دار درہم کی شکل میں ادا کر دیں؟ اور ایک ہی مسلمان مرد کو دے دیں؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہم فطرہ میں گندم کی جگہ آٹا دے سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اسے اس کے پیسنے کا اتنا اجر ملے گا جتنا گندم اور آٹے میں فرق ہوتا ہے! پھر سوال کیا کہ آیا خرما اور گندم کی بجائے ان کی قیمت کے طور پر درہم مستحق کو دیا جا سکتا ہے جبکہ وہ مؤمن کے اہل خانہ کے لیے زیادہ سود مند ہو؟ فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب)

۶۔ عمار بن اسحاق صیرفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ آپؑ فطرہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آیا میں ان نام بردہ چیزوں کی بجائے بطور قیمت

چاندی دے سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ یہ تو اس شخص کے لیے زیادہ مفید ہے۔ وہ اس سے جو چاہے گا (حسب ضرورت) خرید کرے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۷۔ سلیمان بن جعفر مروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام علی رضا علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر تمہیں فطرہ کا مستحق دستیاب نہ ہو تو اسی وقت نماز (عید) سے پہلے علیحدہ کر کے رکھ دو اور صدقہ (فطرہ) خرما کا ایک صاع ہے یا ان شہروں میں درہم کی صورت میں اس کی قیمت ہے۔ (ایضاً)

۸۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فطرہ میں قیمت ادا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۹۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے فطرہ کے (مصرف کے) بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: پڑوسی اس کے زیادہ حقدار ہیں! اور اگر اس جنس کی قیمت چاندی کی شکل میں دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (التہذیب والفقیہ)

۱۰۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جب اصل جنس موجود ہو تو اس کی قیمت دی جاسکتی ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (المقنعہ)

۱۱۔ نیز بیان کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام سے قیمت کی مقدار پوچھی گئی؟ تو فرمایا: گرانی ہو یا ارزانی (ایک صاع کی) قیمت ایک درہم ہے! اور یہ بھی مروی ہے کہ ارزانی کے وقت ایک صاع کی کم از کم قیمت ایک درہم کے دو تہائی حصے ہونی چاہیئے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ یہ اس بات پر محمول ہے کہ سوال و جواب کے وقت ایک صاع کی قیمت یہی (ایک درہم) تھی۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مستحقین زکوٰۃ کے باب (۳۵ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

فطرہ ادا کرنے کے سلسلہ میں خرما کو دوسری چیزوں پر ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے صدقۂ فطرہ کے بارے میں فرمایا کہ مجھے ان سب یعنی گندم، جو اور خشک انگور سے خرما زیادہ پسند ہے۔

(التہذیب، الاستبصار)

۲۔ اسحاق بن مبارک حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فطرہ کے متعلق ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: مجھے خرما کا صدقہ دینا زیادہ پسند ہے کیونکہ میرے والد ماجدؑ اسی کا صدقہ دیتے تھے۔ اور اگر اس کی بجائے قیمت کے طور پر چاندی دی جائے تو یہ بھی جائز ہے مگر مجھے خرما زیادہ پسند ہے۔ (ایضاً)

۳۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے صدقۂ فطرہ کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: خرما افضل ہے۔ (التہذیب)

۴۔ عبداللہ بن سنان ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے صدقۂ فطرہ کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: خرما مجھے زیادہ پسند ہے کیونکہ ہر دانۂ خرما کے عوض تمہیں جنت میں ایک درخت خرما ملے گا۔ (التہذیب والمقنعہ)

۵۔ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں فطرہ میں ایک صاع خرما دوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ فطرہ میں سونے کا ایک صاع دوں! (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فطرہ میں خرما دوسری چیزوں سے افضل ہے کیونکہ اس کی منفعت جلدی ظاہر ہوتی ہے اور یہ اس طرح کہ یہ جب مستحق کے ہاتھوں میں پہنچ جائے تو وہ اسی وقت اسے کھا سکتا ہے؟ فرمایا: جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو لوگوں کے پاس کوئی مال ومنال نہ تھا۔ ہاں صرف فطرہ تھا۔ (الفقیہ، علل الشرائع، الفروع، التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ فطرہ کی تمام اقسام میں سے آپؑ کو کون سی قسم زیادہ پسند ہے؟ فرمایا: جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تو سنت کی وجہ سے خرما سے روگردانی نہیں کروں گا۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ روایات سابقہ ابواب میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

جس شخص کے ہاں رؤیتِ ہلال سے پہلے بچہ پیدا ہو یا اس سے پہلے اسلام لائے تو اس کا فطرہ واجب ہے اور اگر رؤیتِ ہلال کے بعد ہو تو پھر واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس مولود کے بارے میں جو عید الفطر کی رات پیدا ہو۔ یا جو یہودی و نصرانی عید الفطر کی

رات اسلام لائے۔ فرمایا کہ ان پر فطرہ نہیں ہے۔ ہاں فطرہ صرف اس پر ہے جو ماہِ رمضان کو درک کرے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جو مولود عید الفطر کی رات پیدا ہو آیا اس پر فطرہ ہے؟ فرمایا: نہ! کیونکہ ماہِ مبارک گزر گیا۔ پھر یہودی کے بارے میں دریافت کیا جو شب عید اسلام لائے آیا اس پر فطرہ ہے؟ فرمایا: نہ۔ (التہذیب والفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جو مولود (عید الفطر کے دن) زوال سے پہلے پیدا ہو اس کا فطرہ ادا کیا جائے! اور اسی طرح جو شخص زوال آفتاب سے پہلے اسلام لائے اس کا بھی فطرہ ادا کیا جائے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے اس حدیث کو استحباب پر محمول کیا ہے!

باب ۱۲

فطرہ کے وجوب کا وقت ہلال شوال نمودار ہونے کے بعد اور عید کی نماز پڑھنے سے پہلے ہے اور اگر اسے نماز سے مؤخر کر دیا جائے تو وہ اس سے ساقط نہیں ہوتا اور بطور قرضہ اول ماہِ رمضان سے لے کر آخر تک مقدم کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فطرہ کا نمازِ عید سے پہلے ادا کرنا افضل ہے اور اس کے بعد صدقہ ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا فطرہ ایک دن پہلے (بطور قرضہ) دیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ، بکیر، فضیل بن یسار، محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام و حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی پر واجب ہے کہ اپنے تمام اہل و عیال کی طرف سے آزاد ہوں یا غلام، چھوٹے ہوں یا بڑے، فطرہ ادا کرے اور اگر بروز عید نماز عید سے پہلے ادا کرے تو افضل ہے اور اگر ماہِ رمضان کے آغاز سے لے کر آخر تک (بطور قرضہ) ادا کرنا چاہے تو اس کے لیے گنجائش ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ عیص بن قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فطرہ کے بارے میں سوال کیا کہ کب ادا کرنا چاہیئے؟ فرمایا: عید الفطر کے دن نمازِ عید سے پہلے! راوی نے عرض کیا کہ اگر نماز کے بعد کچھ بچ جائے تو؟ فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم اس سے اپنے عیال کو دیتے ہیں پھر کچھ بچ جاتا ہے تو ہم اسے تقسیم کرتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ عیال کو دینے سے فطرہ کا علیٰحدہ کرکے رکھنا مراد ہے۔

۵۔ ابوبکر حضرمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى﴾ (اس شخص نے فلاح پائی جس نے زکوٰۃ ادا کی۔ اور اپنے پروردگار کا نام لے کر نماز پڑھی) کے بارے میں فرمایا: صبح سویرے صحراء کی طرف جائے اور نماز (عید) پڑھے۔ (التہذیب والاستبصار)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے کہ اس شخص نے فلاح پائی جس نے فطرہ ادا کیا اور پھر سویرے نمازِ عید پڑھی۔ (الفقیہ)

۶۔ جناب سید بن طاؤس "کتاب الاقبال" میں فرماتے ہیں کہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تک ہم سے یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ فرمایا: چاہیئے کہ آدمی اس سے پہلے فطرہ ادا کردے کہ لوگ صحراء کی طرف (نماز عید پڑھنے) جائیں۔ اور اگر اس سے واپس لوٹنے کے بعد ادا کرے گا تو وہ صدقہ ہوگا۔ فطرہ نہ ہوگا۔ (کتاب الاقبال)

۷۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود سالم بن مکرم جمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: نماز (عید) پڑھنے سے پہلے فطرہ ادا کرو اور یہی خدا کا ارشاد ہے کہ ﴿اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ (پھر) فرمایا کہ جو شخص فطرہ لیتا ہے اسے بھی چاہیئے کہ (بطور استحباب) اپنا اور اپنے اہل و عیال کا فطرہ ادا کرے۔ اور فرمایا کہ جو نماز سے واپسی تک ادا نہ کرے (بعد میں ادا کرے) تو یہ اس کا فطرہ شمار نہ ہوگا۔ (بلکہ صدقہ شمار ہوگا)۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی کچھ حدیثیں (باب ۹ میں اور نماز عیدین باب ۱۲ میں، باب ۴۹ مستحقین زکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

جب مستحق موجود نہ ہو تو بوقت وجوب فطرہ کا علیٰحدہ کرنا واجب ہے۔ ہاں البتہ مستحق کے ملنے تک ادائیگی میں تاخیر جائز ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن حفص مروزی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر تمہیں فطرہ کا مستحق نہ ملے تو اسی وقت نماز (عید) سے پہلے فطرہ علیٰحدہ کر کے رکھ دو۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ زرارہ بن اعین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے مستحق کے ملنے تک فطرہ الگ کر کے رکھ دیا تھا۔ فرمایا: جب اپنی ذمہ داری پر علیٰحدہ کر دے تو وہ بری الذمہ ہو جائے گا۔ اور اگر ایسا نہیں کرے گا تو مستحقین تک پہنچانے کا ضامن ہوگا۔ (التہذیب)

۳۔ حارث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر (مستحق نہ ملنے کی وجہ سے) ذی القعدہ کے ہلال نمودار ہونے تک فطرہ کی ادائیگی کو مؤخر کر دو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے فطرہ کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جب اسے علیٰحدہ کر دیا جائے تو پھر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ نماز (عید) سے پہلے دیا جائے یا اس کے بعد۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۵۔ ابن ابی عمیر بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فطرہ کے بارے میں فرمایا: جب اسے علیٰحدہ کر کے رکھ دو اور اس کے مصرف کا یا کسی خاص شخص کا انتظار ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ و باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

زکوٰۃ فطرہ کا وہی مستحق ہے جو مال زکوٰۃ کا مستحق ہے اور غیر مؤمن اور غیر محتاج کو فطرہ دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: زکوٰۃِ فطرہ فقراء ومساکین کے لیے ہے۔ (التہذیب والاستبصار)

۲۔ ابراہیم بن عقبہ نے ان (حضرت امام محمد تقی علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ آیا زکوٰۃِ فطرہ غیر مؤمن کو دی جاسکتی ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: تمہیں مؤمن کے سوا کسی اور کو اپنی زکوٰۃ نہیں دینی چاہیئے۔ (ایضاً)

۳۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ فطرہ کے مستحق کون لوگ ہیں جن کو دینا واجب ہے؟ فرمایا: وہ (مؤمن) لوگ جو کچھ نہ رکھتے ہوں۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام مکتوب میں لکھا کہ زکوٰۃِ فطرہ فرض ہے۔ اور یہ سوائے اہل ولایت کے کسی اور کو دینا جائز نہیں ہے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں یہاں (باب ۶ و ۹ وغیرہ میں) اور کچھ مستحقین زکوٰۃ (باب ۵ و باب ۲۹ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

جب کوئی مؤمن موجود نہ ہو تو فطرہ مستضعف کو دیا جاسکتا ہے مگر ناصبی کو نہیں دیا جاسکتا ہے اور اسے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے ساتھ مختص کرنا مستحب ہے۔ بشرطیکہ وہ مستحق ہوں اور جب وہاں مستحق موجود ہوں تو دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مالک جہنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے زکوٰۃ فطرہ کے متعلق پوچھا؟ فرمایا: اہل اسلام (اہل ایمان) کو عطا کرو اور اگر مسلمان نہ ملے تو مستضعف کو دو اور اگر چاہو تو اس سے قرابت داروں کو بھی دو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اسحاق بن عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے صدقۂ فطرہ کے بارے میں سوال کیا کہ آیا میں اسے غیر موالی غریب ہمسایوں کو دے سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں بوجہ شہرت وہ سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ (الفروع، علل الشرائع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخؒ نے بیان کیا ہے کہ یہ تقیہ پر یا مستضعف پڑوسی پر محمول ہے۔

۳۔ فضیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے جد بزرگوار اپنا فطرہ ان لوگوں کو

دیتے تھے جو ضعیف ہوتے، غریب ہوتے اور جو تولاً نہیں رکھتے تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ (فطرہ) اس کے مستحقین (موالین) کے لیے ہے مگر یہ کہ وہ نہ مل سکیں تو پھر ان کو دو جو ناصبی نہ ہوں اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ کرو۔ فرمایا: امامؑ جہاں چاہیں گے صرف کریں گے اور جو ان کی مرضی ہوگی اس کے ساتھ وہ سلوک کریں گے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ محمد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے علی بن بلال سے سنا، وہ ذکر کر رہے تھے کہ میں نے ان (امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا کہ ایک شخص ایک شہر میں رہتا ہے۔ اور اس کا ایک محتاج دینی بھائی دوسرے شہر میں رہتا ہے! آیا یہ جائز ہے کہ فطرہ اس کی طرف بھیجا جائے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ فطرہ وہاں حاضر لوگوں پر تقسیم کیا جائے اور دوسرے شہر میں رہنے والے کی طرف نہ بھیجا جائے اگرچہ (یہاں) کوئی موافق (مذہب) موجود نہ ہو۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا ایسے پڑوسیوں اور دایوں کو فطرہ دیا جا سکتا ہے جو نہ حق کی معرفت رکھتے ہوں اور نہ اس سے عداوت رکھتے ہوں؟ فرمایا: ہاں اگر محتاج ہوں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ اسحاق بن عمار نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے فطرہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: پڑوسی اس کے زیادہ حقدار ہیں اور اگر فطرہ کی قیمت چاندی کی شکل میں دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ایضاً والتہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۴ میں اور مستحقین زکوٰۃ کے باب ۳۹ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۶

مستحب ہے کہ فطرہ ایک جماعت پر تقسیم کیا جائے اور ایک فقیر کو ایک صاع سے کم دینا مکروہ ہے ہاں البتہ اسے کئی صاع دیئے جا سکتے ہیں اسی طرح تمام فطرہ ایک ہی مستحق کو دینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن مبارک ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا آدمی فطرہ ایک شخص کو دے یا روکے؟ فرمایا: اگر تقسیم کرے تو زیادہ بہتر ہے! پھر عرض کیا: اگر ایک ہی شخص کو تین یا چار صاع دے دے تو؟ فرمایا: ہاں! (جائز ہے)۔

(التہذیب والاستبصار)

۲۔ بعض اصحاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک آدمی کے فطرہ سے کم کسی مستحق کو نہ دو۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص کسی شخص کو دو، تین یا چار افراد کا فطرہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۴۔ نیز حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں وارد ہے کہ اگر اپنا اور اپنے اہل و عیال کا فطرہ ایک ہی شخص کو دے دو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر ایک شخص کا فطرہ دو آدمیوں کو دینا جائز نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ علی بن بلال بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو لکھا کہ آیا یہ جائز ہے کہ ایک شخص کے اہل و عیال کا فطرہ جبکہ وہ دس (۱۰) یا اس سے کم و بیش ہوں۔ ایک ایسے شخص کو دیا جائے جو محتاج ہو اور ہم مذہب ہو؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: ہاں ایسا کرو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۵ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۷

آیا مکاتب غلام کا فطرہ خود اس پر واجب ہے یا اس کے آقا پر؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان جمال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فطرہ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ ہر چھوٹے، بڑے، آزاد اور غلام پر ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب نے اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ مکاتب مطلق کا جس قدر حصہ آزاد ہو چکا ہے اس نسبت سے خود اس پر اور جو حصہ غلام ہے اسکی نسبت سے اسکے آقا پر فطرہ لازم ہے۔

۲۔ محمد بن احمد مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی اپنے مکاتب غلام کا فطرہ ادا کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ مکاتب غلام کا فطرہ اس پر ہے یا اس سے مکاتبہ کرنے والے (آقا) پر؟ اور آیا

اسکی گواہی قبول ہے؟ فرمایا: فطرہ خود اس پر ہے! اور اس کی شہادت قبول نہیں ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، بحار الانوار)
حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث انکار پر محمول ہے نہ کہ اخبار پر! گویا امامؑ یہ فرما رہے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ اس پر فطرہ تو واجب ہو مگر اس کی گواہی قبول نہ ہو! مطلب یہ ہے کہ اس کی گواہی منظور ہے۔ اور اس پر فطرہ واجب ہے۔
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس کی گواہی کی نفی تقیہ پر محمول ہو۔ کما سیاتی۔

باب ۱۸

آقا پر اس وقت غلام کا فطرہ واجب ہے جب وہ ایک پورے غلام کا مالک ہو اگرچہ شرکت کی وجہ سے دو یا دو سے زائد غلاموں سے مل کر ہی مکمل ہو ورنہ واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک غلام چند آدمیوں کے درمیان مشترک ہے آیا ان پر اس کا فطرہ واجب ہے؟ فرمایا: جب ہر مالک کی ملکیت میں ایک غلام ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس کا فطرہ ادا کرے! اور جب بہت سے غلام بہت سے مالکوں کے درمیان مشترک ہوں تو ہر شخص اپنے حصہ کے غلاموں کا فطرہ ادا کرے گا۔ اور جب ہر مالک کی ملکیت ایک غلام سے کم ہو تو پھر ان پر کچھ بھی نہیں ہے۔ (الفقیہ)
مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۵ میں اور باب ۱۷ از ما تجب فیہ الزکوٰۃ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۹

انسان کے لیے جائز ہے کہ اپنے ان اہل و عیال کا فطرہ ادا کرے جو اس سے غائب ہوں اور یہ بھی جائز ہے کہ ان کو حکم دے کہ وہ اس کا فطرہ ادا کریں جبکہ یہ ان سے غائب ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن درّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی آدمی کے اہل و عیال اس سے غائب ہوں اور وہ ان کا فطرہ ادا کرنا چاہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اسی طرح اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ ان کا حکم دے کہ وہ اس کی طرف سے فطرہ ادا کریں جبکہ وہ ان سے غائب ہو۔ (الفروع، التہذیب)

﴿ صدقہ وخیرات کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل باون (۵۲) باب ہیں)

باب ۱

صدقہ دینا مستحب مؤکد ہے خواہ آدمی کثیر المال ہو یا قلیل المال بلکہ اگرچہ مقروض بھی ہو۔

(اس باب میں کل اکیس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی انیس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صدقہ دینا قرضہ کی ادائیگی اور خیر و برکت کا باعث ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صدقہ دینا بری موت کو دور کرتا ہے۔ (الفروع، ثواب الاعمال)

۳۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جو بندہ دنیا میں احسن طریقہ پر صدقہ دیتا ہے تو خدا اس کی وفات کے بعد اس کے بال بچوں سے احسن طریقہ پر جانشینی کرتا ہے اور فرمایا: اچھا صدقہ قرضہ کی ادائیگی اور خیر و برکت کا باعث بنتا ہے۔ (الفروع)

۴۔ اسحاق بن غالب بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نیکی کرنا اور صدقہ دینا فقر و فاقہ کو دور کرتے ہیں اور زندگی میں اضافہ کرتے ہیں اور نیکی کرنے اور صدقہ دینے والے سے ستر (۷۰) قسم کی بری موتوں کو دور کرتے ہیں۔ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۵۔ سعد بن طریف حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ارشاد خداوندی ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی﴾ (جو شخص عطا کرے، پرہیزگار بنے اور اچھی باتوں کی تصدیق کرے) کی تفسیر میں فرمایا کہ خداوند عالم ایک (نیکی) کے عوض دس (بلکہ) ایک لاکھ تک یا اس سے بھی زائد عطا کرتا ہے۔ ﴿فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰی﴾ ارشاد قدرت ہے کہ ہم اس کے لیے آسانی کریں گے) فرمایا: جب وہ شخص کسی نیکی کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو خدا اسے آسان کر دیتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۶۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرماتے ہیں کہ جو شخص اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ خدا عوض دیتا ہے تو وہ عطا و بخشش کرنے میں ضرور سخاوت کرتا ہے۔ (الفروع)

۷۔ عبدالرحمٰن بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب زمین آگ ہوگی ماسوا مؤمن کے سایہ کے کہ اس کا صدقہ اس پر سایہ فگن ہوگا۔ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۸۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ صدقہ دو کیونکہ صدقہ دینا مال کے زیادہ ہونے کا باعث ہوتا ہے پس صدقہ دو خدا تم پر رحم فرمائے۔ (الفروع)

۹۔ ہارون بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد سے فرمایا: بیٹا! تمہارے اس نان ونفقہ میں سے کس قدر بچا ہوا ہے؟ عرض کیا: چالیس (۴۰) دینار! فرمایا: باہر نکل اور وہ صدقہ کر دے! محمد نے عرض کیا کہ (خرچہ کے لیے) صرف یہی رقم ہے! فرمایا: صدقہ کر دے۔ خدا اس کا بدل دے گا! (پھر فرمایا) کیا تم نہیں جانتے کہ ہر چیز کی ایک کنجی ہوتی ہے اور رزق کی کنجی صدقہ ہے! پس صدقہ کر دے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس صدقہ دینے کو صرف دس (۱۰) دن ہی گزرے تھے کہ امام علیہ السلام کے پاس ایک جگہ سے چار ہزار دینار آ گئے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا! ہم نے خدا کو صرف چالیس دینار دیئے تھے مگر اس نے ہمیں چار ہزار دینار عطا فرما دیئے۔ (ایضاً)

۱۰۔ موسیٰ بن بکر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صدقہ کے ذریعہ سے رزق نازل ہونے کی استدعا کرو۔ (ایضاً، کذا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما فی قرب الاسناد)

۱۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ صدقہ کے ذریعہ حصول رزق کی کوشش کرو کیونکہ جس شخص کو بدل کا یقین ہوگا وہ عطیہ کرنے میں سخاوت کرے گا۔ خداوند عالم اخراجات وضروریات کے مطابق امداد نازل کرتا ہے۔ (الفقیہ، نہج البلاغہ)

۱۲۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دن ایک دینار صدقہ دیا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: یا علیؑ! کیا تم جانتے ہو کہ مؤمن کا صدقہ اس کے ہاتھ سے نہیں نکلتا۔ جب تک وہ اسے ستر شیطانوں کے جبڑوں سے نہیں چھڑا لیتا کہ ان

میں سے ہر شیطان اسے سے یہی کہتا ہے کہ صدقہ نہ دے! اور پھر یہ صدقہ اس وقت تک سائل کے ہاتھ میں نہیں پہنچتا۔ جب تک اس سے پہلے خدا کے ید قدرت میں نہیں پہنچتا! پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ (کیا وہ لوگ نہیں جانتے کہ خدا ہی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات وصول کرتا ہے اور خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے)۔ (ثواب الاعمال)

۱۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: توحید نصف دین ہے اور صدقہ کے ذریعہ سے رزق نازل کراؤ۔ (عیون الاخبار، کتاب التوحید)

۱۴۔ حسن بن عبداللہ بن محمد بن عباس اپنے والد (عبداللہ) سے، وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آدمی کا بہترین مال اور اس کا بہترین ذخیرہ صدقہ ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صبح سویرے صدقہ دو کیونکہ جو شخص صبح سویرے صدقہ دیتا ہے اس تک بلاء و مصیبت راہ نہیں پاتی۔ (ایضاً)

۱۶۔ جناب محمد بن حسن الصفارؒ باسناد خود ابوعثمان عبدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صدقہ جہنم کی ڈھال ہے۔ (بصائر الدرجات)

۱۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صدقہ سے اپنے بیماروں کا علاج کرو۔ (قرب الاسناد)

۱۸۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں فرمایا: جب غریب و نادار ہو جاؤ تو صدقہ دے کر خدا سے تجارت کرو۔ (نہج البلاغہ)

۱۹۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اس وقت تک کسی بندہ کا ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک اس میں چار خصلتیں نہ پائی جائیں: (۱) حسن خلق۔ (۲) سخاوت نفس۔ (۳) زیادہ گوئی سے پرہیز۔

(۴) زائد مال کا خرچ کرنا۔ (امالی شیخ حسن طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱و۲و۵ اور اس سے پہلے احتضار باب ۳۰، ملابس باب ۳، مساجد باب ۴۲، نماز جعفر باب ۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں اور ابواب صدقات میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۴

انسان کے لیے مستحب ہے کہ مسلمانوں کے کسی غریب خاندان کی کفالت کرے اور اسے مستحبی حج کرنے اور غلام آزاد کرنے پر ترجیح دے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر میں ایک حج بیت اللہ کروں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ غلام آزاد کروں۔ (یہاں تک کہ دس تک پہنچ گئے) اور غلام آزاد کروں اور غلام آزاد کروں (یہاں تک ستر تک پہنچ گئے)۔ اور اگر میں مسلمانوں میں سے کسی ایک خانوادہ کی بایں طور کفالت وعیالت کروں کہ ان کے بھوکوں کو شکم سیر کروں، ننگوں کو کپڑا پہناؤں، اور لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنے سے ان کی عزت کو بچاؤں۔ تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ حج کروں، حج کروں۔ (یہاں تک کہ دس تک پہنچ گئے) اور ان جیسی اور حج کروں، اور حج کروں (یہاں تک کہ ستر تک پہنچ گئے)۔ (الفروع، ثواب الاعمال)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسن بن علی بن یقطین سے اور وہ اپنے بھائی حسین سے اور وہ اپنے والد (علی) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کے پاس کچھ رقم ہے آیا اسے صدقہ کرے تو افضل ہے یا اس سے غلام خریدے (اور اسے آزاد کرے؟) فرمایا: مجھے صدقہ زیادہ پسند ہے۔ (ثواب الاعمال)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے میمونہ بنت حارث سے فرمایا: تو نے اپنی کنیز کہاں کی؟ عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں نے اسے آزاد کر دیا ہے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر اس کے ذریعہ سے صلہ رحمی کرتیں (کسی ضرورت مند رشتہ دار کو ھبہ کر دیتیں) تو یہ بات زیادہ اجر وثواب کا باعث ہوتی۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے (پہلے باب کی مطلق حدیثوں میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

بیمار کی طرف سے صدقہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے بیماروں کا علاج کرو۔ صدقہ کے ساتھ، بلا کو دور کرو دعا کے ساتھ اور نزول رزق کی کوشش کرو صدقہ کے ساتھ۔ کیونکہ یہ ستر (۷۰) شیطانوں کے جبڑوں سے چھڑایا جاتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود معاذ بن مسلم بیاع ہروی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ لوگوں نے "درد" کا تذکرہ کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اپنے بیماروں کا علاج کرو۔ صدقہ کے ساتھ تمہیں کیا مانع ہے کہ تم اپنا یومیہ خرچہ صدقہ دے دو۔ (فرمایا: بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ) ملک الموت کو ایک بندہ کی روح قبض کرنے کا تحریر نامہ دے دیا جاتا ہے اور اس اثناء میں بندہ صدقہ دے دیتا ہے تو ملک الموت سے وہ تحریر واپس لے لی جاتی ہے۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں اور اس سے پہلے احتضار باب ۲۲، کتاب الزکوٰۃ باب ۱ و ۳ مما تجب فیہ الزکوٰۃ میں) اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

بچہ کی طرف سے صدقہ دینا مستحب ہے اور مستحب یہ ہے کہ اسے حکم دیا جائے کہ وہ اپنے ہاتھ سے صدقہ دے اگرچہ تھوڑا ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے دو بیٹوں کا صدمہ پہنچ چکا ہے اور اب صرف ایک چھوٹا سا بیٹا رہ گیا ہے! فرمایا: اس کی طرف سے صدقہ دو۔ پھر جب میں اٹھنے لگا تو فرمایا کہ بچہ کو حکم دو کہ وہ اپنے ہاتھ سے صدقہ دے۔ روٹی کا ٹکڑا ہو یا مٹھی بھر غلہ یا کوئی اور چیز اگرچہ تھوڑی ہی ہو کیونکہ ہر وہ چیز جو خالص نیت سے خدا کے نام پر

دی جائے تو وہ (مقدار میں) کم بھی ہو (تو قدر) میں عظیم ہوتی ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ (جو ذرہ برابر نیکی کرے گا اس کی جزا پائے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا اس کی سزا پائے گا)۔ نیز خدا فرماتا ہے: ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾ (پھر وہ گھاٹی پر سے کیوں نہیں گزرا؟ اور تمہیں کیا معلوم کہ گھاٹی کیا ہے؟ وہ کسی گردن کا (غلامی یا قرضہ کے بند سے) چھڑانا ہے یا بھوک کے دن کسی رشتہ دار یتیم یا خاکسار محتاج کو کھانا کھلانا ہے)۔ خدا جانتا تھا کہ ہر شخص غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس لیے اس نے یتیم و مساکین کو کھانا کھلانا بمنزلہ غلام آزاد کرنے کے قرار دے دیا بس اس کی طرف سے صدقہ دو۔ (الفروع)

۲۔ حسن بن جہم بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام (یا حضرت امام علی رضا علیہ السلام) نے اسماعیل بن محمد سے فرمایا جبکہ موصوف نے آپؑ کی خدمت میں اپنے بیٹے (کی بیماری کا) ذکر کیا تھا۔ "اس کی طرف سے صدقہ دو" موصوف نے عرض کیا کہ اب وہ خود مرد ہے یعنی بالغ ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تو اسے حکم دو کہ وہ خود صدقہ دے اگرچہ روٹی کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔۔۔! پھر فرمایا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص رہتا تھا اور اس کا بیٹا تھا جس سے وہ بہت محبت کرتا تھا۔ خواب میں کسی نے اس سے کہا کہ تیرا بیٹا زفاف والی رات مر جائے گا۔ چنانچہ جب زفاف والی رات آئی تو اس کے باپ کو توقع تھی کہ وہ انتقال کر جائے گا مگر جب صبح اس کا بیٹا زندہ اور سلامت پایا گیا تو اس کا باپ اس کے پاس گیا۔ اور پوچھا: بیٹا تو نے گزشتہ رات کوئی نیکی کی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اور تو کوئی نیکی نہیں کی۔ ہاں ایک سائل نے دروازہ پر آکر سوال کیا تھا۔ اور میرے پاس جو خاص طعام پڑا تھا جو ان لوگوں (سسرال والوں نے) میرے لیے تیار کیا تھا۔ وہ میں نے اٹھا کر اسے دے دیا۔ یہ ماجرا سن کر باپ نے کہا: پس اسی وجہ سے خدا نے تم سے (موت کو) ٹال دیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

انسان کے لیے بالخصوص بیمار کے لیے مستحب ہے کہ اپنے ہاتھ سے صدقہ دے اور سائل سے اپنے حق میں دعا کرنے کی استدعا کرے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اپنے ہاتھ سے صدقہ دینا بری موت کو دور کرتا ہے اور ستر قسم کی بلاؤں کو دفع کرتا ہے اور اسے ایسے ستر (۷۰) شیطانوں کے جبڑوں سے چھڑایا جاتا ہے جن میں سے ہر شیطان اسے حکم دیتا ہے کہ نہ دے۔(الفروع، ثواب الاعمال، الفقیہ)

۲۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بیمار کے لیے مستحب ہے کہ سائل کو اپنے ہاتھ سے صدقہ دے۔ اور سائل کو حکم دیا جائے کہ وہ بیمار کے لیے دعا کرے۔(الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان مختصر مگر جامع کلمات میں سے جو ان سے پہلے کسی نے نہیں کہے ایک یہ کلمہ بھی ہے کہ اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔(الفقیہ)

۴۔ ابوالاحوص اپنے باپ مالک بن نضلہ (ثعلبہ) سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہاتھ تین قسم کے ہیں: (۱) سب سے بلند خدا کا دست قدرت ہے۔ (۲) اس کے بعد عطا کرنے والے کا ہاتھ۔ (۳) اور سائل کا ہاتھ سب سے نچلا ہے۔ پس بچا ہوا مال (راہِ خدا میں) عطا کر اور اپنے نفس کو عاجز نہ بنا۔(الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۹ و ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

بقدر طاقت و وسعت زیادہ صدقہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر علیہ السلام کو جو وصیت فرمائی تھی اس میں فرمایا تھا: یا علیؑ! میں تمہیں اپنی ذات کے بارے میں چند خصلتوں کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر کہا: ﴿اللّٰھم أعنه﴾ (یا اللہ! ان کی اعانت فرما)۔ اور جہاں تک صدقہ کا تعلق ہے تو وہ اپنی طاقت وقوت کے مطابق دو۔ یہاں تک کہ تم کہو کہ میں نے اسراف کر دیا۔ حالانکہ تم نے اسراف نہیں کیا۔ (کیونکہ ﴿لا اسراف فی الخیر﴾ نیکی میں کوئی اسراف نہیں ہے)۔

(الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ و ۱۴ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

مالدار اور غریب ونادار (سائل) کو صدقہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو جمیلہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صدقہ دو اگرچہ خرما کا ایک صاع ہو، اگرچہ صاع سے کم ہو، اگرچہ مٹھی بھر ہو، اگرچہ ایک دانہ خرما ہو، اگرچہ دانہ خرما کا ایک حصہ ہو۔ اور جس کے پاس یہ بھی نہ ہو تو وہ ایک پاکیزہ جملہ کے ساتھ صدقہ دے کیونکہ تم میں سے جب کوئی شخص (فردائے قیامت) خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو خدا اس سے فرمائے گا: کیا میں نے تیرے ساتھ یہ نہیں کیا۔ وہ نہیں کیا؟ کیا میں نے تجھے سمیع وبصیر نہیں بنایا؟ کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا؟ اولاد نہیں دی؟ بندہ عرض کرے گا: ہاں! خدا فرمائے گا: دیکھ تو نے اپنے لیے کیا آگے بھیجا ہے؟ اس وقت وہ اپنے آگے، پیچھے اور دائیں بائیں دیکھے گا مگر وہ کوئی چیز نہیں پائے گا جس سے وہ اپنے چہرہ کو آتش دوزخ سے بچا سکے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسولؐ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ میں سے یہ لفظ بھی ہے کہ فرمایا: آتش دوزخ سے بچو اگرچہ دانہ خرما کے ایک حصہ کے ساتھ۔ اور رزق کے نزول کی کوشش کرو صدقہ کے ساتھ، اور بلاء ومصیبت کو دور کرو دعا کے ساتھ۔ (پھر فرمایا) صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور جب قرابت دار محتاج ہوں تو (پھر دوسروں پر) صدقہ نہیں ہوتا۔ (الفقیہ)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک عابد نے اسی (۸۰) سال تک خدا کی عبادت

کی۔ اس کے بعد اس کی نگاہ ایک عورت پر پڑی اور اس کی محبت اس کے دل میں جاگزین ہوگئی۔ وہ اس کے پاس گیا۔ اور اسے دعوتِ گناہ دی جسے اس عورت نے قبول کر لیا۔ پس جب وہ زنا کاری کر چکا تو ملک الموت نے دستک دی۔ اور اس کی زبان بند ہوگئی۔ اس اثناء میں ایک سائل وہاں سے گزرا اور اس نے روٹی کی طرف اشارہ کیا جو اس کی کمبل میں تھی کہ اسے اٹھالے۔ پس خدا نے اس کے اسی (۸۰) سال کے عمل کو ایک زنا کاری کی وجہ سے حبط کر دیا اور پھر ایک روٹی کی وجہ سے اسے بخش دیا۔ (ثواب الاعمال)

۴۔ موسیٰ بن الحسن حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی اسرائیل میں سخت قحط پڑا جو مسلسل کئی سال تک برقرار رہا۔ ان میں سے ایک عورت کے پاس صرف ایک لقمہ تھا جسے اس نے کھانے کے لیے منہ میں ڈالا۔ اُدھر سائل نے آواز دی۔ اے کنیز خدا۔ بھوک! عورت نے کہا: آیا ایسے وقت میں بھی صدقہ دیا جاتا ہے؟ پھر اس نے لقمہ اپنے منہ سے نکال کر سائل کو دے دیا۔ اور اس عورت کا ایک چھوٹا سا لڑکا تھا جو جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کر رہا تھا۔ ایک بھیڑیا آیا اور اسے اٹھا کر لے دوڑا۔ بچہ کی چیخ و پکار بلند ہوئی اور ماں بھیڑیے کے پیچھے دوڑی۔ پس خداوند عالم نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور اس نے بچہ کو بھیڑیا کے منہ سے چھڑایا اور اس کے ماں کے حوالہ کیا۔ اور پھر اس عورت سے کہا: اے کنیز خدا! کیا تم خوش ہے! لقمہ کے عوض لقمہ۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود حضرت امام علی علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر احسان صدقہ ہے خواہ مالدار سے کیا جائے یا غریب و نادار سے! پس صدقہ دو۔ اگرچہ دانۂ خرما کا ایک حصہ ہی ہو۔ آتش دوزخ سے بچو اگرچہ دانۂ خرما کا ٹکڑا ہی ہو کیونکہ خداوند عالم اسے صدقہ دینے والے کے لیے اسی طرح پالتا پوستا رہے گا جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کو یا ناقہ کے بچے کو پالتا ہے۔ یہاں تک کہ جب بروزِ قیامت اسے واپس کرے گا تو وہ ایک بڑے پہاڑ سے بھی بڑا ہوگا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۶۔ سالم بن حفصہ ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے کچھ ایسے بندے بھی ہوتے ہیں کہ جو دانۂ خرما کا ایک حصہ صدقہ میں دیتے ہیں اور میں اس کو اس طرح پالتا ہوں جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کو پالتا ہے یہاں تک کہ میں اسے احد کے پہاڑ کے برابر کر دیتا ہوں۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سالم بن حفصہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ہر چیز کے وصول کرنے کے لیے کچھ مخلوق مقرر کر رکھی ہے سوائے

صدقہ کے کہ اسے میں خود اپنے دست قدرت سے وصول کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ ایک آدمی ایک دانہ خرما یا اس کا ایک حصہ صدقہ کرتا ہے اور میں اس کے لیے اسے اس طرح پالتا ہوں جس طرح کوئی آدمی اپنا بچھیرا اور ناقہ کا بچہ پالتا ہے۔ پس وہ صدقہ بروز قیامت اس طرح آئے گا کہ وہ جبل احد کے برابر یا اس سے بھی بڑا ہوگا۔

(الفروع، التہذیب، رجال کشی، المقنعہ، تفسیر عیاشی)

۸۔ مفسر عیاشی باسناد خود امام زین العابدین علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم تم لوگوں کے صدقہ کو اس طرح پالتا ہے جس طرح تم اپنی اولاد کو پالتے ہو۔ حتیٰ کہ جب صدقہ دینے والے کی اس سے بروز قیامت ملاقات ہوگی تو وہ جبل احد کے برابر ہوگا۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے کچھ یہاں (باب ۱ وغیرہ میں) اور کچھ مقدمۃ العبادات (باب ۲۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

ہر صبح سویرے اور ہر دن صدقہ دینا مستحب ہے اور صدقہ میں نیت ضروری ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن عمرو نخعی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ صبح سویرے صدقہ دو کیونکہ کوئی بلا ومصیبت اس سے سبقت نہیں کر سکتی (اور صدقہ دینے والے تک نہیں پہنچ سکتی)۔ (الفروع، امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۔ مسمع بن عبدالملک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص صبح ہوتے ہی صدقہ دے خدا اس سے اس دن کی نحوست دور کر دیتا ہے۔ (الفروع، امالی صدوق، محاسن برقی)

۳۔ ابو ولاد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ صبح سویرے صدقہ دو اور اس میں رغبت کرو کیونکہ جو کوئی بندۂ مؤمن اس نیت سے کوئی چیز صدقہ دے کہ خدا اس سے اس دن میں آسمان سے زمین پر نازل ہونے والی ہر چیز کے شر کو دور کرے تو یقیناً خدا ہے اس دن آسمان سے زمین کی طرف نازل ہونے والی ہر چیز کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! صدقہ اس بلا کو

ٹال دیتا ہے جو مقدر ہو چکی ہوتی ہے، یا علیؑ! صلہ رحمی کرنا زندگی کو دراز کرتا ہے، یا علیؑ! جب رشتہ دار محتاج ہو تو (دوسروں پر) کوئی صدقہ نہیں ہے۔ یا علیؑ! قول میں کوئی بھلائی نہیں مگر عمل کے ساتھ۔ اور صدقہ میں کوئی خوبی نہیں مگر نیت کے ساتھ۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: صبح سویرے صدقہ دو کیونکہ بلائیں اس سے سبقت نہیں لے جا سکتیں اور جو شخص دن کے پہلے حصہ میں کچھ صدقہ دے تو خدا اسے اس دن میں آسمان سے نازل ہونے والی چیزوں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے اور اگر رات کے پہلے حصہ میں صدقہ دے تو خدا اسے اس رات میں آسمان سے نازل ہونے والی بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ عبداللہ بن میمون القداح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک شخص سے فرمایا کہ آیا تو نے روزہ کی حالت میں صبح کی ہے؟ کہا: نہیں! فرمایا: آیا کسی بیمار کی مزاج پرسی کی ہے؟ کہا: نہیں! فرمایا: آیا کسی جنازہ کی تشییع کی ہے؟ کہا: نہیں! فرمایا: آیا کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ کہا: نہیں۔ (ایک روایت میں یہ جملہ بھی ہے فرمایا: آیا کچھ صدقہ دیا ہے؟ کہا: نہیں!) فرمایا: گھر جا اور اپنی بیوی سے مباشرت کر۔ کیونکہ یہ تیری طرف سے اس کے لیے صدقہ ہے۔ (ثواب الاعمال، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۴ میں اور اس سے قبل مقدمۃ العبادات باب ۲۷ اور نیت کے باب ۵ و ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۲ میں اور کتاب الحج، باب الوقوف نمبر ۱۳ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۹

جب کسی بلا ومصیبت کے نازل ہونے کی توقع ہو یا برائیوں اور بیماریوں کا خوف ہو تو صدقہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بالتحقیق اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ وہ صدقہ کی برکت سے ہر بیماری بالخصوص دبیلہ نامی پیٹ کی بیماری سے، آگ میں جلنے سے، پانی میں غرق ہونے سے، دیوار کے نیچے آنے سے اور دیوانگی سے اس طرح ستر (۷۰) قسم کی برائیاں

شمار کیں، فرمایا: صدقہ ان سب کو دور کرتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ صدقہ کے ذریعہ سے ایک بہت بڑے ظالم سے بھی بلا ٹل سکتی ہے۔ (الفروع)

۳۔ سالم بن مکرم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک یہودی گزرا۔۔۔۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس یہودی کو سیاہ رنگ کا سانپ اس کی گردن پر ڈسے گا۔ جو اس کے لیے قاتل ہوگا۔ چنانچہ یہودی چلا گیا۔ بہت سی لکڑیاں اکھٹی کیں اور سر پر اٹھائیں اور تھوڑی دیر کے بعد (بخیریت) واپس آ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: لکڑیاں نیچے رکھ! اس نے رکھیں! دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کا سانپ لکڑیوں کے درمیان بیٹھا ہوا ہے اور ایک لکڑی کو منہ میں دبایا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے یہودی! تو نے آج کیا عمل کیا ہے؟ اس نے کہا: سوائے یہ لکڑیاں اکھٹی کرنے کے اور اٹھا کر یہاں لانے کے اور کوئی کام نہیں کیا۔ ہاں! میرے پاس کیک نما دو روٹیاں تھیں جن میں سے ایک خود کھائی اور دوسری ایک مسکین کو صدقہ میں دے دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسی صدقہ کی وجہ سے خدا نے اس کی یہ مصیبت ٹال دی ہے۔ پھر فرمایا: صدقہ انسان سے بری موت کو دور کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حنان بن سدیر اپنے والد (سدیر) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صدقہ دینا دنیا کی ستر قسم کی بلاؤں کو دور کرتا ہے جن میں ایک بری موت بھی ہے۔ صدقہ دینے والا کبھی بری موت نہیں مرتا۔ اور آخرت میں اس کے لیے جو اجر و ثواب ذخیرہ کیا جاتا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حسن بن علی وشاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص رہتا تھا جس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور کہا گیا کہ وہ شادی والی رات مر جائے گا۔ وقت گزرتا رہا۔ حتیٰ کہ جب اس کی شادی والی رات آئی تو اس نے ایک کمزور بوڑھے کو دیکھا۔ اسے اس پر ترس آیا چنانچہ اسے اپنے پاس بلایا۔ پھر اسے کھانا کھلایا۔ سائل (بوڑھے) نے اس سے کہا: تو نے (کھانا کھلا کر) مجھے زندہ کیا ہے۔ خدا تجھے زندہ رکھے۔ پس اس رات کوئی اس لڑکے کے والد کے خواب میں آیا اور اس سے کہا کہ اپنے بیٹے سے پوچھ کہ اس نے کیا کام کیا ہے؟ چنانچہ باپ نے پوچھا اور بیٹے نے بوڑھے آدمی کو کھانا کھلانے کا واقعہ سنایا۔ آنے والا دوبارہ اس کے خواب میں آیا اور اسے بتایا کہ خدا نے تیرے بیٹے کو بوڑھے کے ساتھ اس کے حسن سلوک کی وجہ سے زندہ رکھا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ مسجد نبویؐ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک مسجد کے کنکروں میں سے ایک کنکر ایک شخص پر گرا اور اس کے پاؤں پر لگا مگر اسے کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ امامؑ نے فرمایا: اس سے پوچھو کہ اس نے آج کیا کام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں گھر سے نکلا جبکہ میری آستین میں کچھ کھجوریں تھیں۔ پس میں ایک سائل کے پاس سے گزرا اور ایک دانہ خرما اسے دیا! امام علیہ السلام نے فرمایا: اسی وجہ سے خدا نے آپ سے یہ بلا ٹال دی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک گروہ کے پاس سے گزرے جو شور و غل مچا رہے تھے۔ پوچھا: ان لوگوں کو کیا ہے؟ کہا گیا کہ فلانہ دختر فلاں آدمی سے بیاہی گئی ہے اور اسے اسی رات اس کے گھر پہنچایا جا رہا ہے!۔۔۔۔۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ عورت اسی رات مر جائے گی۔ جب صبح ہوئی۔ تو وہ لوگ وہاں گئے، دیکھا کہ وہ تو زندہ ہے! ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی! انہوں نے کہا: خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے! پھر ان لوگوں کے ہمراہ اس عورت کے پاس گئے اور اس سے پوچھا کہ اس نے اس رات کیا کام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ (جہاں میں پہلے رہتی تھی وہاں) ہمارے پاس ایک سائل آیا کرتا تھا (اور ہم اسے کچھ نہ کچھ دیا کرتے تھے) چنانچہ گزشتہ رات وہی سائل یہاں آیا۔ اور صدا کی! مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں حلیہ بدل کر باہر نکلی اور اسے اسی طرح کچھ صدقہ دیا جس طرح پہلے اسے دیتے تھے۔ یہ ماجرا سن کر جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا: ذرا ایک طرف ہو! جب وہ ایک طرف ہوئی تو دیکھا کہ اس کے کپڑوں کے نیچے ناگ موجود ہے! فرمایا: تو نے جو صدقہ دیا اس کی برکت سے خدا نے تجھ سے اس مصیبت کو دور کر دیا۔ (امالی صدوق، قصص الانبیاء راوندی)

۸۔ جناب ابن فہد حلیؒ بیان کرتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصحاب کے ہمراہ بیٹھے تھے کہ وہاں سے ایک آدمی گزرا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے دیکھ کر کہا کہ یہ مر چکا ہے یا مر جائے گا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ لکڑیوں کی گٹھڑی اٹھائے وہاں سے گزرا۔ اصحاب نے عرض کیا: یا روح اللہ! آپؑ نے تو فرمایا تھا کہ یہ ابھی مر جائے گا مگر ہم تو اسے زندہ دیکھ رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا: اپنی لکڑیاں نیچے رکھ۔ چنانچہ اس نے لکڑیاں نیچے رکھیں اور آپؑ نے ان کو کھول کر دیکھا کہ ایک سانپ منہ میں پتھر دبائے بیٹھا ہے! جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تو نے آج کیا کام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرے پاس دو روٹیاں تھیں اور میرے پاس سے ایک سائل گزرا، پس میں نے ایک روٹی اسے دے دی! ابن فہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی بندہ احسن طریقہ پر صدقہ دیتا ہے تو خدا اس کے بعد اس کی اولاد سے

بھی اچھا سلوک کرتا ہے۔ (عدۃ الداعی)

۹۔ جناب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ عبد اللہ بن جعفر حمیری کی کتاب الدلالہ کے حوالہ سے میسر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے میسر! تیری موت کئی بار آئی ہے۔ مگر ہر بار تیری صلہ رحمی کرنے اور قرابت داروں سے نیکی کرنے کی وجہ سے خدا نے اسے مؤخر کر دیا ہے۔ (فرج المہموم)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں پہلے (باب ۱و۷و۸ اور اس سے پہلے احتضار باب ۲۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳و۱۴و۱۵ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

آدمی کو جب کسی قسم کا کوئی خوف اور ڈر ہو تو کچھ صدقہ دینا مستحب ہے اور اگر مستحق موجود نہ ہو تو الگ کر کے رکھ دینا چاہیئے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن الحسن الحسینی سے اور وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعلق روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک بار امام علیہ السلام سفر کر رہے تھے اور آپؑ کے ہمراہ کچھ لوگ بھی تھے جن کے پاس بہت سا مال تھا۔ ان کو بتایا گیا کہ راستہ میں کچھ ڈاکو رہتے ہیں جو رہزنی کرتے ہیں! یہ سن کر وہ لوگ کانپنے لگے۔۔۔۔۔ پھر سب نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہماری راہنمائی فرمائیں اور بتائیں کہ ہم کیا کریں؟ امامؑ نے فرمایا: مال اس ذات کے حوالہ کر دو جو اس کی حفاظت کرے اور اس کو اس قدر پالے کہ ایک درہم کو دنیا ومافیہا سے بڑا کر دے اور پھر تمہیں واپس لوٹا دے۔ اور وہ بھی کئی گنا کر کے اور لوٹائے بھی اس وقت جب تمہیں اس کی سخت ضرورت ہو! عرض کیا گیا: وہ کون ہے؟ فرمایا: وہ ربّ العالمین ہے! عرض کیا گیا کہ کس طرح اس کے حوالہ کریں؟ فرمایا: غریب ونادار مسلمانوں کو صدقہ دو۔ عرض کیا گیا کہ یہاں وہ کمزور ونادار مسلمان کہاں ہیں؟ فرمایا: نیت کر لو کہ (جب مستحق ملے گا) تو اس مال کا ایک تہائی حصہ صدقہ دیں گے تاکہ خدا اس کی برکت سے سب مال کو رہزنوں کی دستبرد سے بچائے جن سے تو خائف ہو! انہوں نے عرض کیا کہ بس ہم نے یہ عزم کر لیا ہے! امام علیہ السلام نے فرمایا: پس تم خدا کی امان میں ہو! پھر وہ چلتے رہے۔ یہاں تک کہ ڈاکو ان کے سامنے آ گئے! اور وہ لوگ ڈر گئے۔ مگر امام علیہ السلام کی بتائی ترکیب پر عمل کرنے کی برکت سے وہ صحیح وسالم وہاں سے نکل گئے اور ان لوگوں نے حسب الوعدہ اپنے مال کا ایک ثلث صدقہ دیا اور پھر انہیں اپنے کاروبار میں اس قدر برکت نصیب ہوئی کہ ایک درہم کے عوض

دس درہم کمائے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۹ میں) گزر چکی ہیں جو اپنے اطلاق سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۳ و ۱۴ وغیرہ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

سائل کے لیے قناعت کرنا اور دینے والے کے حق میں دعا کرنا مستحب ہے اور قانع اور شاکر کو زیادہ دینا اور غیر قانع کو رد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود مسمع بن عبد الملک سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بمقام منیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے سامنے انگور رکھے تھے جو ہم کھا رہے تھے کہ ایک سائل آیا اور اس نے سوال کیا! امام علیہ السلام نے حکم دیا کہ اسے ایک گچھا دے دو۔ چنانچہ جب اسے انگور دینے کی کوشش کی گئی تو سائل نے کہا کہ مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی درہم ہے تو وہ دو! امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا تجھے وسعت دے! اور اسے کچھ عنایت نہ فرمایا اور وہ (خالی ہاتھ) چلا گیا اور کچھ دیر کے بعد واپس آیا اور کہا کہ وہی انگور کا گچھا ہی دے دو۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا تمہیں کشادگی دے! اور اسے کچھ بھی عطا نہ فرمایا۔ پھر ایک اور سائل آیا اور سوال کیا۔ امام علیہ السلام نے اسے انگور کے صرف تین دانے عنایت فرمائے۔ اور اس نے وہ لے کر کہا: ﴿الحمد للہ رب العالمین الذی رزقنی!﴾ امام علیہ السلام نے فرمایا: ٹھہر جا! پھر دونوں ہاتھوں سے مٹھیاں بھر کر اسے انگور عنایت فرمائے۔ سائل نے لے کر پھر کہا: ﴿الحمد للہ رب العالمین﴾۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ٹھہر جا! پھر غلام سے فرمایا: تیرے پاس کس قدر درہم ہیں؟ انہوں نے دیکھے تو تقریباً بیس درہم موجود تھے۔ امامؑ نے وہ بھی اسے دے دیئے۔ اس نے وہ درہم لے کر کہا: ﴿الحمد للہ ھذا منک وحدک لا شریک لک﴾۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ٹھہر جا! امامؑ نے اپنی قمیص اتار کر اسے دی اور فرمایا: اسے پہن لے! چنانچہ اس نے پہنی اور کہا: ﴿الحمد للہ الذی کسانی و سترنی یا ابا عبد اللہ﴾ یا کہا: ﴿جزاک اللہ خیراً﴾ امام علیہ السلام کے لیے صرف یہی دعا کی۔ پھر واپس لوٹ گیا۔ راوی کہتا ہے کہ ہمارا خیال ہے کہ اگر وہ امام علیہ السلام کے حق میں دعائے خیر نہ کرتا (بلکہ صرف شکر خدا کرتا رہتا) تو امامؑ اسے برابر عطا کرتے رہتے کیونکہ امام علیہ السلام جب بھی اسے کچھ عطا کرتے تو وہ خدا کی حمد کرتا اور امام علیہ السلام پھر اسے عطا کر دیتے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد بیان کی جائیں گی جو اپنے عموم واطلاق سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۲

دن اور رات کی ابتداء اور کسی منحوس یا غیر منحوس ساعت میں سفر کا آغاز صدقہ سے کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ ایک راوی کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے اور ایک شخص کے درمیان زمین کے تقسیم کرنے کا معاملہ درپیش تھا۔ اور وہ شخص علم نجوم کا کچھ درک رکھتا تھا۔ اس کی کوشش یہ تھی کہ وہ کسی اچھی ساعت میں گھر سے نکلے اور میں کسی بری ساعت میں! چنانچہ آخر کار ہم نے زمین تقسیم کی۔ تو زمین کا اچھا حصہ میرے حصہ میں آیا۔ جس پر اس شخص نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر مارا۔ اور کہا کہ میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے کہا: کسی اور کے لیے بربادی ہو۔ وہ کس طرح؟ اس نے کہا کہ میں علم نجوم جانتا ہوں۔ میں نے آپ کو بری ساعت میں نکالا۔ اور خود اچھی ساعت میں نکلا۔ پھر زمین تقسیم کی تو اس کی اچھی قسم آپ کے حصہ میں آئی! میں نے کہا: آیا میں تجھے وہ حدیث نہ سناؤں جو میرے والد ماجد نے مجھ سے بیان کی ہے؟ پھر فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ خدا اس سے اس دن کی نحوست دور کرے تو وہ اس دن کا آغاز صدقہ دینے سے کرے۔ اس کی برکت سے خدا اس دن کی نحوست اس سے دور کر دے گا اور جو شخص یہ چاہے کہ خدا اس سے اس رات کی نحوست دور کرے تو وہ اس رات کا آغاز صدقہ دینے سے کرے! پھر میں نے کہا کہ میں نے آج سفر پر نکلنے کا آغاز صدقہ سے کیا تھا۔ پس یہ بات تمہارے لیے علم نجوم سے بہتر ہے۔ (الفروع)

۲۔ معلی بن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: رات کا صدقہ خدا کے غیظ وغضب کی آتش کو بجھاتا ہے، بڑے گناہ کو مٹاتا ہے اور حساب وکتاب کو آسان بناتا ہے اور دن کا صدقہ مال کو بڑھاتا ہے اور عمر کو دراز کرتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، ثواب الاعمال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص دن یا رات میں صدقہ دے۔ تو اگر دن ہے تو دن میں اور اگر رات ہے تو رات میں خدا اس سے مکان کے نیچے آنے، درندے کے کھانے اور بری موت مرنے کو دور فرمائے گا۔ (ثواب الاعمال)

۴۔ عمرو بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ

دن کا صدقہ اس طرح گناہ کو ختم کرتا ہے جس طرح پانی نمک کو ختم کرتا ہے۔ اور رات کا صدقہ خدا کے قہر و غضب کی آگ کو بجھاتا ہے۔ (ایضاً و الآمالی)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب صبح کرو۔ تو کچھ صدقہ دو۔ خدا اس سے اس دن کی نحوست کو تم سے دور کرے گا اور جب رات کرو تو کچھ صدقہ دو کہ اس سے خدا اس رات کی نحوست کو تم سے دور کرے گا۔ (قرب الاسناد)

۶۔ جناب فرات بن ابراہیم کوفی اپنی تفسیر میں باسناد خود ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ یہ آیت مبارکہ ﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً﴾ (جو لوگ اپنا مال (خدا کی راہ میں) رات میں اور دن میں پوشیدہ طور پر اور کھلم کھلا طور پر خرچ کرتے ہیں) حضرت امام علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ آپؑ کے پاس چند دینار تھے پس آپؑ نے بعض دینار رات کے وقت صدقہ کئے اور بعض دن کے وقت، بعض پوشیدہ طور پر دیئے اور بعض علانیہ طور پر۔ (تفسیر فرات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۸ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں اور آداب سفر میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

مستحقی صدقہ پوشیدہ طور پر دینا اور اسے علانیہ پر مقدم سمجھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ولید سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پوشیدہ طور پر صدقہ دینا خدائے تبارک و تعالیٰ کے غیظ و غضب کی آگ کو بجھاتا ہے۔

(الفروع، کتاب الزهد حسین بن سعیدؒ کذا عن علی بن الحسینؑ. کما فی ثواب الاعمال)

۲۔ عمار ساباطی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے عمار! بخدا پوشیدہ طور پر صدقہ دینا علانیہ دینے سے افضل ہے جس طرح کہ پوشیدہ عبادت کرنا علانیہ عبادت کرنے سے افضل ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ان تمام چیزوں سے جن

سے لوگ خدا کا قرب حاصل کرتے ہیں افضل چیز ایمان باللہ ہے اور صلۂ رحمی کرنا ہے۔ کیونکہ یہ مال کی زیادتی اور وقت موت کے بھول جانے (عمر کی زیادتی) کا سبب ہے اور پوشیدہ طور پر صدقہ دینا ہے کیونکہ یہ گناہوں کو ختم کرتا ہے۔ خدائے عزوجل کی ناراضی کی آگ کو بجھاتا ہے اور نیکیوں کو بڑھاتا ہے اور آدمی کو بری موت مرنے سے بچاتا ہے اور ذلت و رسوائی کے مقامات سے محفوظ رکھتا ہے۔ (الفقیہ، علل الشرائع، المحاسن، کتاب الزہد)

۴۔ عمر بن یزید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: علانیہ طور پر صدقہ دینا ستر قسم کی بلاؤں کو دور کرتا ہے۔ اور پوشیدہ طور پر صدقہ دینا پروردگار کی آتش غضب کو بجھاتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صلۂ رحمی کرنا زندگی کو دراز کرتا ہے اور پوشیدہ طور پر صدقہ دینا خدا کے قہر و غضب کو ختم کرتا ہے۔ (معانی الاخبار)

۶۔ محمد بن حمران اپنے والد (حمران) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تاریک رات میں گھر سے نکلتے تھے اور ایک تھیلی اپنے کاندھوں پر اٹھاتے تھے جس میں درہم و دینار ہوتے تھے اور بعض اوقات اپنی پشت مبارک پر طعام اور لکڑیاں اٹھا کر (مستحقین میں سے) ہر ہر شخص کے دروازہ پر تشریف لے جاتے پھر دروازہ کھٹکھٹاتے اور جو برآمد ہوتا اسے (اس کا حصہ رسدی) عطا کرتے۔ اور جب بھی آپؑ کسی فقیر کو کچھ دیتے تو اپنا چہرہ ڈھانپ لیتے تھے تاکہ وہ آپؑ کو پہچان نہ سکے چنانچہ جب امام علیہ السلام کی وفات ہوئی اور لوگوں کے پاس ان کا روزینہ نہ پہنچا تب ان کو پتہ چلا کہ یہ سب اہتمام کرنے والے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تھے اور جب امام علیہ السلام کو غسل کے تختہ پر رکھا گیا تو لوگوں نے دیکھا کہ فقراء و مساکین کے گھروں کی طرف ان کی ضروریاتِ زندگی اپنی پشت مبارک پر اٹھا کر لے جانے کی وجہ سے آپؑ کی پشت پر اونٹ کے گھٹنے کی مانند گھٹے پڑے ہوئے تھے۔ ایک دن آپؑ گھر سے برآمد ہوئے جبکہ آپؑ کے بدن پر خز کا جبہ تھا۔ راستہ میں ایک سائل ملا۔ جس نے آپؑ کا جبہ پکڑ لیا۔ امام علیہ السلام اسے وہیں چھوڑ کر آگے نکل گئے اور آپؑ کا معمول تھا کہ گرمیوں میں خز کا جبہ (سستے داموں) خریدتے تھے اور سردیوں میں (اسے مہنگے داموں) فروخت کر کے اس کی قیمت صدقہ کر دیتے تھے۔ آپؑ مدینہ کے غرباء و مساکین میں سے ایک سو (۱۰۰) خاندانوں کی کفالت کرتے تھے اور آپؑ کو یہ بات بہت پسند تھی کہ آپؑ کے دسترخوان پر یتیم، ضرر رسیدہ، زمین گیر اور وہ مساکین حاضر ہوں جن کا کوئی ذریعہ (معاش) نہیں ہوتا تھا۔ (ان میں سے معذوروں کو) آپؑ اپنے ہاتھ سے کھلاتے اور ان میں سے جو عیال دار ہوتے تھے ان کو اپنے عیال کے لیے الگ طعام دیتے تھے اور آپؑ کبھی کھانا نہیں کھاتے تھے۔ جب تک اتنا پہلے صدقہ نہیں کر لیتے تھے۔ اور اپنی ماں کے ہمراہ کھانے سے

انکار کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں عرض کیا گیا کہ فرزند رسولؐ! آپ تو سب لوگوں سے بڑھ کر نیکی کرنے والے اور صلۂ رحمی کرنے والے ہیں پھر اپنی ماں کے ساتھ کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا: میں اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں کہ میرا ہاتھ اس لقمہ کی طرف بڑھ جائے جس پر میری ماں کی پہلے نظر پڑ چکی ہو۔[1] (الخصال، علل الشرائع)۔

۷۔ جناب حسین بن سعید اپنی کتاب الزہد میں اسحاق بن غالب سے اور وہ اپنے باپ (غالب) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نیکی کرنا اور پوشیدہ طور پر صدقہ دینا، فقر و فاقہ کو دور کرتے ہیں، زندگی کو دراز کرتے ہیں اور ستر قسم کی بری موت کو دور کرتے ہیں۔ (کتاب الزہد)

۸۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسی امام معصوم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پوشیدہ صدقہ دینا پروردگار کی آتش غضب کو بجھاتا ہے اور خطاء کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے اور ستر قسم کی بلاؤں کو دور کرتا ہے۔ (مجمع البیان)

۹۔ نیز روایت کرتے ہیں فرمایا: سات قسم کے آدمی ایسے ہیں کہ جن پر خداوند عالم اس دن سایہ کرے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ فرمایا: ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو صدقہ دے مگر چھپا کر حتیٰ کہ اس کے دائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو کہ بائیں ہاتھ سے کیا دیا ہے؟ (ایضاً)

۱۰۔ جناب احمد بن محمد بن خالد برقیؒ باسناد خود حسن بصری سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: آیا میں تمہیں ایسی پانچ خصلتوں کی خبر نہ دوں جو نیکی میں سے ہیں اور نیکی جنت کی طرف دعوت دیتی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! فرمایا: وہ پانچ خصلتیں یہ ہیں: (۱) مصیبت کا چھپانا۔ (۲) اس طرح پوشیدہ صدقہ دینا کہ دائیں ہاتھ سے دو تو بائیں کو خبر نہ ہو سکے۔ (۳) والدین کے ساتھ نیکی کرنا کیونکہ ان کے ساتھ نیکی کرنا خدا کی خوشنودی کا باعث ہے۔ (۴) ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾ بکثرت پڑھنا۔ (۵) سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام سے محبت کرنا۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۲ میں اور اس سے پہلے مقدمہ کے باب ۱۴ و ۱۷ میں اور وضو کے باب ۵۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۱۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] تمام قابل ذکر مورخین کے قول کے مطابق حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی والدۂ ماجدہ جناب شہر بانو کا زچگی کے دنوں میں انتقال ہو گیا تھا اس لیے اس واقعہ کے بارے میں جو اس حدیث کے اندر مذکور ہے محدث جزائریؒ نے انوار نعمانیہ میں یہ تاویل کی ہے کہ اس سے حضرت امام حسین علیہ السلام کی وہ کنیز مراد ہیں جنھوں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو ماں کی طرح پالا تھا اور امام علیہ السلام بھی اسے ماں ہی کہتے تھے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۱۴

رات کے وقت صدقہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ جب وہ کسی معاملہ میں غمناک ہوتے تھے تو جب رات کا کچھ حصہ گزر چکا ہوتا تو ایک تھیلی اپنے کاندھوں پر اٹھاتے جس میں روٹی، گوشت اور کچھ درہم ہوتے۔ پھر مدینہ کے محتاجوں کے پاس جاتے اور ان میں تقسیم کراتے مگر ان کو پتہ بھی نہ چلتا کہ یہ کون ہے؟ جب امام علیہ السلام کا انتقال ہوا اور یہ سلسلہ بند ہوا تب انہیں معلوم ہوا کہ یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام تھے۔ (الفروع)

۲۔ معلّی بن خنیس بیان کرتے ہیں کہ ایک رات جبکہ کچھ بارش ہو چکی تھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام گھر سے نکلے اور ان کا ارادہ ظلّۂ بنی ساعدہ (بنی ساعدہ کے سائبان) جانے کا تھا۔ میں بھی ان کے پیچھے ہولیا۔ اچانک امام علیہ السلام کی کوئی چیز گری۔ کہا: ﴿بسم اللّٰہ اللّٰھم ردّہ علینا﴾ معلّی کہتے ہیں کہ اس وقت میں آگے بڑھا اور سلام کیا۔ فرمایا: کیا تو معلّی ہے؟ عرض کیا: ہاں میں آپؑ پر قربان! فرمایا: نیچے ہاتھ مار۔ اور جو کچھ ملے وہ مجھے دے! پس میں نے دیکھا کہ نیچے بہت سی روٹیاں بکھری پڑی ہیں پس مجھے جو روٹیاں ملتی گئیں وہ میں آپؑ کو دیتا گیا۔ پس روٹیوں سے اتنا بڑا تھیلا بھر گیا جس کے اٹھانے سے میں عاجز تھا۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! میں انہیں اپنے سر پر اٹھالیتا ہوں! فرمایا: نہ! میں تیری نسبت ان کے اٹھانے کا زیادہ حقدار ہوں! ہاں البتہ تو میرے ساتھ چل! چنانچہ آپؑ ظلّۂ بنی ساعدہ میں پہنچ گئے۔ وہاں دیکھا کہ بہت سے لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ امام علیہ السلام نے خاموشی کے ساتھ کسی کے پاس ایک اور کسی کے پاس دو روٹیاں ان کے کپڑوں کے نیچے رکھیں اور پھر وہاں سے واپس لوٹ آئے۔۔۔۔۔ فرمایا: رات کا صدقہ۔ پروردگار کے قہر و غضب کو ختم کرتا ہے گناہِ عظیم کو مٹاتا ہے اور حساب کو آسان بناتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، ثواب الاعمال)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رات کے وقت صدقہ دینا بری موت کو دور کرتا ہے اور ستر قسم کی بلاؤں اور مصیبتوں کو دفع کرتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۴۔ ابو اسامہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ رات کے وقت صدقہ دینا خدا کے قہر و غضب کی آگ کو بجھاتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ سفیان بن عینیہ بیان کرتے ہیں کہ زہری نے ایک بارش والی اور ٹھنڈی رات میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو کہیں جاتے ہوئے دیکھا جبکہ ان کی پشت پر کچھ آٹا، کچھ لکڑیاں تھیں۔ زہری نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! یہ کیا ہے؟ فرمایا: ایک سفر درپیش ہے اس کے لیے زاد اکٹھا کر کے اسے ایک محفوظ جگہ رکھنے کے لیے جا رہا ہوں! زہری نے عرض کیا کہ میرا غلام موجود ہے۔ اسے دیجئے یہ اٹھائے گا! امام علیہ السلام نے انکار فرمایا۔ زہری نے کہا: میں اٹھاتا ہوں! کیونکہ میں آپؑ کی شان کو اس سے بلند تر سمجھتا ہوں کہ آپؑ اٹھائیں! امام علیہ السلام نے فرمایا: مگر میں اس چیز کے اٹھانے کو اپنی شان کے خلاف نہیں جانتا جو مجھے میرے سفر میں نجات دے اور جس کے پاس جانا چاہتا ہوں اس کے پاس احسن طریقہ پر پہنچائے۔ پھر امامؑ نے فرمایا: میں خدا کے حق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم اپنا کام کرو اور مجھے اپنے کام پر جانے دو۔ چنانچہ زہری لوٹ آیا۔ اس واقعہ کے چند دن بعد زہری نے امام علیہ السلام سے ملاقات کی اور عرض کیا: فرزند رسولؐ! میں اس سفر کے کوئی آثار نہیں دیکھتا جس کا آپؑ نے اس رات تذکرہ کیا تھا۔ فرمایا: ہاں اے زہری! اس سے مراد وہ سفر نہیں جس کا تم نے خیال کیا ہے! بلکہ اس سے سفر موت مراد ہے! اور میں اسی سفر کی تیاری کرنے میں مشغول ہوں کیونکہ اس سفر کی تیاری یہ ہے کہ حرام کاموں سے اجتناب کیا جائے اور مالی سخاوت کر کے لوگوں کو فائدہ پہنچایا جائے۔ (علل الشرائع)

۶۔ جناب شیخ باسناد خود حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: رات کے وقت صدقہ دیا کرو کیونکہ رات کو صدقہ دینا خدا کے غضب کی آگ کو بجھاتا ہے اور جو کچھ خدا نے تمہیں دیا ہے اس میں سے (راہِ خدا میں) خرچ کرو۔ کیونکہ مال خرچ کرنے والا ایسا ہے جیسے راہِ خدا میں جہاد کرنے والا۔ پس جو شخص بدل کا یقین رکھتا ہے وہ مال خرچ کرنے میں سخاوت سے کام لیتا ہے۔ نیز فرمایا: اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کر کے ان کی حفاظت کرو۔ آدمی زندگی تو صحیح منصوبہ بندی میں ہے اور غم آدھا بڑھاپا ہے جو شخص خرچ کرنے میں میانہ روی سے کام لیتا ہے۔ وہ کبھی غریب و نادار ہوتا ہی نہیں ہے اور نیکی کسی حسبی نسبی اور دیندار آدمی کے ساتھ ٹھیک ہوتی ہے۔ ہر چیز کا ایک پھل ہوتا ہے اور نیکی کا پھل اسے جلدی بجا لانا ہے۔ جس شخص کو بدل کا یقین ہو (کہ خدا معاوضہ دے گا) وہ عطا و بخشش کرنے میں سخاوت کرتا ہے، صدقہ دے کر (خدا سے) رزق طلب کرو اور بلاء و مصیبت کے نازل ہونے سے پہلے دعا کے ذریعہ سے ان کے بلاؤں کی لہروں کو دور کرو۔ (الخصال)

۷۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی علیہ السلام کے پاس صرف چار درہم موجود تھے۔ ایک درہم رات کے وقت صدقہ کیا، دوسرا دن کے وقت اور ایک پوشیدہ طور پر اور چوتھا علانیہ

طور پر دیا۔ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوگئی تو آپؐ نے حضرت امام علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! کس چیز نے آپؑ کو اس کام پر آمادہ کیا؟ عرض کیا: خدا کے وعدہ کی ایفاء نے۔ اس وقت خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً﴾۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۷ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

اوقاتِ شریفہ میں جیسے جمعہ اور عرفہ کا دن اور ماہ رمضان کے مہینہ میں صدقہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے ایک بار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس خمیس کی شام کو ایک سائل آیا۔ اور سوال کیا۔ امام علیہ السلام نے اسے خالی لوٹا دیا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ہمارے پاس صدقہ دینے کے لیے مال تو موجود ہے لیکن جمعہ کے دن صدقہ دینا کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ (ثواب الاعمال)

۲۔ عبداللہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ جب عرفہ کا دن ہوتا تھا تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کسی سائل کو خالی نہیں لوٹاتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ خلف بن حماد بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ماہِ رمضان میں صدقہ دے۔ خدا اس سے ستر (۷۰) قسم کی بلاؤں اور مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے نماز جمعہ (باب ۵۵ وغیرہ میں اور یہاں باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

مرض الموت سے پہلے ایام صحت میں صدقہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب شیخ حسن طوسیؒ (فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ) باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: اس وقت صدقہ دینا جب کہ تم صحیح و سالم ہو۔ اور

ہنوز زندہ رہنے کی امید ہو اور فقر و فاقہ کا خوف بھی ہو۔ (فرمایا) اتنی دیر نہ کرو کہ جب سانس گلے تک پہنچ جائے تو پھر کہو: فلاں کو اتنا دو اور فلاں کو اتنا۔ خبردار! آگاہ! یہ مال بھی فلاں کا تھا۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۔ جناب ابن ادریس حلیؒ باسناد خود عنبسۃ العابد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں! فرمایا: اپنا ضروری سامان سفر مہیا کر اور اپنا زادِ سفر آگے بھیج۔ اور اپنے نفس کا وصی خود بن اور دوسرے سے نہ کہہ کہ وہ تیرے لیے وہ چیز بھیجے جس کی تجھے ضرورت ہے۔ (السرائر)

باب ۱۷

رات کے وقت سائل کا خالی لوٹانا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب رات کے وقت کوئی سائل سوال کرے تو اسے خالی ہاتھ واپس نہ لوٹاؤ۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں جو اپنے اطلاق سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

دیگر مستحبی عبادات پر (غریب) مؤمن کو صدقہ دینے کو ترجیح دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: مؤمن کو صدقہ دینے سے بڑھ کر شیطان پر کوئی چیز ثقیل اور بھاری نہیں ہے کیونکہ یہ صدقہ بندہ کے ہاتھ میں جانے سے پہلے خداوند عالم کے دست قدرت میں پہنچتا ہے۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ معلّٰی بن خنیس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خداوند عالم نے کوئی چیز خلق نہیں کی مگر یہ کہ اس کے لیے ایک خزانچی خلق کیا ہے جو اسے خزانہ کر کے رکھتا ہے سوائے صدقہ کے کیونکہ خداوند عالم خود اس کا متولی ہوتا ہے اور میرے والد ماجد کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی چیز

سائل کے ہاتھ پر رکھتے تھے تو ایک بار اسے واپس لے کر چومتے تھے، اور سونگھتے تھے۔ پھر سائل کو واپس کرتے تھے۔ (الفروع، ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۹ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

صدقہ دینا مستحب ہے اگرچہ غیر مؤمن کو دیا جائے حتیٰ کہ خشکی اور تری کے حیوانات پر اور کافر ذمی پر بھی صدقہ جائز ہے جبکہ اسے ضرورت ہو جیسے شدت پیاس میں پانی پلانا۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معلیٰ بن خنیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں (یہ حدیث قبل ازیں باب ۱۴، حدیث نمبر ۲ پر گزر چکی ہے۔ اس کا تتمہ یوں ہے کہ جب امامؑ ظلۃ بنی ساعدہ میں سونے والے لوگوں کے پاس روٹیاں رکھ کر واپس لوٹے تو معلیٰ بن خنیس نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آیا یہ لوگ حق کی معرفت رکھتے ہیں؟) فرمایا: اگر یہ حق کی معرفت رکھتے ہوتے تو ہم نمک کی ڈلی کے ساتھ بھی ان کے ساتھ ہمدردی کرتے۔۔۔۔۔ فرمایا: ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمندر کے کنارے سے گزر رہے تھے کہ اپنی ضرورت کی ایک روٹی سمندر میں پھینک دی اس پر بعض حوارئین نے عرض کیا: اے روح اللہ اور اس کے کلمہ! آپؑ نے ایسا کیوں کیا جبکہ یہ روٹی آپؑ کی ضرورت کی تھی؟ فرمایا: یہ کام میں نے سمندر کے جانداروں کے لیے کیا ہے جو اسے کھائیں گے جس کا عند اللہ بہت ثواب ہے۔

(الفروع، التہذیب وثواب الاعمال)

۲۔ ضریس بن عبد الملک حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم گرم جگر کو ٹھنڈا کرنے کو دوست رکھتا ہے اور جو شخص کسی گرم جگر کو سیراب کرے خواہ حیوان کا ہو یا انسان کا یا کسی اور کا، خدا اسے اس دن سایہ عنایت فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ مصادف بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ سفر کر رہا تھا کہ ہم ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو ایک درخت کے تنے کے پاس پڑا تھا جس نے اپنے آپ کو گرا دیا تھا! امامؑ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ اسے سخت پیاس لگی ہے (اور اس نے اسے نڈھال کر دیا ہے)۔ جب میں اس کی طرف مڑا تو دیکھا کہ [illegible] شن میں سے ایک آدمی ہے جس کے لمبے لمبے بال ہیں!

امامؑ نے اس سے پوچھا: آیا تو پیاسا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! امام علیہ السلام نے مجھے حکم دیا: اے مصادف! نیچے اتر اور اسے پانی پلا۔ چنانچہ میں نیچے اترا۔ اور اسے پانی پلایا۔ پھر سوار ہوا اور ہم چل پڑے۔ میں نے عرض کیا: یہ نصرانی ہے۔ آیا نصرانی کو صدقہ دیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں جب اس حالت میں ہو تو پھر دیا جا سکتا ہے۔ (الفروع)

۴۔ جناب علی بن عیسیٰ اربلی اپنی کتاب کشف الغمہ میں جناب عبداللہ بن جعفر حمیری کی کتاب الدلائل کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سفر میں تھے اور ان کے ہمراہ ایک آدمی تھا۔ امامؑ دن کا کھانا کھا رہے تھے۔ ہرنی کا بچہ نکلا اور قریب آیا جبکہ امامؑ اور ان کے ساتھی دسترخوان پر کھانا کھا رہے تھے۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: قریب آ اور غذا کھا کہ تیرے لیے امان ہے! پس ہرنی کا بچہ قریب آیا اور دسترخوان سے جی بھر کر کھانا کھایا۔ (کشف الغمہ)

۵۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: ایک بار میرے والد اپنی جائیداد کی طرف تشریف لے گئے جبکہ ان کے ساتھ کچھ غلام وغیرہ بھی تھے۔ دوپہر کے کھانے کے لیے دسترخوان بچھایا گیا۔ اس اثناء میں ایک ہرن آ نکلا۔ جو امامؑ کے بالکل قریب تھا۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: اے ہرن۔ میں علیؑ بن الحسینؑ ہوں اور میری ماں فاطمہؑ ہیں! آ کھانا کھا! پس ہرن آ گیا اور جس قدر خدا نے چاہا اس نے ان کے ہمراہ کھانا کھایا۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ تمہارا ذبیحہ ذبح نہ کریں مگر تمہاری ملت والے۔ اور اپنی عبادت والا صدقہ نہ دو مگر اپنی ملت والوں کو۔ ہاں البتہ زکوٰۃ کے علاوہ باقی (مستحبی) صدقہ اہل ذمہ کو دے سکتے ہو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۱۸ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں جو اپنے اطلاق سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۱ و ۴۹ میں اور کتاب الاطعمہ میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

رشتہ داروں کو صدقہ دینا مستحب مؤکد ہے اگرچہ مخالف مذہب ہی کیوں نہ ہوں۔ اور اس شخص کا حکم جو کسی کو صدقہ دینا چاہے اور پھر اس سے عدول کرے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: مخالف رشتہ دار کو صدقہ دینا۔ (الفروع، ثواب الاعمال، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: صدقہ کے عوض دس، قرض کے عوض اٹھارہ، عام صلۂ رحمی کے عوض بیس اور برادری سے صلۂ رحمی کے عوض چوبیس نیکیاں ملتی ہیں۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ، المقنعہ)

۳۔ جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی رشتہ دار کے لیے اس کی طرف سے حج یا عمرہ کرکے صلہ رحمی کرے خدا اس کے لیے دو حجوں اور دو عمروں کا ثواب لکھتا ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی دوست کا بوجھ اٹھاتا ہے اس کا اجر وثواب دوگنا ہو جاتا ہے۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب رشتہ دار محتاج موجود ہوں تو (دوسروں پر) کوئی صدقہ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

۵۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص اپنا مال لے کر بذات خود چل کر جائے تاکہ صلہ رحمی کرے تو خدا اسے سو شہید کا اجر عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ہر ہر گام پر اسے چالیس ہزار نیکیاں ملیں گی۔ اور اس کی چالیس ہزار برائیاں مٹائی جائیں گی۔ اور اتنے ہی اس کے درجے بلند و بالا ہوں گے۔ اور وہ ایسا سمجھا جائے گا جیسے اس نے قربۃ الی اللہ صبر وشکر کے ساتھ ایک سو سال تک خدا کی عبادت کی ہے۔ (الفقیہ)

۶۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا صدقہ اسے دیا جائے جو دروازوں پر آکر سوال کرے یا اسے نہ دیا جائے بلکہ رشتہ داروں کو دیا جائے؟ فرمایا: بلکہ اسے دے جس کے اور اس کے درمیان رشتہ داری ہے۔ کیونکہ اس کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔ (ثواب الاعمال)

۷۔ جناب شیخ طبرسیؒ محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیریؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ الشریف کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص نیت کرتا ہے کہ مال کا کچھ حصہ نکال کر اپنے برادرانِ ایمانی میں سے کسی مخصوص شخص کو دے گا پھر اپنے رشتہ داروں میں اسے ایک غریب شخص نظر آتا ہے۔ آیا یہ اس شخص کو جس کی نیت کی تھی نظر انداز کرکے اپنے اس رشتہ دار کو دے سکتا ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اس شخص کو دے جو ان میں سے اس کے مذہب (حق) کے زیادہ قریب ہے اور

اگر عالم (امامؑ) کے عمل کے مطابق عمل کرے تو وہ تو فرماتے ہیں کہ جب کوئی رشتہ دار محتاج موجود ہو تو اسے (چھوڑ کر دوسروں پر) صدقہ روا ہی نہیں ہے۔ لہٰذا اسے چاہیئے کہ اس مال کو ان دونوں (قرابت داروں جس کی نیت کی تھی) میں تقسیم کر دے تا کہ پوری فضیلت حاصل کر سکے۔ (الاحتجاج للطبرسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے مستحقین زکوٰۃ وفطرہ (باب ۲۷ اور یہاں باب ۱ وغیرہ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۲۸ و ۴۲ میں) ذکر کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

مجہول الحال آدمی کو تھوڑا سا صدقہ دیا جا سکتا ہے اور اس شخص کو صدقہ دینا مستحب ہے جس کے متعلق دل میں نرم گوشہ پیدا ہو جائے اور مشہور ناصبی کو صدقہ دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن بلال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ آیا میں اپنے مال کی زکوٰۃ اور صدقہ اپنے اصحاب (ہم مذہب) کے سوا کسی اور محتاج کو بھی دے سکتا ہوں؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: زکوٰۃ ہو یا صدقہ اپنے اصحاب کے سوا اور کسی کو نہ دو۔ (التہذیب)

۲۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (امام جعفر صادق علیہ السلام) سے پوچھا کہ آیا ناصبیوں اور زیدیوں کو صدقہ دیا جا سکتا ہے؟ فرمایا: ان کو صدقہ نہ دو اور ہو سکے تو ان کو پانی بھی نہ پلاؤ۔ فرمایا کہ یہ زیدی (چار امامی) ہی ناصبی ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سدیر صیرفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا میں اس سائل کو کھانا کھلا سکتا ہوں جس کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں ہے کہ آیا مسلمان ہے؟ فرمایا: ہاں جس شخص کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ وہ حق کی معرفت رکھتا ہے اور نہ ہی یہ معلوم ہو کہ وہ حق سے عداوت رکھتا ہے۔ اسے دے سکتے ہو چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾ (لوگوں سے اچھی بات کہو یعنی ان سے اچھا سلوک کرو) ہاں البتہ جو شخص حق سے عداوت رکھتا ہے یا باطل کی طرف دعوت دیتا ہے اسے کچھ نہ دو۔ (الفروع، التہذیب، المقنعہ)

۴۔ عبداللہ بن الفضل نوفلی اپنے باپ (فضل) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سائل سوال کرتا ہے مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کون ہے تو؟ فرمایا: اگر تمہارے دل میں اس کے لیے رحمت و

رقت پیدا ہو تو اسے دو مگر درہم سے کم۔ عرض کیا گیا کہ زیادہ سے زیادہ کس قدر؟ فرمایا: چار دانق (جبکہ ایک درہم چھ دانق کا ہوتا ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، المقنعہ)

۵۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ بادیہ نشینوں اور دیہاتیوں کو صدقہ دینا کیسا ہے؟ فرمایا: بچوں، عورتوں، زمین گیروں، ضعیفوں اور بہت بوڑھوں (یعنی مستضعفین) کو دو۔
راوی کا بیان ہے کہ امامؑ "جمانین" یعنی لمبے بالوں والوں کو دینے سے روکتے تھے۔ (الفروع)

۶۔ منہال بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت، چھوٹے بچے اور بچی کو اور ہر اس شخص کو جس کے متعلق تمہارے دل میں ترس پیدا ہو اسے دو۔ مگر خبردار! تمام (مخالفین) کو (امام علیہ السلام نے ہاتھ کی انگلی ہلا کر اشارہ کیا کہ) دہ دینا۔ (ایضاً)

۷۔ عمرو بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ دیہاتی لوگ ہمارے ہاں آتے ہیں جن میں یہود ونصاریٰ اور مجوسی بھی ہوتے ہیں تو آیا ہم ان لوگوں کو صدقہ دیں؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مجہول الحال ہوتے ہیں (ان میں سے کسی کے مذہب کا علم نہیں ہوتا لہٰذا ان کو صدقہ دیا جا سکتا ہے)۔

۸۔ جناب ابن ادریس حلی "کتاب مسائل الرجال" سے نقل کرتے ہیں کہ محمد بن علی بن عیسیٰ نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ جو جزائری اور ساسانی فقراء و مساکین گلی کوچوں میں بیٹھتے ہیں آیا ان کا مذہب معلوم کئے بغیر ان کو صدقہ دینا جائز ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ جو شخص کسی ناصبی کو صدقہ دے وہ صدقہ اس کے لیے مضر ہوگا اور مفید نہیں ہوگا۔ مگر جس کا مذہب اور حال معلوم نہ ہو اس کو صدقہ دینا افضل ہے۔ علاوہ بریں جس سائل کو دیکھ کر تمہارے اندر رحم دلی پیدا ہو اور اس کے نظریہ کا معلوم کرنا ممکن نہ ہو اسے صدقہ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (السرائر)

۹۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جو اپنی ایک کنیز سے فرما رہے تھے کہ آج جمعہ کا دن ہے اس لیے آج جو سائل بھی میرے دروازہ سے گزرے اسے ضرور کھانا کھلانا۔ ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ہر سوال کرنے والا مستحق تو نہیں ہوتا؟ فرمایا: اے ثابت! مجھے اندیشہ ہے کہ ان سائلوں میں کوئی حق دار ہو اور ہم اسے نہ کھلائیں تو کہیں ہم پر وہی بلا و مصیبت نازل نہ ہو جائے جو جناب یعقوب علیہ

السلام اوران کے خانوادہ پر نازل ہوئی تھی (جبکہ انہوں نے ایک گرسنہ سائل کی آواز پر توجہ نہیں کی تھی) لہٰذا سب کو کھلاؤ۔ (علل الشرائع)

۱۰۔ ذریح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم چشمہ بنی سلیم کے مقام پر تھے کہ ہمارے اونٹ کو کوئی تکلیف لاحق ہوئی۔ غلام نے خدمت امامؑ میں عرض کیا: آقا! آیا ہم اسے نحر کر دیں؟ امامؑ نے فرمایا: نہ آگے چلو۔ جب ہم چار میل چل چکے تو فرمایا: اے غلام نیچے اتر اور اونٹ کو نحر کر! فرمایا: اگر اسے درندے کھا جائیں تو یہ بات مجھے زیادہ عزیز ہے اس سے کہ اسے بدو کھائیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ا وغیرہ میں اور باب ۵ و ۷ از مستحقین زکوٰۃ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۵ وغیرہ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

سائل کو خالی ہاتھ لوٹانا مکروہ ہے اگرچہ اس کی تونگری کا گمان بھی ہو بلکہ اسے کچھ ضرور دینا چاہیئے اگرچہ تھوڑا ہی ہو یا کم از کم اسے کچھ دینے کا وعدہ کیا جائے اور اگر دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو پھر احسن طریقہ پر اسے لوٹایا جائے۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے (یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سائل کو عطا کرو اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ نیز محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر عطا کرنے والے کو معلوم ہوتا کہ عطیہ میں کس قدر فوائد ہیں تو کبھی کوئی شخص کسی (سائل) کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتا۔ (الفروع، الفقیہ، السرائر)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب سائل سوال کر رہا ہو تو اس کا سوال قطع نہ کرو۔ پس اگر مسکین جھوٹے بھی ہوں تب بھی وہ لوگ کبھی فلاح نہیں پائیں گے جو ان کو خالی لوٹائیں گے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۴۔ ابو اسامہ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی سائل کو (سوال کرنے سے) منع نہیں کیا تھا (ہاں جب وہ سوال کر چکتا) تو اگر کچھ پاس ہوتا تو عطا فرماتے ورنہ کہتے کہ تجھے خدا عطا فرمائے گا۔ (الفروع)

۵۔ زید شحام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے مہمان نواز تھے۔ جب کبھی کوئی مہمان نہ آتا تو اپنا دروازہ بند کر کے خود ان کی تلاش میں باہر نکلتے (تا آخر حدیث) اسی حدیث کے ضمن میں وارد ہے کہ ایک بار جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آئے اور کہا: مجھے آپؑ کے پروردگار نے ایک بندہ کے پاس بھیجا ہے جسے وہ اپنا خلیل بنانے والا ہے۔ یہ سن کر جناب ابراہیمؑ نے کہا: مجھے بتاؤ کہ وہ کون ہے؟ تاکہ تازیست اس کی خدمت کروں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ وہ بندہ خود آپؑ ہیں! کہا: کس وجہ سے؟ کہا: دو وجہ سے۔ ایک اس لیے کہ آپؑ نے کبھی کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کیا۔ دوسرا اس لیے کہ آپؑ سے جب بھی کسی چیز کا سوال کیا گیا تو آپؑ نے کبھی انکار نہیں کیا۔ (الفروع)

۶۔ حفص بن عمر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ اگرچہ اسے جلا ہوا کھُر ہی دو۔ (ایضاً)

۷۔ وصّافی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: منجملہ ان مناجاتوں کے جو خداوند عالم نے جناب موسیٰ علیہ السلام سے کہیں ایک یہ تھی کہ اے موسیٰ! سائل کا احترام کرو اگرچہ تھوڑی سی بخشش سے ہو یا احسن طریقہ سے رد کرنے سے ہو۔ کیونکہ بعض اوقات تمہارے پاس وہ آتا ہے جو نہ جن ہوتا ہے اور نہ انسان بلکہ خدائے رحمٰن کے فرشتوں میں سے کوئی (عظیم الشان) فرشتہ ہوتا ہے وہ تمہاری آزمائش کرنے کے لیے آتا ہے کہ جو کچھ میں نے تمہیں دے رکھا ہے اور تم سے اس چیز کا سوال کرتا ہے جو میں نے تمہیں عنایت کی ہیں۔ اے فرزند عمران! اچھی طرح غور وفکر کرو کہ تم کیسا کردار ادا کرنے والے ہو؟ (الفروع، الفقیہ)

۸۔ عثمان بن عیسیٰ ایک آدمی کے توسط سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ایک سائل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا: آنحضرتؐ نے اپنے اصحاب کی طرف دیکھا! پس ایک صحابی نے اسے سونے کی ایک سلائی دے دی! اس سائل نے کہا: آیا یہ سب لے لوں؟ صحابی نے کہا: ہاں! سائل نے کہا: اپنا سونا قبول کرا! (پھر کہا) میں نہ جن ہوں اور نہ انسان! بلکہ میں تو تمہارے پروردگار کا فرستادہ (فرشتہ) ہوں تاکہ تمہیں آزماؤں! پس میں نے تمہیں شکر گزار پایا ہے۔ خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (الفروع)

۹۔ سعید بن المسیب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپؑ نماز صبح پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک سائل دروازہ پر آیا۔ امامؑ نے فرمایا: سائل کو کچھ دو اور سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سائل کو لوٹا دو یا کچھ بخشش کے ساتھ، یا نرمی و پیار کے ساتھ۔ کیونکہ بعض اوقات وہ آنے والا تمہارے دروازے پر آکر کھڑا ہوتا ہے کہ جو نہ جن ہوتا ہے اور نہ انسان۔ جو صرف یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ خداوند عالم نے جو کچھ باتیں عطا فرمایا ہے تمہارے اس سلسلہ میں کردار کیا ہے؟ (قرب الاسناد)

۱۱۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک فقیر و مسکین (جو تمہارے پاس آتا ہے) وہ خداوند عالم کا فرستادہ ہوتا ہے۔ پس جو شخص اسے کچھ نہیں دیتا۔ وہ خدا کو کچھ نہیں دیتا۔ اور جو اسے دیتا ہے وہ خدا کو دیتا ہے۔ (نہج البلاغہ)

۱۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عاصم کوفی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: جب میری امت سائل کی آواز سے بہری بن جائے گی اور متکبرانہ چال چلے گی تو میرے پروردگار نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں ضرور ان کے بعض کو بعض کے ذریعہ عذاب کروں گا۔ (عقاب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۴ و ۲۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

تین سائلوں کو عطا کرنے کے بعد سائل کو خالی ہاتھ لوٹانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک سائل آیا۔ آپؑ نے اسے کچھ عطا فرمایا۔ پھر ایک اور آیا آپؑ نے اسے بھی کچھ عطا فرمایا۔ بعد ازاں ایک اور آیا آپؑ نے اسے بھی کچھ عطا فرمایا۔ پھر ایک اور آیا اس سے امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا تمہیں وسعت دے! پھر فرمایا: اگر کسی شخص کے پاس تیس یا چالیس ہزار درہم بھی ہوں اور وہ چاہے کہ ان سب کو برمحل صرف کرے تو کر سکتا ہے۔ مگر اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس کے پاس کچھ بھی مال باقی نہیں رہ جائے گا۔ اور پھر ان تین شخصوں میں سے ایک بن جائے گا جن کی خدا دعا قبول نہیں کرتا۔ راوی نے عرض کیا: وہ تین شخص کون ہیں؟ فرمایا: ایک وہ ہے جس کے پاس مال ہو اور وہ برمحل سارا صرف کر دے اور بعد ازاں خدا سے

کہے: یا اللہ! مجھے رزق عطا فرما! اس سے کہا جاتا ہے کیا میں نے تجھے رزق حاصل کرنے کا راستہ نہیں بتایا تھا۔
(الفروع، الفقیہ، السرائر)

۲۔ علی بن ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ وہ سائل کے بارے میں فرمارہے تھے کہ تین کو کھلاؤ۔ اور اگر اس سے بڑھنا چاہو تو بڑھو۔ ورنہ تم نے (تین کو کھلا پلا کر) اس دن کا حق ادا کر دیا ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے زکوۃ غلات (باب ۱۵) اور باب الدعا میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۴

صدقہ دے کر واپس لینا جائز نہیں ہے اور نابالغ بچہ کے صدقہ دینے کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کوئی چیز بطور صدقہ دے اور وہ اسے واپس کر دی جائے تو اس کے لیے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ اور اس کے لیے سوائے (راہِ خدا میں) خرچ کرنے کے اور کوئی تصرف جائز نہیں ہے۔ وہ بمنزلہ غلام آزاد کرنے کے ہے جسے خدا کی خوشنودی کے لیے آزاد کر دیا جائے۔ پس اگر کوئی شخص کسی غلام کو خدا کی خاطر آزاد کر دے اور وہ غلام لوٹ آئے تو وہ دوبارہ غلام نہیں بن سکتا۔ اسی طرح جو چیز بطور صدقہ دے دی جائے اس میں رجوع نہیں کیا جا سکتا۔ (قرب الاسناد)

۲۔ جناب ابن فہد حلیؒ بیان کرتے ہیں کہ امام معصوم علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کوئی چیز بطور صدقہ دے دے اور وہ اسے واپس کر دی جائے تو وہ اسے نہ فروخت کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی کھا سکتا ہے کیونکہ جو چیز خدا کے لیے مخصوص کر دی جائے تو خدا کا اس میں کوئی شریک نہیں ہوتا۔ اور وہ چیز بمنزلہ غلام آزاد کرنے کے ہو جاتی ہے جسے آزاد کرنے کے بعد واپس لوٹانا جائز نہیں ہے۔ (عدۃ الداعی)

۳۔ امام علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: اگر کوئی شخص کچھ صدقہ نکالے تاکہ سائل کو دے مگر وہ سائل چلا جائے تو اسے چاہیئے کہ وہ صدقہ کسی اور کو دے دے مگر اسے دوبارہ اپنے مال میں شامل نہ کرے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب المقنع میں حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ نوخیز بچہ ہنوز بالغ نہ ہو، اس کا صدقہ کیسا ہے؟ فرمایا: اگر برمحل صرف کر دے تو اس میں

کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں (نماز جماعت کے باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ از وقوف وصدقات میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

سائل سے التماس دعا کرنا مستحب ہے اور سائل کیلئے بھی مستحب ہے کہ معطی کے حق میں دعا کرے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن جہم سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی بھی شخص کی دعا کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ یہودی اور نصرانی کی دعا بھی تمہارے حق میں قبول ہو سکتی ہے۔ گو کہ ان کے اپنے حق میں ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (الفروع)

۲۔ زیاد کندی بتوسط ایک شخص کے امام (جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب سائلوں کو کچھ دو تو ان سے دعا کرنے کی خواہش کرو کیونکہ ان کی دعا تمہارے حق میں قبول ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ان کی دعا خود اس کے اپنے حق میں قبول نہیں ہوتی۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی ضعیف و مسکین کو صدقہ دے اور وہ مسکین اس کے حق میں کوئی دعا کرے تو وہ اسی وقت قبول ہو جاتی ہے۔ (ثواب الاعمال)

۴۔ حضرت امام علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: جب کسی سائل کو کوئی چیز دو تو اس سے اپنے حق میں دعا کرنے کی خواہش کرو۔ کیونکہ اس کی دعا تمہارے حق میں ضرور قبول ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کے اپنے حق میں قبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں (اور قبولیت دعا کی شرط اولین صدق مقال اور اکل حلال ہے)۔ (الخصال)

۵۔ جناب ابن فہد حلیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ خادم سے فرمایا کرتے تھے کہ ذرا ٹھہر جاؤ کہ وہ (سائل) دعا کر لے۔ (عدۃ الداعی)

۶۔ نیز فرمایا: سائل فقیر کی دعا (معطی کے حق میں) رد نہیں ہوتی۔ (ایضاً)

۷۔ نیز آپؑ کے متعلق ہی مروی ہے کہ آپؑ خادم سے فرمایا کرتے تھے کہ جب سائل کو کچھ دو تو اس سے کہو کہ وہ دعائے خیر کرلے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۵ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۶

مستحق تک صدقہ اور خیرات پہنچانے میں معاونت اور باہمی امداد کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابونہشل سے اور وہ بواسطہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر خیرات اسی (۸۰) ہاتھوں پر بھی گردش کرے (اور پھر مستحق کے ہاتھ تک پہنچے) تو سب کو اجر وثواب دیا جائے گا بغیر اس کے کہ اصل دینے والے کے اجر وثواب میں کچھ کمی واقع ہو۔

(الفروع، ثواب الاعمال)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: افضل صدقہ یہ ہے کہ تونگری اور روزی بقدر ضرورت کے بعد دیا جائے۔(ثواب الاعمال)

۳۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے ایک خطبہ میں فرمایا: جو شخص کسی شخص کی طرف سے اس کے مال سے کسی مسکین کو صدقہ دے تو اسے بھی اصل صدقہ دینے والے جتنا اجر وثواب ملے گا۔ اور اگر اسی طرح (یکے بعد دیگرے) چالیس ہزار انسان اسے ہاتھ میں لے کر کسی مسکین تک پہنچائیں تو سب کو اجر کامل عطا کیا جائے گا اور خدا کی بارگاہ میں جو کچھ ہے وہ ان لوگوں کے لیے جو متقی و پرہیزگار اور نیکوکار ہیں زیادہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔(عقاب الاعمال)

۴۔ علی بن شہاب بن عبدربہ اپنے باپ (شہاب) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عطا کرنے والے تین ہیں: (۱) خدا جو رب العالمین ہے۔ (۲) مالدار۔ (۳) اور وہ جن کے ہاتھ سے مستحق تک پہنچا ہے۔(الخصال)

۵۔ ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عطا کرنے والے تین ہیں: (۱) خدا جو حقیقی عطا کرنے والا ہے۔ (۲) اپنے مال سے عطا کرنے والا۔ (۳) عطا و بخشش میں سعی و کوشش کرنے والا۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مستحقین زکوٰۃ (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۷

مؤمن بھائی کے ساتھ مالی ہمدردی کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالاعلیٰ بن اعین سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خدا نے جو چیزیں اپنے بندوں پر فرض قرار دی ہیں ان سے سخت ترین تین چیزیں ہیں: (۱) مؤمن کا اپنے حق میں انصاف کرنا حتیٰ کہ دوسرے مؤمن کے لیے وہی چیز پسند کرے جسے اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (۲) دینی بھائی کے ساتھ مالی مواسات و ہمدردی کرنا۔ (۳) ہر حالت میں ذکر خدا کرنا۔ اور اس سے سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا مراد نہیں ہے بلکہ محرمات شرعیہ کے ارتکاب کے وقت خدا کو یاد کرکے ان کو چھوڑ دینا مراد ہے۔ (الاصول من الکافی)

۲۔ ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے بتائیں کہ مؤمن کا مؤمن پر کیا حق ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابان! اسے رہنے دو! اس کی تکرار نہ کرو۔ میں نے عرض کیا: ہاں میں آپؑ پر قربان۔ پھر میں برابر اس سوال کا اعادہ کرتا رہا (یہاں تک کہ امامؑ نے) فرمایا: اے ابان! (اس کا ایک حق تو یہ ہے کہ) اس سے اس طرح اپنا مال برابر تقسیم کرو جیسے ایک شریک دوسرے شریک سے تقسیم کرتا ہے۔ پھر امام علیہ السلام نے میری طرف دیکھا اور اس بات کو سننے سے میرے دل پر جو کیفیت گزری تھی امامؑ نے اس کا اثر دیکھا، فرمایا: اے ابان! کیا تم نہیں جانتے کہ خداوند عالم نے (قرآن میں) ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے! میں نے عرض کیا: ہاں میں آپؑ پر قربان ہوں (پڑھا ہے) فرمایا: جب تم نے اپنا آدھا مال اسے دے دیا تو اس سے ایثار تو نہیں کیا۔ اس طرح تو تم اور وہ برابر ہو گئے۔ ایثار تو تب ہوگا کہ جب تم اپنے نصف حصہ سے بھی اسے کچھ عطا کرو گے۔ (ایضاً)

۳۔ محمد بن عجلان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص داخل ہوا اور امامؑ پر سلام کیا۔ امامؑ نے (جوابِ سلام کے بعد) اس سے پوچھا کہ جو دینی بھائی تم اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو ان کا کیا حال ہے! اس شخص نے ان کی خوب تعریف و توصیف کی! امامؑ نے اس سے فرمایا کہ ان کے مالدار لوگ ان کے غرباء و ناداروں کی عیادت و مزاج پرسی کس طرح کرتے ہیں؟ اس نے کہا: بہت کم! فرمایا: ان کے تونگر لوگ غریبوں کی اپنے مال سے دیکھ بھال کس طرح کرتے ہیں؟ عرض کیا: بہت کم! فرمایا: ان کے سرمایہ دار، اپنے غریب بھائیوں سے مالی صلہ رحمی کس طرح کرتے ہیں؟ اس شخص نے عرض کیا: مولا! آپؑ ان اوصاف کا تذکرہ کر رہے

ہیں جو ہمارے ہاں کے لوگوں میں کم ہی پائے جاتے ہیں! امامؑ نے فرمایا: پھر وہ کس طرح گمان کرتے ہیں کہ وہ ہمارے شیعہ ہیں؟ (ایضاً)

۴۔ ابو اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! ہمارے شیعہ بہت ہیں! امامؑ نے فرمایا: کیا ان کا مالدار غریب و نادار پر مہربانی کرتا ہے؟ کیا ان کا نیکوکار خطاکار سے درگزر کرتا ہے؟ اور کیا وہ آپس میں مالی مواسات و ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہیں؟ راوی نے عرض کیا: نہیں! (وہ یہ کام تو نہیں کرتے)۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: پھر وہ لوگ شیعہ نہیں ہیں۔ شیعہ تو وہ ہیں جو یہ کام کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ سعید بن الحسن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کیا تم میں سے ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی کے پاس جاتا ہے اور اس کی ہتھیلی میں ہاتھ ڈال کر اپنی ضرورت کے مطابق مال نکال لیتا ہے اور دوسرا بھائی اسے نہیں ٹوکتا؟ میں نے عرض کیا: میں تو اپنے درمیان ایسا کوئی شخص نہیں پاتا۔ امامؑ نے فرمایا: پھر تو کچھ بھی نہیں ہے (بلکہ) پھر تو ہلاکت ہی ہلاکت ہے! (پھر) فرمایا: ابھی ان لوگوں کو عقلیں عطا نہیں ہوئی ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں دعا کی حدیثوں میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث گزر چکی ہے فرمایا کہ تین دعائیں ایسی ہیں جو خدا سے پوشیدہ نہیں رہتیں (ضرور مستجاب ہوتی ہیں): (۱) ایک مرد مؤمن کا اس مرد مؤمن کے حق میں دعائے خیر کرنا جس نے ہماری خاطر اس سے مواسات و ہمدردی کی ہو۔ (۲) دوسرا اس شخص کی بددعا اس شخص کے بارے میں جس نے اس کے اضطرار میں اور قدرت رکھنے کے باوجود اس سے ہمدردی نہ کی ہو۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد یہاں (باب ۲۸ میں) اور جہاد نفس اور احکام عشرت (باب ۱۴ و ۲۲ میں) ذکر کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

جو شخص صاحب اہل وعیال نہ ہو اس کے لیے مستحب ہے کہ دوسرے کو اپنے اوپر ترجیح دے اگرچہ کم مال سے ہو۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ساتھیوں میں سے چوٹی کے لوگ کون ہیں؟ فرمایا: جو وسعت اور تنگی میں اپنے (دینی) بھائیوں سے نیکی کرتے ہیں! پھر فرمایا: اے جمیل! جو زیادہ مالدار ہو اس کے لیے تو

ایسا کرنا آسان ہوتا ہے! مگر خدا نے تو اس سلسلہ میں کم مال والوں کی مدح کی ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ﴿وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ..... الآیة﴾ (وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود تنگی معیشت میں گرفتار ہوتے ہیں اور جو شخص بخل سے بچایا گیا۔ یہی لوگ فوز وفلاح پانے والے ہیں)۔ (الفقیہ)

۲۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو سخی ہیں! اور تم سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو بخیل ہیں! اور منجملہ نیک اعمال کے ایک نیک عمل اپنے بھائیوں سے نیکی کرنا۔ اور ان کی حاجت برآری میں کوشش کرنا بھی ہے! اس سے شیطان کی ناک کٹتی ہے! اور جہنم کی آگ سے دوری حاصل ہوتی ہے اور جنتوں میں داخلہ ملتا ہے۔ پھر فرمایا: اے جمیل! اپنے ساتھیوں میں سے چوٹی کے لوگوں کو یہ حدیث سناؤ! جمیل نے عرض کیا: میرے ساتھیوں میں سے چوٹی کے لوگ کون ہیں؟ تا آخر حدیث۔ (امالی فرزند شیخ طوسی، الخصال، الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! تین چیزیں حقائق ایمان میں سے ہیں: (۱) باوجود تنگ دستی کے مال خرچ کرنا۔ (۲) اپنی ذات کے بارے میں لوگوں سے انصاف کرنا۔ (۳) اور طالب علم کے لیے علم خرچ کرنا۔ (الفقیہ)

۴۔ عبدالاعلیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہترین صدقہ یہ ہے کہ اپنی تونگری اور روزی بقدر ضرورت مہیا کرنے کے بعد دیا جائے۔

(ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ صاحبِ اہل وعیال پر محمول ہے (کہ اس کے لیے افضل یہ ہے کہ اپنے اہل وعیال کی قوت لایموت کا انتظام کرنے کے بعد صدقہ دے تاکہ اپنے آپ کو کسی قسم کی مالی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے)۔

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص وہ ہے جس کے پاس صرف ایک دن کا خرچہ ہے! آیا وہ اس شخص پر مہربانی کرے جس کے پاس ایک دن کا خرچہ نہیں ہے! اور وہ شخص جس کے پاس ایک مہینہ کا خرچہ ہے۔ آیا وہ اس شخص پر احسان کرے جس کے پاس مہینہ کا خرچہ نہیں ہے؟ اس طرح وہ شخص جس کے پاس سال کا خرچہ ہے وہ اس پر

مہربانی کرے جس کے پاس سال کا خرچہ نہیں ہے؟ یا یہ تمام صورتیں کفاف (روزی بقدر ضرورت) میں داخل ہیں۔ جس پر کسی شخص کی (صدقہ نہ دینے پر) ملامت نہیں کی جا سکتی؟ فرمایا: کل دو (۲) امر ہیں: (افضل اور غیر افضل)۔ ایک امر تو یہ ہے کہ تم میں افضل وہ ہے جو ثواب حاصل کرنے اور دوسرے شخص کو اپنے اوپر مقدم سمجھنے میں زیادہ حریص ہے۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (وہ دوسروں کو اپنے اوپر مقدم جانتے ہیں اگرچہ خود تنگی میں مبتلا ہوں) اور دوسرا امر (غیر افضل) یہ ہے کہ اگر آدمی کے پاس صرف روزی بقدر ضرورت ہو تو (اسے خرچ نہ کرنے پر) اس کی ملامت نہیں کی جا سکتی۔ ہاں البتہ اوپر والا ہاتھ (دینے والا)، نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے افضل ہے مگر تم ان سے ابتداء کرو جن کی تم عیالت و کفالت کرتے ہو۔ (الفروع)

۶۔ علی بن سوید سائی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں! فرمایا: میں تمہیں تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرنے کا حکم دیتا ہوں! پھر خاموش ہو گئے۔ پس میں نے اپنی مالی کمی کی شکایت کی! اور کہا کہ بخدا میری تنگدستی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ میرا ننگا پن دیکھ کر ابوفلاں نے اپنے تن سے دو کپڑے اتار کر مجھے پہنائے! فرمایا: روزہ رکھ اور صدقہ دے! میں نے عرض کیا: آیا اس مال سے صدقہ دوں جو میرے بھائیوں نے مجھے دیا ہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو؟ فرمایا: جو کچھ خدا نے تجھے (کسی ذریعہ سے بھی) عطا فرمایا ہے اس سے صدقہ دے اگرچہ مستحق کو اپنے نفس پر مقدم سمجھنا پڑے۔ (ایضاً)

۷۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: قلیل المال آدمی کی کوشش و کاوش! کیا تم نے خدا کا یہ فرمان نہیں سنا کہ فرماتا ہے: ﴿وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ (پھر فرمایا) کیا تم یہاں کوئی فضیلت دیکھتے ہو؟ (الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۸۔ مسعدہ بن صدقہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ صوفیوں کی ایک جماعت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور انہوں نے امامؑ کے برخلاف اس آیت مبارکہ ﴿وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ سے استدلال کیا (کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کے پاس جو کچھ ہے وہ سب راہِ خدا میں دے دینا چاہیئے اور اہل و عیال کے لیے کچھ بچا کے نہیں رکھنا چاہیئے۔ امامؑ نے فرمایا کہ یہ بات (ابتداءِ اسلام میں) جائز و مباح تھی اور ہنوز لوگوں کو اس کی ممانعت نہیں کی گئی تھی اس لیے ان کو ثواب بھی ملتا تھا (مگر بعد میں اسے منسوخ کر دیا گیا) اور خدا نے ان کے اس عمل کے خلاف حکم دے دیا (کہ مومن وہ ہیں

کہ جب کچھ خرچ کرتے ہیں تو نہ بخل کرتے ہیں اور نہ اسراف کرتے ہیں بلکہ وہ ان کے بین بین میانہ روی اختیار کرتے ہیں) پس خدا کا یہ امر ان کے عمل کا ناسخ بن گیا اور خدا نے یہ ممانعت اہل ایمان پر رحم وکرم کرتے ہوئے فرمائی ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے کمزور اہل وعیال کو، بچوں کو، بہت بوڑھے مردوں اور بہت بوڑھی عورتوں کو جو بھوک پر صبر نہیں کر سکتے کو ضرر وزیاں نہ پہنچائیں (پھر فرمایا) اگر میرے پاس صرف ایک روٹی ہو اور وہ میں صدقہ کر دوں! تو پھر وہ اہل وعیال تو بھوک سے ہلاک ہو جائیں گے۔ اسی لیے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس پانچ دانہ خرما، پانچ روٹیاں، پانچ دینار یا پانچ درہم ہوں اور وہ ان کو خرچ کرنا چاہے تو اس کا افضل طریقہ یہ ہے کہ پہلا (دانہ یا روٹی وغیرہ) تو اپنے والدین پر صرف کرے، دوسرا اپنے اور اپنے اہل وعیال پر۔ تیسرا اپنے غریب رشتہ داروں پر، چوتھا غریب پڑوسیوں پر اور پانچواں راہ خدا میں اور اس کا ثواب سب سے کم ہے۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس انصاری کے بارے میں جس کے پاس کل پانچ یا چھ غلام تھے۔ اور اس نے مرتے وقت اپنے چھوٹے بچوں کو محروم کر کے ان سب کو آزاد کر دیا تھا۔ فرمایا تھا کہ اگر تم مجھے پہلے اس کے اس معاملہ کی اطلاع دیتے تو میں تمہیں اجازت نہ دیتا کہ تم اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرو۔ کیونکہ اس نے اپنے چھوٹے بچوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ اب وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں گے۔ پھر فرمایا: میرے والد نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جن کی تم عیالت وکفالت کرتے ہو خرچ کرتے وقت ان میں سے جو سب سے زیادہ قریبی ہے اس سے ابتداء کرو۔ اس کے بعد دوسرے درجے والے سے وھکذا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ از ماتجب فیہ الزکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۶ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۲۹

مستحب ہے کہ صدقہ دینے کے بعد آدمی پہلے اپنے ہاتھ کو چومے، اور پھر جس چیز کا صدقہ دیا ہے اسے ایک بار اپنے ہاتھ میں لے کر چومے اور سونگھے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حدیث اربعمأۃ میں فرمایا: جب سائل کو کوئی چیز دو تو اس سے التماس دعا کرو۔ اور دینے والا اپنے ہاتھ کو اپنے منہ کے پاس لے جائے اور اسے بوسہ دے کیونکہ صدقہ اس سے پہلے کہ سائل کے ہاتھ میں جائے خدا اسے قبض کرتا ہے جیسا کہ

خدا فرماتا ہے: ﴿اَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ﴾ (کیا تم نہیں جانتے کہ خدا بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات کو قبض کرتا ہے)۔ (الخصال)

۲۔ جناب ابن فہد حلیؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام صدقہ دے کر اپنے ہاتھ کو بوسہ دیتے تھے چنانچہ اس سلسلہ میں آپؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا (کہ آپؑ ایسا کیوں کرتے ہیں؟) فرمایا: صدقہ سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خدا کے دست قدرت میں جاتا ہے۔ (عدۃ الداعی)

۳۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کا صدقہ سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خدا کے دست (قدرت) میں پہنچتا ہے پھر آنحضرتؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿اَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَاْخُذُ الصَّدَقَاتِ﴾۔ (ایضاً)

۴۔ مفسر عیاشیؒ اپنی تفسیر میں معلّی بن خنیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خدا نے جس چیز کو پیدا کیا ہے اس کے لیے ایک خازن مقرر کیا ہے جو اسے خزانہ کرتا ہے سوائے صدقہ کے کیونکہ اس کا متولی خود خدا ہوتا ہے (فرمایا) میرے والد ماجد (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) جب کوئی چیز صدقہ میں دیتے تھے تو اسے سائل کے ہاتھ پر رکھتے تھے پھر اس سے واپس لیتے تھے اور اسے بوسہ دیتے اور سونگھتے تھے اور پھر سائل کے ہاتھ میں دیتے تھے اور یہ اس لیے کہ صدقہ سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے خدا کے دست قدرت میں پہنچتا ہے اس لیے میں پسند کرتا ہوں کہ اسے بوسہ دوں کیونکہ اس کا متولی خدا ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۵۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی ایسی چیز نہیں جس کے لیے کوئی فرشتہ مؤکل نہ ہو۔ سوائے صدقہ کے کہ یہ (براہ راست) خدا کے دست قدرت میں پہنچتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۰

صدقہ دینے کے لیے قرضہ لینا اور جس شخص پر قرضہ ہو اس کے لیے بھی صدقہ دینا مستحب ہے اور قرضہ ادا کرتے وقت اس سے کچھ زیادہ ادا کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبد اللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

خدمت میں ایک سائل نے حاضر ہو کر سوال کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حاضرین سے) فرمایا: کوئی مجھے قرضۂ حسنہ دے گا؟ ایک انصاری کھڑا ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میرے پاس مال ہے! فرمایا: اس سائل کو چار وسق کھجور دے دو۔ چنانچہ انصاری نے اتنی کھجور اسے دے دی۔ کچھ دنوں کے بعد انصاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے قرضہ کا تقاضا کیا۔ آپؐ نے فرمایا: ادا ہو جائے گا! کچھ دنوں کے بعد پھر حاضر ہوا: آپؐ نے فرمایا: ادا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ انصاری سہ بارہ حاضر ہوا۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ ادا ہو جائے گا۔ انصاری نے (چیں بجبیں ہو کر) کہا: یا رسول اللہؐ! آپؐ نے یہ تو بہت دفعہ فرمایا ہے کہ "ادا ہو جائے گا" (مگر آخر کب ادا ہوگا؟) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا: کوئی مجھے قرضۂ حسنہ دے گا؟ ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا: میرے پاس گنجائش ہے؟ فرمایا: کس قدر ہے؟ عرض کیا: جس قدر چاہیں؟ فرمایا: اس (انصاری) کو آٹھ وسق خرما دے دو! اس پر انصاری نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں نے تو صرف چار وسق دیئے تھے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور چار (ہماری طرف سے) لے[1] لو۔ (قرب الاسناد)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: صدقہ قرضہ کو ادا کرتا ہے اور اپنے پیچھے خیر و برکت چھوڑ جاتا ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب الدین و القرض وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

سخت ضرورت کے بغیر کسی سے سوال کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود مالک بن حصین سلولی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ضرورت کے بغیر لوگوں سے سوال کرتا ہے تو خدا مرنے سے پہلے اسے سوال کرنے کا واقعی محتاج کرتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے لیے جہنم کو لازم قرار دیتا ہے۔ (الفروع، ثواب الاعمال، الفقیہ)

---

[1] اگر قرضہ دیتے وقت مقررہ شرائط کے ساتھ کچھ اضافہ کی شرط لگائی جائے تو یہ سود بن جاتا ہے جو بالاتفاق حرام ہے لیکن اگر شرط نہ لگائی جائے تو ویسے قرض لینے والے کے لیے مستحب ہے کہ ادائیگی کے وقت (بطور هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ) کچھ زیادہ ہی واپس لوٹائے۔ متعدد حدیثوں میں وارد ہے کہ ﴿خیر القرض ما یجر نفعًا﴾ کہ بہترین قرضہ وہ ہے جو کچھ نفع کھینچ کر ہمراہ لائے۔ (الحدائق)۔ اس حدیث سے بھی اس مطلب کی تائید مزید ہوتی ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ مالک بن عطیہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں خدا کی جانب سے ضامن ہوں کہ جو شخص احتیاج کے بغیر سوال کرے گا تو اس کا یہ اس طرح سوال کرنا اسے مجبور کر دے گا کہ وہ ایک دن احتیاج کی وجہ سے سوال کرے گا۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی پیروی کرو۔ فرمایا: جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو خدا اس پر فقر و فاقہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب ابن ادریس حلیؒ آخر سرائر میں جناب ابو القاسم بن قولویہ سے بروایت محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر سائل کو معلوم ہوتا کہ سوال میں کیا (خرابی) ہے تو کبھی کوئی کسی سے سوال نہ کرتا! اور اگر عطا کرنے والے کو معلوم ہوتا کہ عطا کرنے میں کیا (خوبی) ہے تو بھی کوئی کسی کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتا۔ پھر فرمایا: اے محمد! جو شخص باوجود تونگر ہونے کے پھر بھی سوال کرے گا تو وہ اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اس کے چہرہ پر (ذلت و رسوائی کی) خراشیں ہوں گی۔ (سرائر ابن ادریسؒ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عنبسہ بن مصعب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کے پاس ہنوز تین دن کا خرچہ موجود ہو اور وہ پھر بھی لوگوں سے سوال کرے تو وہ اس حالت میں خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا کہ اس کے چہرہ پر کوئی گوشت نہیں ہوگا۔ (عقاب الاعمال)

۶۔ جناب شیخ ابن فہد حلیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص فقر و فاقہ کے بغیر سوال کرتا ہے تو وہ گویا شراب پیتا ہے۔ (عدۃ الداعی)

۷۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ فرمایا: میں قسم کھا کر کہتا ہوں اور یہ قسم برحق ہے کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کرنے کا دروازہ کھولے گا تو خدا اس پر فقر و فاقہ کا دروازہ کھولے گا۔ (ایضاً)

۸۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے فرمایا: جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولے گا تو خدا اس پر فقر و فاقہ کے ایسے ستر (۷۰) دروازے کھولے گا کہ ان میں سے کمترین دروازہ کو کوئی چیز بند نہیں کر سکے گی۔ (ایضاً)

۹۔ جناب مفسر عیاشیؒ اپنی تفسیر میں ہارون بن خارجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص لوگوں سے کسی چیز کا سوال کرے جبکہ ابھی اس کے پاس ایک دن کی قوت (لا یموت) موجود ہو تو وہ اسراف کرنے (حد سے بڑھنے) والوں میں سے ہے۔ (تفسیر عیاشیؒ)

۱۰۔ محمد بن حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین قسم کے بندے ایسے ہیں کہ جن پر خدا قیامت کے دن نظر رحمت نہیں ڈالے گا اور نہ ہی ان کا تزکیہ کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: (۱) دیوث اور بے غیرت آدمی۔ (۲) فحش گوئی کرنے والا اور گالم گلوچ بکنے والا[1]۔ (۳) اور جو شخص باوجود تونگری کے لوگوں سے سوال کرے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۳۲ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

ضرورت کے باوجود دوسرے سے سوال کرنا مکروہ ہے حتیٰ کہ کسی سے یہ کہنا کہ مجھے پانی پلا دو یا چابک پکڑوا دو، مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی اکیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر سائل کو معلوم ہوتا کہ سوال کرنے میں کیا (خرابی و بربادی) ہے تو کبھی کوئی کسی سے سوال نہ کرتا۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حسین بن حماد بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! لوگوں سے سوال نہ کرنا کیونکہ یہ دنیا میں ذلت و رسوائی ہے اور ایک ایسا فقر و فاقہ ہے جسے تم خود جلدی سے قائل کرنا چاہتے ہو اور آخرت میں طویل حساب و کتاب کا باعث ہے۔ (ایضاً)

۳۔ احمد بن النصر مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہاتھ تین قسم کے ہیں: (۱) خدا کا دست قدرت جو سب سے بلند و بالا ہے۔ (۲) اس کے بعد عطا کرنے والے کا ہاتھ ہے (جو بلند ہے)۔ (۳) پھر وہ ہاتھ ہے جسے عطا کیا جائے اور یہ ہاتھ سب ہاتھوں سے زیادہ پست ہے۔ فرمایا: جس قدر ممکن ہو سوال کرنے سے اجتناب کرو۔ روزیوں کے سامنے پردے لٹکے ہوئے ہیں پس جس کا جی چاہے وہ شرم و حیا کے ساتھ اپنی روزی حاصل کرلے اور جس کا جی چاہے وہ پردہ دری کر کے اپنا رزق حاصل کرلے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کہ اگر تم میں سے کوئی رسی لے کر اس وادی میں داخل ہو جائے اور

---

[1] فاحش و متفحش کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ جو شخص عمداً فحش بات کرتا ہے یا فحش کام کرتا ہے اس سے خدا دشمنی رکھتا ہے کیونکہ فحش اور فاحشہ ہر برے کام یا بے شرمی کی بات یا کام کو کہتے ہیں۔ محدث کرمانی نے کہا ہے کہ فاحش سے مراد وہ شخص ہے جو فحش گو ہو اور متفحش سے مراد وہ شخص ہے جو خواہ مخواہ فحش گو بنے جیسے مسخرہ اور بھانڈ وغیرہ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اس قدر لکڑیاں اکٹھی کرے کہ رسی کے دونوں سرے باہم مل نہ سکیں اور پھر ان کو بازار میں لے جائے اور انہیں خرما کے ایک مد کے عوض فروخت کر دے جس کا ایک ثلث اپنے لیے رکھ لے اور دو ثلث صدقہ کر دے یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے۔ خواہ وہ اسے کچھ عطا کریں یا نہ کریں۔ (الفروع)

۴۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ انصار کا ایک قبیلہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں سلام کا جواب دیا! انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ہمیں آپؐ سے کچھ کام ہے؟ فرمایا: تم اپنا کام بیان کرو! انہوں نے کہا: وہ کام بہت بڑا ہے! فرمایا: آخر بتاؤ تو سہی کہ وہ کیا کام ہے؟ عرض کیا: آپؐ اپنے پروردگار کی طرف سے ہمیں جنت کی ضمانت دلوائیں! امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کی یہ بات سن کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اقدس نیچے جھکا لیا اور زمین میں لکیریں مارنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا: میں یہ ضمانت دیتا ہوں مگر اس شرط کے ساتھ کہ تم کسی سے کوئی چیز نہیں مانگو گے! فرمایا: (اس واقعہ کے بعد) ان لوگوں کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ ان میں سے کوئی شخص سفر میں سواری پر سوار ہوتا اور اس کا چابک گر جاتا تو اس بات کو ناپسند کرتا تھا کہ کسی انسان سے کہے کہ یہ چابک مجھے اٹھا دے بلکہ خود سواری سے نیچے اترتا تھا اور اپنا چابک اٹھاتا تھا یا اگر دسترخوان پر موجود ہوتا اور اسے پانی کی ضرورت ہوتی اور پانی کسی شخص کے زیادہ قریب ہوتا تو اس سے یہ نہ کہتا کہ ذرا پانی مجھے دے دینا بلکہ خود اٹھتا اور خود پانی پیتا تھا۔ (ایضاً)

۵۔ حسین بن ابو العلاء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا اس بندہ پر رحم فرمائے جو پاک دامن ہو یا بتکلف پاک دامن بننے کی کوشش کرے اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے اجتناب کرے کیونکہ سائل خود دنیا میں ذلت و پستی کو جلدی طلب کرتا ہے اور لوگ اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر امام علیہ السلام نے حاتم طائی کے اس شعر سے تمثل کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم (لوگوں سے) مایوس ہونے کی (حقیقت کو) پہچان لوگے تو اسی میں تونگری پاؤ گے اور تم طمع و لالچ کو فقر و فاقہ پاؤ گے۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امام علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! اگر میں کہنی تک اپنا ہاتھ کسی اژدھے کے منہ میں دے دوں تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ اس سے کہ میں اس (مخلوق) سے سوال کروں جو پہلے نہ تھا اور پھر پیدا ہوا۔ پھر ابوذرؓ سے فرمایا: اے ابوذر! خبردار لوگوں سے سوال

کرنے سے اپنا دامن بچانا! کیونکہ یہ ایسی ذلت ہے جو حاضر ہے اور ایسا فقر ہے جسے تم خود جلدی حاصل کر رہے ہو اور قیامت کے دن اس کا حساب کتاب بہت طویل ہوگا۔ اے ابوذرؓ! ہاتھ پھیلا کر سوال نہ کر۔ ہاں اگر کوئی چیز خود بخود حاصل ہو جائے تو اسے قبول کر لو۔ (الفقیہ)

۷۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگوں سے بے نیازی اختیار کرو اگرچہ مسواک صاف کرنا ہی کیوں نہ ہو (خود کرو۔ دوسروں سے نہ کراؤ)۔ (ایضاً)

۸۔ حسین بن خالد حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا کہ انہوں نے نہ کبھی کسی سائل کو خالی ہاتھ لوٹایا تھا اور نہ خدا کے سوا خود کبھی کسی سے کوئی سوال کیا تھا۔[1] (علل الشرائع)

۹۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ فرمایا: خدا اس سائل کو دشمن رکھتا ہے جو فحش گو ہو، بدزبان ہو اور اصرار و تکرار سے مانگنے والا ہو۔ (الخصال)

۱۰۔ یونس مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے برادرانِ (ایمانی) سے (حتی الامکان) حاجات طلب نہ کرو (ممکن ہے) وہ تمہاری حاجت برآری نہ کریں اور پھر تم ان سے بغض و عداوت رکھ کر کافر بن جاؤ۔ (الاخوان للشیخ الصدوق")

۱۱۔ جناب ابن ادریس حلیؒ جناب شیخ مفید علیہ الرحمہ کی کتاب العیون والمحاسن سے نقل کرتے ہیں اور وہ جناب سلمانؓ فارسی (محمدی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے خلیل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سات چیزوں کی وصیت کی ہے کہ کسی حالت میں بھی ان کو ترک نہ کرو: (۱) ہمیشہ اس شخص پر نگاہ کروں جس کی

---

[1] بعض اخبار و آثار سے واضح و آشکار ہوتا ہے کہ جب جناب خلیل خدا علیہ السلام کو منجنیق میں رکھ کر نارِ نمرودی میں جھونکا جا رہا تھا تو دوسری چیزوں کے علاوہ خود ملاءِ اعلیٰ کے ساکنوں میں ہلچل مچ گئی اور خدائے جبار و قہار کی بارگاہ میں عرض کرنا شروع کیا کہ پروردگارا تیرے خلیل کی شمع حیات کو گل کیا جا رہا ہے مگر تیرا قہر و غضب کیوں جوش میں نہیں آتا۔ ان فرشتوں میں جناب جبرئیل علیہ السلام پیش پیش تھے۔ خدا نے ان سے فرمایا: اگر تمہیں میرے خلیل سے اس قدر ہمدردی ہے تو پھر اپنی خدمات ان کی خدمت میں پیش کیوں نہیں کرتے۔ چنانچہ جناب جبرئیل علیہ السلام چشم زدن میں جناب خلیل علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لائق کوئی کارِ خدمت! جناب خلیل علیہ السلام نے بڑی شان بے نیازی کے ساتھ فرمایا: ﴿اما الیک فلا﴾ (حاجت مند ضرور ہوں مگر تیرا نہیں بلکہ جس کا محتاج ہوں وہ خود میری حاجت کو دیکھ رہا ہے۔ خدائے جلیل نے اپنے خلیل کا یہ استغنا اور توکل دیکھ کر آگ کو حکم دیا کہ ﴿کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا﴾ کہ اپنی تاثیر کو بدل دے اور میرے خلیل پر برد و سلام ہو جا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سچ ہے کہ ﴿من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہٗ﴾ جو اللہ کا ہو جائے تو اللہ بھی اس کا ہو جاتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(دنیوی) حیثیت مجھ سے کم ہے۔ (۲) اور اپنے سے بڑے پر نگاہ نہ کروں۔ (۳) فقراء ومساکین سے محبت و پیار کروں اور ان کے نزدیک ہوں۔ (۴) ہمیشہ حق بات کہوں اگرچہ کڑوی ہی ہو۔ (۵) صلۂ رحمی کروں۔ اگرچہ وہ مجھ سے منہ موڑیں۔ (۶) لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں۔ (۷) اور ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ کو بکثرت پڑھوں کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ (السرائر)

۱۲۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ کسی حاجت کا فوت ہو جانا اس سے بہتر ہے کہ کسی نااہل سے اس کا مطالبہ کیا جائے۔ نیز فرمایا: پاک دامنی فقر کی زینت ہے جس طرح کہ شکر تونگری کی زینت ہے۔ (نہج البلاغہ)

۱۳۔ نیز حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: تمہارا چہرہ گویا جما ہوا پانی ہے جسے سوال کرنا قطرہ قطرہ بنا دیتا ہے۔ پس غور کر لو کہ کس کے سامنے اسے قطرہ قطرہ کر کے بہا رہا ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ جناب شیخ ابن فہد حلیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارا شیعہ وہ ہے جو اگرچہ بھوک سے مر جائے مگر لوگوں کے سامنے دست سوال دراز نہ کرے۔ (عدۃ الداعی)

۱۵۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: جو شخص ہاتھ پھیلا کر سوال کرتا ہے اس کی شہادت (گواہی) قبول نہ کی جائے۔ (ایضاً)

۱۶۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، فرمایا: اگر سائل کو معلوم ہوتا کہ اس پر کس قدر وزر و وبال ہے تو کبھی کوئی کسی سے سوال نہ کرتا اور اگر مسئول کو علم ہوتا ہے کہ اگر اس نے سائل کو کچھ نہ دیا تو اس پر کس قدر وزر و وبال ہے تو کوئی کسی کو خالی ہاتھ واپس نہ لوٹاتا۔ (ایضاً)

۱۷۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے ایک دن اصحاب سے فرمایا: کیا تم مجھ سے بیعت نہیں کرتے؟ سب نے کہا: ہاں یا رسول اللہؐ! ہم ضرور آپؐ کی بیعت کرتے ہیں! (مگر کس بات پر؟) فرمایا: تم میری بیعت کرو کہ تم لوگوں سے سوال نہیں کرو گے۔ چنانچہ صحابہؓ نے ایسا کیا۔ اس کے بعد یہ حالت ہوگئی تھی کہ اگر کسی شخص کے ہاتھ سے چابک گر جاتا تھا تو وہ کسی سے نہیں کہتا تھا کہ مجھے پکڑوا دے بلکہ خود نیچے اتر کر اٹھاتا تھا۔ (ایضاً)

۱۸۔ نیز فرمایا: اگر کوئی شخص رسی لے کر لکڑیوں کی گٹھڑی اپنی پشت پر اٹھا کر لے آئے اور اسے فروخت کر کے اپنا چہرہ (ذلت سوال سے) بچائے تو یہ اس کے لیے سوال کرنے سے بہت بہتر ہے۔ (ایضاً)

۱۹۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہم سے سوال کرے گا ہم اسے عطا کریں گے اور جو بے نیاز

رہے گا خدا اسے تونگر بنا دے گا۔ (ایضاً)

۲۰۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: لوگوں سے حاجتیں طلب کرنے سے عزت سلب ہوتی ہے، حیا جاتی رہتی ہے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مایوس ہو جانے میں مؤمنین کی عزت ہے اور طمع اور لالچ تو فقر حاضر ہے۔ (ایضاً)

۲۱۔ جناب عیاشیؒ جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم اصرار کے ساتھ سوال کرنے والے کو دشمن رکھتا ہے۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۱ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۲ و ۳۴ اور ۳۶ وغیرہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

عام مجالس ومحافل میں سوال کرنا سخت مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ مجالس کے اندر لوگوں سے سوال نہ کرو ورنہ ان کو (لوگوں سے) خالی کر دو گے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر عمومی طور پر دلالت کرنے والی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۴ و ۳۶ و ۳۹ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

لوگوں کے سامنے اپنی احتیاج اور اپنے فقر وفاقہ کا اظہار کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن قیس بن رمانہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اپنے بعض (غربت کے) حالات بیان کئے۔ امام علیہ السلام نے اپنی کنیز کو حکم دیا: اے کنیز! فلاں تھیلی لا! (وہ لائی) امامؑ نے (وہ تھیلی مجھے پکڑاتے ہوئے) فرمایا: یہ چار سو دینار ہیں جو ابو جعفر (منصور) نے بطور ہدیہ مجھے بھیجے ہیں۔ یہ لے جاؤ اور ان سے کشائش حاصل کرو۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں (اپنے حالات سنانے سے) بخدا میرا یہ مقصد نہ تھا! میں تو صرف چاہتا تھا کہ آپؑ میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں! فرمایا: میں یہ بھی کردوں گا (مگر یہ رقم بھی لے جا) اور

خبردار! عام لوگوں کو اپنے تمام حالات کی اطلاع نہ دینا۔ ورنہ ان کی نظروں میں گر جاؤ گے۔ (الفروع)

۲۔ حارث ہمدانی ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حاجتیں اور ضرورتیں لوگوں کے سینوں میں خدا کی امانتیں ہوتی ہیں پس جو شخص ان کو چھپائے گا تو اس کے لیے عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جناب لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا: بیٹا! میں نے تمّہ کا ذائقہ چکھا ہے۔ اور درختوں کی چھیل کھائی ہے مگر میں نے فقر وفاقہ سے بڑھ کر کسی چیز کو کڑوا نہیں پایا۔ اگر تم کبھی اس میں مبتلا ہو جاؤ تو لوگوں کو اس سے آگاہ نہ کرو ورنہ وہ تمہیں حقیر سمجھیں گے اور کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچائیں گے۔ ہاں اس ذات کی طرف رجوع کرو جس نے تمہیں اس میں مبتلا کیا ہے۔ وہ سب سے بڑھ کر تمہاری کشائش کار پر قادر ہے اور اسی سے سوال کرو بھلا وہ کون ہے! جس نے اس سے سوال کیا ہو۔ اور اس نے عطا نہ کیا ہو؟ یا اس پر اعتماد کیا ہو اور اس نے اسے نجات نہ دی ہو؟ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن (عبید) بصری سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! خداوند عالم نے فقر کو اپنی مخلوق کے پاس بطور امانت رکھا ہے۔ پس جو اسے چھپائے گا وہ بمنزلۂ صائم (النہار) اور قائم (اللیل) سمجھا جائے گا۔ اور جو شخص اس کا اظہار کسی ایسے شخص سے کرے گا جو اس کی حاجت برآری پر قدرت رکھتے ہوئے بھی نہ کرے گا تو وہ شخص اس (فقیر) کا قاتل متصور ہوگا۔ مگر یہ قتل سیف وسنان سے نہیں ہے بلکہ اس کے دل کو زخم لگانے سے ہے۔ (ثواب الاعمال)

۵۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے گروہ مساکین! خوش رہو۔ اور اپنے دل ودماغ سے خدا پر راضی رہو۔ وہ تمہیں تمہاری فقر پر اجر وثواب عطا فرمائے گا اور اگر ایسا نہیں کرو گے (بلکہ الٹا خدا پر ناراض ہو گے) تو ثواب سے محروم ہو جاؤ گے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۲ و ۳۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۵

صرف مؤمن کے پاس اپنے حالات کی شکایت کی جا سکتی ہے اور ضرورت کے تحت برادرانِ ایمانی کو اپنی تنگی سے آگاہ کرنا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کے حالات تنگ ہوں تو اپنے (دینی) بھائی کو ان سے آگاہ کر دے اور (خاموش رہ کر) اپنی جان کے خلاف اقدام نہ کرے۔ (الفروع)

۲۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کے پاس اپنی حاجت کی شکایت کرے تو گویا اس نے خدا کی بارگاہ میں شکایت کی ہے اور جو اپنی حاجت کی شکایت کسی کافر سے کرے تو گویا اس نے خدا کی شکایت کی ہے۔ (نہج البلاغہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالحمید بن عواض سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین چیزوں کے سوا کسی چیز کا سوال کرنا مناسب نہیں ہے: (۱) خون منقطع (جو خون بہا دینے سے قاصر ہو)۔ (۲) بوجھل قرضہ۔ (۳) مٹی میں ملانے والی ضروری حاجت۔ (الخصال)

۴۔ یونس بن عبدالرحمٰن بواسطہ ایک شخص کے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے سوال کیا تو امامؑ نے اس سے فرمایا: تین باتوں میں سے کسی ایک بات کے بارے میں سوال کرنا جائز ہوتا ہے: (۱) وہ خون بہا جو رنج والم پہنچائے۔ (۲) وہ قرضہ جو چرکے لگائے۔ (۳) وہ فقر و فاقہ جو خاک میں ملائے۔ تو ان میں سے کس چیز کے سلسلہ میں سوال کر رہا ہے؟ اس نے کہا: ان میں سے ایک (خون بہا) کے بارے میں! چنانچہ امام حسن علیہ السلام نے اسے پچاس (۵۰) دینار دیئے۔ امام حسین علیہ السلام نے انچاس (۴۹) اور جناب عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے اڑتالیس (۴۸) دینار دینے کا حکم دیا۔ (ایضاً والفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی بعض حدیثیں اس سے پہلے اختصار (باب ۶، ج ۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۶

لوگوں سے بے نیاز ہونا اور ان سے حوائج طلب نہ کرنا اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس سے مایوس ہونا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مؤمن کا شرف شب بیداری میں ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیازی میں ہے۔ (الاصول)

۲۔ عمار ساباطی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ چاہیئے کہ تمہارے دل میں لوگوں کی طرف احتیاج بھی ہو اور استغنا بھی! (پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) احتیاج تو اس طرح ہو کہ تمہارا کلام ان سے نرم ہو اور چہرہ کشادہ اور استغنا اس طرح ہو کہ اپنی عرض و ناموس کی پاکیزگی اور عزت کی بقا کی خاطر ان سے بے نیاز رہو۔ (ایضاً)

۳۔ حفص بن غیاث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ جو کچھ خدا سے مانگے ضرور اسے عطا فرمائے تو اسے چاہیئے کہ تمام لوگوں سے بالکل مایوس ہو جائے! اور اس کی کوئی امید خدا کے سوا کسی سے وابستہ نہ ہو۔ پس جب خدا اس کے دل میں یہ بات معلوم کرلے گا تو وہ جس چیز کا خدا سے سوال کرے گا خدا اسے عطا کر دے گا۔ (ایضاً)

۴۔ زہریؒ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: میں نے ہر قسم کی خیر و خوبی اس بات میں پائی ہے کہ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس میں طمع نہ کیا جائے۔ اور جو شخص کسی چیز میں بھی لوگوں سے امید نہ رکھے۔ اور اپنا ہر معاملہ خدا کے سپرد کرلے تو ہر بات میں خدا اس کی دعا و پکار کو مستجاب کرے گا۔ (ایضاً)

۵۔ احمد بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! اسماعیل بن داؤد کے نام میرے لیے سفارشی رقعہ لکھ دو۔ شاید مجھے اس سے کچھ مال مل جائے! امام علیہ السلام نے فرمایا: میں تیرے لیے اس چیز میں بخل کرتا ہوں کہ تو اس قسم کی چیزیں (لوگوں سے) طلب کرے۔ ہاں (اگر تجھے مال کی ضرورت ہے تو) میرے مال پر بھروسہ کر (کہ حاضر ہے)۔ (ایضاً)

۶۔ نجم بن حطیم غنوی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مایوس ہونے میں مؤمن کی دینی عزت ہے۔ (پھر فرمایا) کیا تو نے حاتم (طائی) کا یہ قول (شعر) نہیں سنا ؎

اذا ما عزمت الیاس الفیتہ الغنی اذا عرفتہ النفس و الطمع الفقر

(جب تم نے (لوگوں سے) مایوس ہونے کا عزم بالجزم کر لیا ہے تو تو اسے تونگری پائے گا جب نفس اس حقیقت کو سمجھ لے اور طمع ولالچ ہی حقیقی فقر وفاقہ ہے)۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو ایک بندۂ مؤمن کے لیے فخر ہیں اور دنیا و آخرت کی زینت ہیں: (۱) آخر شب میں نماز (شب) پڑھنا۔ (۲) جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے مایوس ہونا۔ (۳) آل محمد علیہم السلام کے امام (برحق) کی ولایت کا اقرار کرنا۔ (امالی والروضہ)

۸۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسیؒ باسنادِ خود محمد بن عیسیٰ کندی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بدو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا محمدؐ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کی وجہ سے خدا مجھ سے محبت کرے؟ فرمایا: اے اعرابی! دنیا میں زہد (بے رغبتی) اختیار کر خدا تجھ سے محبت کرے گا۔ اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس میں زہد اختیار کر لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ، التہذیب، ثواب الاعمال، الخصال)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جابر بن یزید (جعفی) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس میں آدمی کا سخاوت کرنا (اس کا لالچ نہ کرنا) اپنی مالی سخاوت سے زیادہ ہے اور فقر و فاقہ کی حالت میں مروت کر کے صبر کرنا اور پاک دامنی اور بے نیازی کا دامن نہ چھوڑنا، عطا و بخشش کی مروت و شرافت سے زائد ہے اور سب سے بہترین مال تو خدا پر بھروسہ کرنا اور لوگوں سے ناامید ہونا ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۲ میں اور اس سے پہلے باب ۳ از ملابس اور باب ۳۹ از نماز ہائے مندوبہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۷

صدقہ دے کر اور بھلائی کر کے احسان جتلانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خداوند عالم نے میرے لیے چھ (بری) خصلتیں ناپسند کی ہیں اور

میں ان کو اپنی اولاد میں سے اپنے اوصیاء اور ان کے اتباع واشیاع کے لیے ناپسند کرتا ہوں۔ منجملہ ان کے ایک صدقہ دے کر احسان جتلانا بھی ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ احمد بن ابوعبداللہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: احسان جتلانا نیکی اور بھلائی کو گرا دیتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا نے میرے لیے چھ خصلتیں ناپسند کی ہیں اور میں ان کو اپنی اولاد میں سے اپنے بعد ہونے والے اوصیاء وائمہ اور ان کے اتباع کے لیے ناپسند کرتا ہوں اور وہ یہ ہیں: (۱) نماز میں عبث اور بے ہودہ حرکات کرنا۔ (۲) روزہ کی حالت میں فحش گوئی کرنا اور جماع کرنا۔ (۳) صدقہ دینے کے بعد احسان جتلانا۔ (۴) جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہونا۔ (۵) لوگوں کے گھروں میں جھانکنا۔ (۶) اور قبروں کے درمیان ہنسنا۔ (الفقیہ)

۴۔ حسین بن زید حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص اپنے (مؤمن) بھائی سے کوئی بھلائی کرے اور پھر اس کا احسان جتلائے اس سے اس کا وہ عمل حبط ہو جاتا ہے اور اس کا وزر و وبال ثابت ہو جاتا ہے اور اس کی سعی مشکور نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا: خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جنت حرام قرار دے دی ہے۔ احسان جتلانے والے پر، بخیل پر اور چغل خور پر۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص صدقہ دے تو اس کے لیے ہر درہم کے عوض کوہِ احد کے برابر جنت کی نعمتیں تولی جائیں گی۔ اور جو شخص (کسی کی طرف سے) صدقہ لے کر صدقہ لے کر محتاج کے پاس چل کر جائے۔ تو اسے صدقہ دینے والے کے برابر اجر ملے گا بغیر اس کے کہ اس کے اجر وثواب میں کچھ کمی واقع ہو۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ جو شخص اپنے کسی (دینی) بھائی کے ساتھ کوئی بھلائی کرے اور پھر احسان جتلائے تو اس سے اس کا عمل حبط ہو جائے گا اور اس کی سعی وکوشش ناکام ہو جائے گی۔ پھر فرمایا: خبردار! کہ خداوند عالم نے (چند قسم کے لوگوں پر جنت حرام قرار دی: (۱) احسان جتلانے والا۔ (۲) متکبر۔ (۳) چغلخور۔ (۴) ہمیشہ شراب پینے والا۔ (۵) (پھلوں کا) تخمینہ لگانے والا۔ (۶) بدمزاج۔ (۷) سرکش۔ (۸) کمینہ (یا وہ شخص جو کسی خاندان میں داخل ہو جائے جبکہ وہ اس خاندان سے نہ ہو)۔ (عقاب الاعمال)

۶۔ ابوذرؓ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن سے خدا کبھی کلام

نہیں کرے گا: (۱) وہ احسان جتلانے والا کہ جو کچھ دیتا ہے تو احسان کے ساتھ۔ (۲) (از راہِ تکبر) زمین پر چادر گھسیٹ کر چلنے والا۔ (۳) اپنے فاجر بچہ کے لیے اپنا مال وسامان خرچ کرنے والا۔ (الخصال)

۷۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کے ساتھ بھلائی کرے پھر اسے کلام سے اذیت پہنچائے یا احسان جتلائے تو خدا اس کا صدقہ اکارت کر دیتا ہے۔ (تفسیر القمیؒ)

۸۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے والدین کا عاق (نافرمان) ہوگا اور وہ جو ہمیشہ شراب پئے گا اور وہ جو نیکی کرکے احسان جتلانے والا ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (قرب الاسناد)

باب ۳۸

کسی شخص کو عطا و بخشش پر ملامت کرنا جائز نہیں ہے اور اس بخشش میں ابتداء کرنی چاہیئے اور زیادہ بھی کرنی چاہیئے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک شخص کے پاس معیقہ (یا بغبغہ، بغیبغہ) یا بقیعہ نامی خرما کے پانچ وسق بھیجے اور یہ شخص ان لوگوں میں سے تھا جن کی عطا و بخشش کی امید کی جاتی ہے اور وہ حضرت علی علیہ السلام یا کسی اور شخص سے کسی چیز کا سوال بھی نہیں کرتا تھا۔ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام سے فرمایا: بخدا فلاں نے تو آپؑ سے سوال ہی نہیں کیا تھا۔ اور آپؑ نے اسے پانچ وسق خرما عطا فرمائی حالانکہ اس کے لیے صرف ایک وسق ہی کافی تھا! حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: خدا اہل ایمان میں تجھ جیسے آدمی زیادہ نہ کرے۔ دیتا میں ہوں اور بخل تو کرتا ہے؟ تجھے خدا کی قسم! تو ہی بتا کہ وہ شخص جو مجھ سے امید رکھتا ہے اگر میں اسے اس کے سوال کرنے کے بعد دوں تو پھر تو میں نے اسے جو کچھ دیا ہے وہ اس چیز (عزت نفس) کی قیمت ہے جو میں نے اس سے وصول کی ہے کیونکہ اس طرح تو میں نے اسے اس بات پر مجبور کیا کہ وہ میرے سامنے اپنے چہرہ کی آبرو خرچ کرے جو چہرہ سب کے پروردگار کے سامنے عبادت اور طلب حوائج کے وقت خاک میں رگڑتا ہے۔ تو جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ یہ سلوک کرے جبکہ وہ جانتا ہو کہ وہ نیکی اور بھلائی کا مستحق ہے تو گویا وہ اپنی دعا و پکار میں خدا سے سچا نہیں ہے کہ زبانی طور پر تو خدا سے اس (مسلمان) کے لیے جنت کا سوال کرتا ہے مگر اس پر دنیوی مال خرچ کرنے میں

بخل کرتا ہے اور وہ اس طرح ہے کہ بندہ اپنی دعا میں کہتا ہے: ﴿اللّٰھم اغفر للمؤمنین و المؤمنات﴾ پس جب ان کے لیے مغفرت و بخشش کی دعا کرتا ہے تو گویا ان کے لیے جنت طلب کرتا ہے تو اس شخص نے انصاف نہیں کیا جو زبان سے تو یہ کہے اور پھر اپنے فعل سے اس کی تحقیق و تصدیق نہ کرے![1] (الفروع، الفقیہ)

باب ۳۹

سوال کرنے سے پہلے عطا و بخشش اور نیکی و بھلائی کی ابتداء کرنا اور دیتے وقت کسی پردہ کی اوٹ یا اندھیرے کا سہارا لینا مستحب ہے تاکہ سائل کو ذلت کا احساس نہ ہو۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ذہلی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بھلائی وہ ہے جو (سوال سے) پہلے کی جائے اور سوال کے بعد جو کچھ تم دیتے ہو وہ تو اس کا بدلہ ہے جو کچھ سائل نے اپنی آبرو خرچ کی ہے۔ پہلے وہ امید و بیم میں جاگ کر رات گزارتا ہے۔ اسے کچھ نہیں سوجھتا کہ وہ اپنے کام کے لیے کہاں جائے؟ پھر وہ عزم بالجزم کرکے تمہارے پاس آتا ہے مگر اس کا دل دھڑک رہا ہوتا ہے اور کاندھے کانپ رہے ہوتے ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ اس کا خون اس کے چہرہ پر آجاتا ہے کیونکہ اسے معلوم نہیں ہوتا کہ سوال کرنے کے بعد غمناک ہو کر (بے نیل مرام) واپس لوٹے گا یا (فائز المرام ہو کر) خوش و خرم واپس لوٹے گا؟ (الفروع)

۲۔ یسع بن حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ اور ان سے باتیں کر رہا تھا جبکہ بزم امامؑ میں بہت سے لوگ موجود تھے جو آپؑ سے حلال و حرام اور مسائل و احکام پوچھ رہے تھے کہ ایک طویل القامہ، گندم گون رنگ والا شخص حاضر ہوا اور کہا: ﴿السلام علیک یابن رسول اللّٰہ!﴾ میں آپؑ کا اور آپؑ کے آباء و اجدادؑ کا محب ہوں۔ سفر حج سے واپس آ رہا ہوں۔ میرا نان و نفقہ ختم ہو گیا ہے۔ اور میرے پاس اتنا زادِ سفر نہیں ہے کہ منزل مقصود تک پہنچ سکوں! اگر آپؑ مناسب سمجھیں تو مجھے اپنے شہر تک پہنچا دیں تو یہ خدا کا مجھ پر احسان ہوگا۔ اور جب میں گھر پہنچ جاؤں گا تو آپؑ مجھے جو کچھ عنایت فرمائیں گے وہ آپؑ کی طرف سے صدقہ کر دوں گا۔ کیونکہ میں صدقہ (اور زکوٰۃ) کا مستحق نہیں ہوں۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: بیٹھ جا خدا تجھ پر رحم فرمائے! پھر

---

[1] اسی مطلب کو مرزا غالبؒ نے اپنے مخصوص انداز میں یوں بیان کیا ہے۔

بے طلب دیں تو مزہ اس میں سوا ملتا ہے — وہ گدا جس کو نہ ہو خوئے سوال اچھا ہے

(احقر مترجم عفی عنہ)

امامؑ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے باتیں کرنے لگے۔ یہاں تک کہ لوگ متفرق ہو گئے اور بزم میں صرف وہ شخص، سلیمان جعفری، خیثمہ اور میں باقی رہ گئے۔ امامؑ نے ہم سے فرمایا: مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں ذرا اندر جاؤں! سلیمان نے عرض کیا: ﴿قدم اللّٰہ امرک!﴾ (بسم اللہ! تشریف لے جائیں)۔ پس امام علیہ السلام اٹھے اور حجرہ میں تشریف لے گئے اور ایک ساعت تک اندر رہے! اور بعد ازاں دروازہ بند کرکے اور اوپر سے جھانک کر فرمایا: خراسانی کہاں ہے؟ اس شخص نے عرض کیا: یہ میں حاضر ہوں! فرمایا: یہ دوسو دینار لے اور انہیں اپنی ضروریات پر صرف کر اور ان کو تبرک سمجھ اور میری طرف سے صدقہ نہ دینا۔ اور جا تاکہ نہ میں تجھے دیکھوں اور نہ تو مجھے دیکھے! (چنانچہ جب وہ شخص چلا گیا تو) آپؑ باہر تشریف لائے! سلیمان جعفری نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آپؑ نے اس شخص پر شفقت فرمائی اور عطاء کثیر سے نوازا۔ پھر اس سے چہرہ کیوں چھپایا؟ فرمایا: چونکہ اس نے سوال کیا تھا اور میں نے اس کا کام کر دیا تھا لہٰذا مجھے اندیشہ تھا کہ اس کے چہرہ پر سوال کی ذلت نہ دیکھوں۔ کیا تو نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ اگر نیکی چھپا کر کی جائے تو وہ ستر (۷۰) حج کے برابر ہوتی ہے اور جو برائی کو آشکارا طور پر کرے وہ ذلیل ہوتا ہے اور جو چھپا کر کرے وہ بخشا جاتا ہے اور کیا تم نے قدماء کا یہ قول نہیں سنا جو کہتے ہیں:

متی آتہ یوماً اطالب حاجۃ رجعت الی اھلی و وجھی بمائہ

(میں جب کبھی بھی حاجت کی طلب میں اس کے پاس جاؤں تو میں اس حالت میں واپس لوٹتا ہوں کہ میرے چہرہ کا پانی موجود ہوتا ہے)۔ (الفروع)

۳۔ حارث ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں حضرت امیر علیہ السلام کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کر رہا تھا کہ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنین! مجھے ایک اہم کام درپیش ہے! فرمایا: کیا تو نے مجھے اس کا اہل پایا ہے؟ (کہ مجھ سے بیان کرے؟) عرض کیا: ہاں یا امیر المومنینؑ! فرمایا: خدا تمہیں میری طرف سے جزاءِ خیر عطا فرمائے! پھر آپؑ چراغ کی طرف بڑھے اور اسے گل کر دیا اور بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: میں نے اس لیے چراغ بجھایا ہے تاکہ میں تمہارے چہرے پر حاجت مندی کی ذلت نہ دیکھوں! اب بات کرو۔ کیونکہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے: (بندوں کی) حاجتیں اور آرزوئیں خدا کی طرف سے بندوں کے سینوں میں امانتیں ہوتی ہیں جو ان کو چھپاتا ہے تو اس کے لیے عبادت لکھی جاتی ہے اور جو ان کو ظاہر کرتا ہے تو پھر سننے والے شخص پر لازم ہے کہ وہ حاجت مند کی مدد کرے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب سید رضیؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سخاوت اس کا نام ہے کہ (بغیر مانگے) حاجت

مند کو مال دیا جائے اور جو مانگنے کے بعد دیا جائے وہ حیاو شرم ہے۔ (سخاوت نہیں ہے)۔ (نہج البلاغہ)

۵۔ نیز جناب موصوف اپنی کتاب مجازاتِ نبویہؐ میں حضرت کا ارشاد نقل کرتے ہیں فرمایا: جو شخص چھوٹے ہاتھ سے دیتا ہے (تھوڑا دیتا ہے) اسے لمبے ہاتھ سے دیا جائے گا (زیادہ دیا جائے گا) اور صدقہ تو وہ ہے کہ جو (اپنی) ضروریاتِ زندگی نکالنے کے بعد دیا جائے نہ یہ کہ سب کچھ دے کر اہل وعیال کو اور ان کی وجہ سے خود کو پریشان ہونا پڑے۔ (مجازاتِ نبویہؐ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۳ و ۳۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب المعروف ۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۰

عطاو بخشش کا مسلسل جاری رکھنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بندار بن عاصم سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی بھی شخص کا قرب حاصل کرنے کا اس سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہیں ہے کہ اس پر احسان کیا جائے اور احسان کے بعد پھر احسان کیا جائے (اس طرح وہ شخص تمہارا غلام بن جائے گا) کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ اگر آخر میں احسان کرنا بند کر دیا جائے تو وہ پہلے احسانات کے شکریہ کی زبان بھی بند کر دیتا ہے اور میری طبیعت تو مجھے کسی کی پہلی حاجت کے ردّ کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتی۔ چنانچہ شاعر نے کہا ہے ؎ اگر تم نے مجبوراً اپنی آبرو کو خرچ کرنا ہی ہے۔ تو پھر کسی شریف اور سخی آدمی کے سامنے خرچ کرو۔ اگر کوئی سخی آدمی تم سے کچھ عطا کرنے کا وعدہ کرے گا۔ تو وہ بغیر کسی حیل وحجت کے اور بغیر کسی ٹال مٹول کے تمہیں عطا کرے گا۔ اور جب تم سوال اور نوال (بخشش) کا موازنہ کرو گے۔ تو سوال کا پلہ بھاری اور بخشش کا پلہ ہلکا نظر آئے گا۔ (الفروع)

۲۔ جناب شیخ ورّامؒ اپنی کتاب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اہل ایمان کی چار علامتیں ہیں: (۱) چہرہ کھلا ہوا۔ (۲) زبان لطیف۔ (۳) دل رحیم۔ (۴) اور ہاتھ عطا کرنے والا (سخی)۔

(مجموعۂ ورام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں جو مجموعی طور پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور اس طرح کچھ اسکے بعد (آئندہ ابواب میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۱

لوگوں سے نیکی کرنا مستحب ہے اور اس کے احکام؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالاعلیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (لوگوں سے) ہر نیکی کرنا صدقہ ہے۔(الفروع)

۲۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود بعض اہل قم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ﴾ (بہت سی راز و نیاز کی باتوں میں کوئی خیر وخوبی نہیں ہے۔ سوائے اس شخص کے جو صدقہ دینے، نیکی کرنے یا لوگوں کی اصلاح کرنے کا حکم دے) میں وارد شدہ لفظ ''معروف'' کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد (لوگوں کو) قرضہ (دینا) ہے۔(تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی طور پر اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اسکے بعد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ضمن میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

دوسروں کو صدقہ دینے کی بجائے اپنے اہل وعیال کو مالی وسعت دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے متعلق بیان کیا کہ امامؑ نے یکے بعد دیگرے تین سائلوں کو صدقہ دیا اور چوتھے کو خالی لوٹا دیا اور فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس تیس یا چالیس ہزار درہم بھی ہوں اور وہ چاہے کہ انہیں جائز کاموں میں صرف کرے تو سب صرف کر دے گا۔ اور پھر خود اس کے پاس کچھ نہیں رہ جائے گا۔ اور اس طرح وہ ان تین شخصوں میں سے ایک ہو جائے گا۔ جن کی خدا دعا قبول نہیں کرتا۔ راوی نے عرض کیا: وہ کون ہیں؟ فرمایا: ان میں سے ایک تو وہ شخص ہے جس کے پاس خاصا مال تھا مگر سب کارہائے خیر میں صرف کر دیا۔ اور اب دعا کرتا ہے: یا اللہ! مجھے مال دے! اس سے کہا جاتا ہے کہ کیا میں نے تیرے لیے طلب رزق کا دروازہ نہیں کھولا؟

(الفروع، السرائر، الفقیہ، الخصال)

۲۔ ہشام بن مثنّی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ کا مطلب

پوچھا ﴿وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ (کہ کٹائی والے دن خدا کا حق ادا کرو مگر اسراف نہ کرو کیونکہ خدا اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا)۔ امامؑ نے ایک انصاری شخص کا نام لے کر فرمایا کہ ان کی فصل اچھی ہوتی تھی مگر جب کٹائی کا وقت آتا تھا تو وہ ساری فصل صدقہ کر دیتا تھا۔ اور خود اور اس کے اہل وعیال بغیر مال کے خالی ہاتھ رہ جاتے۔ تو خداوند عالم نے اس چیز کا نام اسراف رکھا۔ (الفروع)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو اپنی ضروریات سے زائد مال سے راہ خدا میں دیا جائے۔ (ایضاً)

۴۔ عبدالاعلیٰ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے اور بہترین صدقہ یہ ہے کہ (اہل وعیال کی) ضروریات پورا کرنے کے بعد دیا جائے۔ (فرمایا) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اور خداوند عالم روزی بقدر ضرورت پر ملامت نہیں کرتا (اگر صدقہ نہ دیا جائے)۔ (الفروع، الفقیہ)

۵۔ شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی بھوک کی شکایت کی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی بیویوں کے گھروں میں بھیجا۔ مگر سب نے کہا: ہمارے پاس تو سوائے پانی کے اور کچھ نہیں ہے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو اس شخص کو کھانا کھلائے؟ حضرت امیر علیہ السلام اٹھے اور عرض کیا: میں انتظام کروں گا! چنانچہ آپؑ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا: گھر میں کیا ہے؟ عرض کیا: صرف بچوں کی خوراک ہے! مگر ہم اپنے مہمان کو بچوں پر ترجیح دیں گے! جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: بچوں کو (بھوکا) سلا دیں اور چراغ گل کر دیں۔ (اس طرح بچوں کی غذا مہمان کو کھلا دی) جب صبح ہوئی اور جناب امیر علیہ السلام نے سارا ماجرا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا۔ تو جناب امیر علیہ السلام ہنوز وہاں سے اٹھے بھی نہیں تھے کہ خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (یہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اپنی ضرورت ہوتی ہے اور جو بخل سے بچ گیا بس وہی لوگ کامیاب ہیں)۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) اس قسم کی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۳

اس راستہ کا اختیار کرنا جہاں سائل نہ ہوں مکروہ ہے۔ مستحب یہ ہے کہ سائلوں سے ملا جائے اور ان کو بکثرت صدقہ دیا جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا وہ خط پڑھا جو آپؑ نے امام محمد تقی علیہ السلام کو لکھا کہ اے ابوجعفر! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپؑ جب سوار ہوتے ہیں تو آپؑ کے غلام آپؑ کو چھوٹے دروازے سے نکالتے ہیں اور وہ ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ آپؑ سے کوئی شخص کچھ طلب نہ کر سکے۔ میں آپؑ کو اپنے حق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپؑ کا داخل ہونا اور باہر نکلنا بڑے دروازہ سے ہونا چاہیئے۔ پس جب سوار ہو کر نکلنا چاہو تو آپؑ کے پاس سونا اور چاندی ہونی چاہیئے۔ پھر جو کوئی آپؑ سے کچھ مانگے اسے عطا کرو۔ اور اگر آپؑ کے چچاؤں میں سے کوئی نیکی کرنے کا مطالبہ کرے تو ان کو پچاس دینار سے کم نہ دو ہاں البتہ اگر اس سے کچھ زیادہ دو تو تمہیں اختیار ہے اور اگر آپؑ کی پھوپھیوں میں سے کوئی محترمہ تم سے کچھ طلب کریں تو ان کو پچیس (۲۵) دینار سے کم نہ دو۔ اس سے زائد کا تمہیں اختیار ہے۔ اس سے میری غرض یہ ہے کہ خدا آپؑ کی شان بلند کرے۔ پس مال خرچ کرو اور صاحب عرش (خدا) سے فقر و فاقہ کا اندیشہ نہ کرو۔ (الفروع، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۴

ہر روز کچھ نہ کچھ راہِ خدا میں خرچ کرنا مستحب ہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو اور خرچ کرنے کے احکام۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا ایک غلام آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے اس سے پوچھا: آیا آج کچھ (راہِ خدا میں) خرچ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہ بخدا! امامؑ نے فرمایا: پھر خدا ہمیں اس کا (کئی گنا) عوض کہاں سے عطا فرمائے گا؟ (پھر فرمایا) خرچ کر اگرچہ ایک درہم ہی ہو۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اسکے بعد (ابواب نفقات میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

صدقہ دینا سنت مؤکدہ ہے اگرچہ اپنے جاہ وجلال کا ہو اور صاحب ضرورت کو دینا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿وَ اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ﴾ (بدحال فقیر کو کھانا کھلاؤ) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے وہ زمین گر فقیر مراد ہے جو اپنی اس آفت زدگی کی وجہ سے (گھر سے) باہر نہیں نکل سکتا۔ (الفروع)

۲۔ اسحاق بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا (سخت) دور بھی آئے گا کہ جو سوال کرے گا وہ زندہ رہے گا اور جو خاموش رہے گا وہ (بھوک سے) مر جائے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر میں اس دور کو پاؤں تو کیا کروں؟ فرمایا: جو کچھ تمہارے پاس ہو اس سے ان کی امداد کرنا اور اگر کچھ بھی نہ پاؤ تو اپنے جاہ وجلال (اثر و رسوخ سے) ان کی اعانت کرنا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۹ میں اور باب خدمۃ المسلمین از فعل معروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۶

پاکیزہ ترین اور حلال ترین مال سے صدقہ دینا مستحب ہے اور مال حرام سے جبکہ اس کا مالک معلوم ہو صدقہ دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ارشاد ایزدی ﴿اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا کَسَبْتُمْ﴾ (اپنی پاکیزہ کمائی سے خرچ کرو) کی تفسیر میں بروایت ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: کچھ لوگوں نے جاہلیت کے زمانہ میں (سود وغیرہ) غلط پیشوں سے دولت کمائی تھی وہ جب اسلام لائے تو ان پیشوں سے نفرت کی وجہ سے چاہا کہ صدقہ دے کر اس ناجائز دولت کو اپنے مال سے الگ کر دیں۔ تو خدا نے اس کا انکار کر دیا اور فرمایا کہ وہ اپنے پاکیزہ ترین مال سے صدقہ دیں (اور اس سے خدا کا قرب حاصل کریں)۔

(الفروع، السرائر، العیاشی)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر لوگ دولت اس طریقہ سے کماتے جس طریقہ سے خدا نے کمانے کا حکم دیا ہے مگر خرچ وہاں کرتے کہ جہاں خدا نے ممانعت کی ہے

تو خدا قبول نہ کرتا۔ اور اگر کماتے غلط طریقہ سے مگر خرچ کرتے صحیح طریقہ پر تو بھی خدا قبول نہ کرتا۔ جب تک صحیح اسلامی طریقہ سے کما کر صحیح اسلامی طریقہ پر خرچ نہ کریں۔ (الفقیہ، الفروع)

۳۔ حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ اس آیت مبارکہ ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ (کہ خبیث مال کا ارادہ بھی نہ کرو کہ اس سے خرچ کرو) کی تفسیر کیا ہے؟ فرمایا جب لوگ اسلام لائے تو ان کے پاس کئی خبیث (ناجائز) طریقوں سے کمائی ہوئی دولت موجود تھی۔ تو لوگ صدقہ دیتے وقت قصداً اسی رقم کو خرچ کرنا چاہتے تھے تو خدا نے ان کو اس سے منع کر دیا اور (واضح کر دیا کہ) سوائے پاکیزہ کمائی کے صدقہ دینا درست نہیں ہے۔ (المقنع، العیاشی)

۴۔ یوسف بن محمد بن زیاد اور علی بن محمد بن سیار اپنے اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جو شخص اپنی خواہش نفس کی پیروی کرے اور اپنی رائے پر اترائے وہ اس شخص کی مانند ہوگا کہ میں نے جس کی عوام کالانعام کو مدح وثنا کرتے ہوئے سنا اور تعظیم وتکریم کرتے ہوئے دیکھا۔ تو مجھے اس سے ملنے کا شوق پیدا ہوا مگر اس طرح کہ وہ مجھے پہچان نہ سکے۔ چنانچہ میں نے ایک دن اسے دیکھا کہ بہت سے عوام الناس نے اسے گھیر رکھا تھا۔ اور وہ ان سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ ان سے الگ ہوگیا اور چلتا بنا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ یہاں تک کہ وہ ایک نان بائی کی دکان پر پہنچا۔ اور وہاں مالک کو غافل پاکر دو روٹیاں چرالیں۔ میں نے تعجب کیا۔ پھر دل میں کہا شاید اس کا اس سے کوئی خاص معاملہ ہوگا۔ پھر ایک انار فروش کی دکان پر پہنچا اور کچھ دیر وہاں کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ اسے غافل پاکر وہاں سے دو (۲) انار چرا لیے۔ میں نے بڑا تعجب کیا۔ مگر پھر دل میں کہا کہ شاید اس سے اس کا کوئی باہمی معاملہ ہو؟ پھر سوچا کہ اسے چوری کی ضرورت کیا ہے؟ الغرض وہ چلا۔ اور میں بھی اس کے پیچھے چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک مریض کے پاس پہنچا۔ اور وہاں پہنچ کر وہ دونوں روٹیاں اور دونوں انار اس کے پاس رکھ دیئے! پھر امام علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ میں نے اس سے اس کاروائی کا مقصد پوچھا؟ وہ بھانپ گیا۔ اور کہا کہ شاید آپؑ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں؟ فرمایا: ہاں! اس نے امامؑ سے کہا: جب آپؑ جاہل ہیں (معاذ اللہ) تو پھر آپؑ کو خاندانی شرافت کیا فائدہ دے گی؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: بھلا وہ کیا چیز ہے جس سے میں جاہل ہوں؟ کہا: خدا کا یہ فرمان ﴿مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا﴾ (جو شخص کوئی نیکی کرے گا اس کو دس گنا جزا دی جائے گی اور جو کوئی برائی کرے گا اسے ایک ہی برائی کی سزا دی جائے گی)۔ (پھر اپنی روشوں کی

وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ) جب میں نے دو(۲) روٹیاں چرائیں تو دو(۲) گناہ اور جب دو(۲) انار چرائے تو پھر دو گناہ کئے یہ ہوئے کل چار گناہ۔ پھر جب یہ چاروں چیزیں صدقہ کر دیں تو مجھے چالیس نیکیاں حاصل ہوئیں جن میں سے چار منہا کر کے چھتیس نیکیاں باقی بچیں۔ (اس کی یہ تقریر سراپا تغزیر سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا) تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے! کتاب خدا سے جاہل تر تو ہے! (اور طعنے مجھے دیتا ہے) کیا تو نے خدا کا یہ فرمان نہیں سنا کہ فرماتا ہے: ﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾ (کہ خدا صرف متقیوں کے عمل کو قبول کرتا ہے)۔ پس جب تو نے دو روٹیاں چرائیں تو دو گناہ کئے۔ اور جب دو انار چرائے تو مزید دو گناہ کئے۔ اور جب یہ چاروں چیزیں ان کے مالک کی اجازت کے بغیر کسی اور شخص کے حوالہ کریں تو یہ چار اور گناہ کئے۔ یہ کل ہوئے آٹھ گناہ تو وہ چالیس نیکیاں کہاں سے آ گئیں۔ (یہ تو وہی بات ہوئی کہ نیکی برباد اور گناہ لازم)۔ یہ بات سن کر وہ (مبہوت ہو کر) مجھے دیکھنے لگا۔ پس میں اسے اسی حالت میں چھوڑ کر واپس آ گیا۔ فرمایا: یہ لوگ اس قسم کی قبیح اور ناپسندیدہ تاویلوں سے گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔

(معانی الاخبار، تفسیر منسوب بامام حسن عسکریؑ، احتجاج طبرسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وجوب حج اور باب التجارہ میں ایسی حدیثیں بیان کی جائیں گی جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں کہ اگر مال حرام کا مالک معلوم نہ ہو تو اسے بطور صدقہ دیا جا سکتا ہے!!

باب ۴۷

لوگوں کو کھانا کھلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نجات دہندہ (تین) چیزیں ہیں): (۱) لوگوں کو کھانا کھلانا۔ (۲) سلام پھیلانا۔ (۳) جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو رات کے وقت نماز پڑھنا۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کھانا کھلانے اور (راہ خدا میں) خون بہانے کو دوست رکھتا ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت موصوف ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کی بارگاہ میں محبوب عمل (تین ہیں): (۱) بھوکے مؤمن کو شکم سیر کرنا۔ (۲) اس کی پریشانی کا ازالہ کرنا۔ (۳) اس کا قرضہ ادا کرنا۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حسین بن سعید ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار چند (کافر حربی) قیدی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص کو آگے کیا گیا تا کہ اس کی گردن اڑائی جائے مگر جبرئیل علیہ السلام نے (نازل ہوکر) کہا: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آج اس کی سزا کو مؤخر کردو۔ چنانچہ دوسرے لوگوں کو لایا گیا (اور انہیں قتل کیا گیا)۔ اور جب سب کے آخر میں اس شخص کو بلایا گیا تا کہ اس کی گردن اڑائی جائے تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ کا یہ قیدی (۱) لوگوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ (۲) مہمان نوازی کرتا ہے۔ (۳) مصیبت پر صبر کرتا ہے۔ (۴) اور لوگوں کے بوجھ اٹھاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام رب جلیل کی جانب سے تیرے بارے میں مجھے یہ خبر دے رہے ہیں! (اس لیے) میں تجھے آزاد کرتا ہوں! اس شخص نے کہا: اور کیا آپ کا پروردگار ان باتوں کو پسند کرتا ہے؟ فرمایا: ہاں! کہا: میں اقرار کرتا ہوں کہ ﴿لا الٰہ الا اللّٰہ و انک رسول اللّٰہ﴾ اور مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث برسالت کیا ہے کہ میں کبھی کسی سائل کو اپنے مال سے خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹاؤں گا۔ (الفروع)

۵۔ عبداللہ بن میمون حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس طرح چھری اونٹ کی کوہان میں جلدی گھستی ہے اس سے زیادہ تیزی سے رزق اس شخص کے پاس پہنچتا ہے جو (لوگوں کو) کھانا کھلاتا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴ و ۸ و ۱۳ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۴۹ اور باب ۱۶ از فعل معروف و باب ۲۶ از آداب مائدہ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۸

پسندیدہ ترین اور لذیذ ترین چیزوں جیسے گڑ کھانڈ کا صدقہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معمر بن خلاد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام جب کھانا کھاتے تھے تو آپؑ کے پاس بڑا سا پیالہ لایا جاتا تھا اور آپؑ کے دسترخوان کے قریب رکھ دیا جاتا تھا اور آپؑ کے سامنے جو کھانے چنے جاتے ان میں سے جو عمدہ اور اعلیٰ ہوتے تھے ان میں سے کچھ لے کر اس پیالہ میں ڈال دیتے۔ پھر حکم دیتے کہ یہ مسکینوں کو دے دیا جائے۔ پھر اس آیت کو تلاوت فرماتے تھے: ﴿فلا اقتحم العقبۃ..... الآیۃ﴾ پھر فرمایا: خدا جانتا تھا کہ ہر شخص غلام آزاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس لیے

(مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم دے کر) ان کے لیے جنت کی طرف راستہ کھول دیا۔ (الفروع)

۲۔ یونس ایک شخص سے نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام شکّر کا صدقہ دیا کرتے تھے۔ ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپؑ صدقہ میں شکر کیوں دیتے ہیں؟ فرمایا: یہ مجھے سب سے بڑھ کر پسند ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی پسندیدہ چیز صدقہ میں دوں۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۴۹

لوگوں اور جانوروں کو پانی پلانا مستحب مؤکد ہے اگرچہ وہ ایسی جگہ پر ہوں جہاں پانی عام مل جاتا ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے (یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے) روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ آخرت میں سب سے پہلے یعنی اجر وثواب دینے میں پانی کا صدقہ کرنے والے سے ابتداء کی جائے گی۔

(الفروع، الفقیہ، ثواب الاعمال)

۲۔ مسمع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: افضل ترین صدقہ ایک گرم جگر کو ٹھنڈا کرنا ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایسی جگہ پر (لوگوں کو) پانی پلائے جہاں پانی دستیاب ہو۔ تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور اگر ایسی جگہ پلائے جہاں پانی نہ ملتا ہو تو اسے ایک جان کو زندہ کرنے کا ثواب ملے گا اور جو ایک جان کو زندہ کرے اس نے گویا تمام لوگوں کو زندہ کیا ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۴۔ یحییٰ بن ابراہیم بن ابو البلاد اپنے اب وجد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بدو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کی برکت سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں! فرمایا: (لوگوں کو) کھانا کھلا اور سلام عام کر۔ اس نے کہا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا! آنحضرتؐ نے فرمایا: کیا تیرے پاس اونٹ ہے؟ کہا: ہاں! فرمایا: اونٹ پر پانی لاد کر اس خانوادہ کو پانی پلایا کر جسے دوسرے دن پانی نصیب ہوتا ہے۔ شاید ہنوز تیرا اونٹ ختم نہیں ہوگا اور تیرا مشکیزہ نہیں پھٹے گا کہ تیرے لیے جنت واجب ہو جائے گا۔ (الفروع)

۵۔ ضریس بن عبدالملک حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم گرم جگر کو ٹھنڈا کرنے

کو دوست رکھتا ہے اور جو شخص کسی جانور وغیرہ کے گرم جگر کو ٹھنڈا کرے۔ خدا اس پر اس دن (قیامت کے دن) اپنے عرش کے سایہ کے نیچے جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ (الفروع، الفقیہ)

۶۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ وہ کون سا عمل ہے کہ اگر میں وہ بجالاؤں تو جنت میں داخل ہونے کا (حقدار بن) جاؤں؟ فرمایا: ایک نیا مشکیزہ خرید اور اس میں پانی بھر کر لوگوں کو پلا۔ یہاں تک کہ وہ پھٹ جائے! اس کے پھٹنے سے پہلے تو جنت میں داخل ہونے کا حقدار بن جائے گا۔ (الامالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی بھوکے مؤمن کو کھانا کھلائے تو خدا اسے جنت کے کھانے کھلائے گا۔ اور جو شخص کسی پیاسے مؤمن کو پانی پلائے تو خدا اسے مہر شدہ شراب طہور سے پلائے گا اور جو کسی (برہنہ) مؤمن کو لباس پہنائے تو خدا اسے (جنت کے) سبز کپڑے پہنائے گا۔ (ثواب الاعمال)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس سے پہلے (باب ۱۹ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (فصل معروف باب ۲۸ و ۲۹ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۰

(دینی) بھائیوں کے ساتھ نیکی کرنا اور ان کی حاجت برآری میں کوشش کرنا اور فقراءِ شیعہ کے ساتھ احسان کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یزید سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس بات کی استطاعت نہیں رکھتا کہ ہم سے بھلائی کرے۔ تو ہمارے فقراءِ شیعہ سے بھلائی کرے اور جو شخص ہمارے مزارات (مقدسہ) کی زیارت نہیں کر سکتا وہ ہمارے نیک (مؤمن) بھائیوں کی قبروں کی زیارت کرے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم سب سے بہتر تمہارے سخی لوگ ہیں اور تم سب سے بدتر تمہارے کنجوس لوگ ہیں۔ اور خالص ایمان کی ایک نشانی (دینی) بھائیوں سے نیکی کرنا ہے اور ان کی حاجت برآری میں سعی و کوشش کرنا ہے اور جو شخص اپنے

بھائیوں سے نیکی کرتا ہے اس سے خدائے رحمٰن محبت کرتا ہے اور اس سے شیطان کی ناک رگڑی جاتی ہے، جہنم کی آگ سے دوری ہوتی ہے اور جنت میں داخلہ ملتا ہے۔ پھر فرمایا: اے جمیل! اس بات کی اطلاع اپنے قابل اعتماد دوستوں کو دے دو۔ جمیل نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میرے قابل اعتماد دوست کون ہیں؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی تنگی اور آسائش میں اپنے بھائیوں کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ الحدیث۔ (الفقیہ، الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے ساتھ احسان کرنے کی قدرت نہیں رکھتا وہ ہمارے نیکوکار محبوں کے ساتھ احسان کرے۔ اس کے نامۂ اعمال میں ہم سے احسان کرنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ اور جو شخص ہماری زیارت کرنے پر قدرت نہیں رکھتا وہ ہمارے نیکوکار موالیوں کی زیارت کرے اسے ہماری زیارت کا ثواب ملے گا۔ (الفقیہ)

۴۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے معلّٰی بن خنیس سے فرمایا: اے معلّٰی! تو خدا پر فریفتہ ہو جا۔ خدا تجھ پر فریفتہ ہو جائے گا! معلّٰی نے عرض کیا: کس طرح ہوں؟ فرمایا: اے معلّٰی تو خدا سے ڈر! خدا تجھ سے ہر چیز کو ڈرائے گا۔ اے معلّٰی! اپنے بھائیوں سے احسان کر کے ان کا محبوب بن! کیونکہ خداوند عالم نے عطا و بخشش کرنے کو محبت اور کسی کو کچھ نہ دینے کو عداوت کا ذریعہ بنایا ہے۔ (پھر فرمایا) بخدا اگر تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں عطا کروں اور پھر تم مجھ سے محبت کرو۔ تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ تم مجھ سے سوال نہ کرو اور میں تمہیں عطا نہ کروں اور پھر تم مجھ سے عداوت کرو اور (یاد رکھو کہ) جب بھی خدا میرے ہاتھوں پر تمہارے لیے کوئی بھلائی جاری کر دے تو حقیقی مدح کے قابل خدا ہی ہے اس لیے تم اس بھلائی کے شکریہ سے دوری اختیار نہ کرو جو خدا نے تمہارے لیے میرے ہاتھوں پر جاری کی ہے (یعنی خدا کا شکر ادا کرو)۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۵۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں سرمایہ داروں کا ذکر کر کے ان کی غیبت کی! امام علیہ السلام نے اسے (جھڑکتے ہوئے) فرمایا: خاموش ہو جا۔ جب کوئی مالدار صلۂ رحمی کرتا ہے اور اپنے (دینی) بھائیوں سے نیکی کرتا ہے تو خداوند عالم اسے دوگنا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ﴾ (تمہارے مال اور اولاد تمہیں خدا کا مقرب نہیں بنا سکتے۔ ہاں خدا کا قرب تو وہ حاصل کر سکتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے۔ ان کو ان کے عمل کی دوگنی جزاء ملے گی اور وہ جنت الفردوس کے بلند و بالا غرفوں میں امن و امان سے

ہوں گے)۔ (تفسیر قمی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ مما تجب فیه الزکوة میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۲ از فعل معروف میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۱

نماز کی حالتِ رکوع میں صدقہ دینا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: "ولی" کے معنی یہ ہیں کہ تمہارے مال وجان میں تم سے زیادہ حق تصرف رکھنے والا ایک خدا ہے۔ دوسرا رسولؐ اور تیسرے ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا..... الآية﴾ یعنی حضرت علی علیہ السلام اور قیامت تک ان کی اولاد میں سے ہونے والے امامؑ برحق! پھر خدا نے ان کی توصیف اس طرح کی ہے کہ ﴿الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ.....﴾ (کہ جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں) چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام نماز ظہر کی دو رکعت پڑھ چکے تھے اور اب حالت رکوع میں تھے اور ان کے بدن پر ایک قیمتی حلّہ تھا جس کی قیمت ایک ہزار دینار تھی۔ جو نجاشی نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ حلہ حضرت امیر علیہ السلام کو پہنا دیا تھا۔ پس سائل آیا اور اس نے عرض کیا: ﴿السلام علیک یا ولی اللّٰه و اولٰی بالمؤمنین من انفسهم﴾ مسکین کو صدقہ دو۔ آپؑ نے وہ حلّہ اتار کر اس کی جانب پھینک دیا اور ہاتھ سے اسے اشارہ کیا کہ اسے اٹھالو۔ پس اس وقت خداوند عالم نے آپؑ کے حق میں یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ اور خداوند عالم نے آپؑ کی اولاد کو بھی اس نعمت سے نوازا ہے کہ ان میں سے جب بھی کوئی ہستی (ظاہری) عہدۂ امامت پر فائز ہوتی ہے تو وہ حالت رکوع میں صدقہ دیتی ہے اور وہ سائل جس نے حضرت امیر علیہ السلام سے سوال کیا تھا۔ وہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا۔ اور آپؑ کی اولاد میں سے ہونے والے آئمہؑ سے جو سوال کرتے ہیں وہ بھی فرشتے ہی ہوتے ہیں۔

(الاصول، من الکافی)

۲۔ جناب طبرسیؒ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ خدا فرماتا ہے: ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ

﴿یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ﴾ اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے نماز قائم کی اور حالت رکوع میں زکوٰۃ ادا کی۔ اور ہر حالت میں آپؑ کا مقصد صرف خداوند عالم کی خوشنودی کا پروانہ حاصل کرنا تھا وبس۔ (الاحتجاج للطبرسیؒ)

۳۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ باسناد خود ابوحمزہ (ثمالی) سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور ان کے پاس کچھ یہودی بیٹھے ہوئے تھے جن میں عبداللہ بن سلام بھی تھا کہ آنحضرتؐ پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ﴿اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ﴾ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد (نبویؐ) کی طرف نکلے۔ سامنے سے ایک سائل آتا ہوا نظر آیا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا کہ آیا تجھے کسی نے کچھ دیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں اس نماز گزار نے دیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علی علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں۔ (تفسیر قمی)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالجارود سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ..... الآیۃ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ یہودیوں کا ایک گروہ اسلام لایا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ کے بعد آپؐ کا وصی اور ہمارا ولی کون ہے؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا: اٹھو۔۔۔ چنانچہ وہ اٹھے اور مسجد نبوی کی طرف روانہ ہوئے۔ دیکھا کہ ایک سائل وہاں سے نکل رہا ہے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: اے سائل! آیا تجھے کسی نے کچھ دیا ہے؟ عرض کیا: ہاں یہ انگوٹھی دی ہے! فرمایا: کس نے دی ہے؟ کہا: اس نماز گزار نے دی ہے۔ فرمایا: کس حالت میں دی ہے؟ کہا: رکوع کی حالت میں! اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اور سب اہل مسجد نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد علی بن ابی طالب علیہ السلام تمہارے ولی ہیں۔

(امالی صدوق)

(چونکہ بظاہر ان حدیثوں میں تضاد پایا جاتا ہے کہ پہلی میں حلّہ اور دوسری میں انگوٹھی مذکور ہے اس لیے اس تضاد کو رفع کرتے ہوئے) مؤلف علام فرماتے ہیں کہ بعید نہیں ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے ایک ہی سائل کو حلّہ اور انگوٹھی دونوں عطا کی ہوں! اور ممکن ہے کہ ایک یا دو نمازوں میں دو مختلف سائلوں کو یہ دو چیزیں عنایت فرمائی ہوں۔

۵۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود حسن بن زید سے اور وہ اپنے والد زید بن الحسن سے اور وہ اپنے جد سے روایت کرتے ہیں ان

کا بیان ہے کہ میں نے عمار بن یاسر کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امیر علیہ السلام مستحبی نماز کے رکوع میں تھے کہ ایک سائل نے کھڑے ہو کر سوال کیا! آپؑ نے اپنی انگوٹھی اتار کر سائل کو دی اور سائل نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آنحضرتؐ کو اس کی اطلاع دی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ﴾۔ آپؐ نے یہ آیت پڑھ کر ہمیں سنائی اور فرمایا: ﴿مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ﴾۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۵۲

آدھا مال صدقہ دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ فرمایا: امام حسن علیہ السلام نے تین بار اپنے پروردگار سے آدھا آدھا مال تقسیم کیا۔ حتیٰ کہ جوتے سے جوتا، کپڑوں سے کپڑا اور دینار سے دینار اور پیدل چل کر بیس حج ادا کئے۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی اور خصوصی حیثیت سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اسکے بعد (باب ۴۵ از وجوب حج میں) بیان کی جائینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

نیز مؤلف علام فرماتے ہیں فرماتے ہیں: کتاب ''تفصیل وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ'' کی کتاب الزکوۃ تمام ہوئی اور اس کے بعد کتاب الخمس شروع ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالٰی و الحمد للہ رب العالمین۔

كتاب الخمس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب الخمس

(اس کتاب کے مختلف النوع ابواب کی اجمالی فہرست)

(۱) ان چیزوں کے ابواب جن میں خمس واجب ہے۔

(۲) تقسیم خمس کے ابواب۔

(۳) انفال اور جو کچھ امام علیہ السلام کے ساتھ مختص ہے اس کے ابواب۔

اضافۂ مفیدہ منجانب مترجم عفی عنہ

خمس اسلامی فرائض وواجبات میں سے ایک عظیم الشان فریضہ ہے اس کے وجوب کے وہی اسرار و رموز ہیں اور اس کے اندر وہی حکم و مصالح پوشیدہ ہیں جو زکوٰۃ کے اندر مضمر ہیں فرق صرف اس قدر ہے کہ یہ زکوٰۃ کے عوض صرف بنی ہاشم کے فقراء و مساکین اور انہی کے یتامیٰ و ابناء سبیل اور بیوگان کے ساتھ مختص ہے ان اسرار و رموز کے اعادہ کرنے کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ باب الزکوٰۃ کے ابتدائی حصے کی طرف رجوع کیا جائے۔

خمس ادا کرنے کی فضیلت اور نہ دینے کی مذمت

ابھی اوپر بیان کیا گیا ہے کہ خداوند کریم نے زکوٰۃ کے عوض جو کہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل ہے قرابت داران رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ان کی خاندانی عظمت و شرافت کے پیش نظر خمس واجب قرار دیا ہے چنانچہ حضرت صادق آل محمد علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿ان اللّٰہ لا الٰہ الا ھو حیث حرم علینا الصدقۃ انزل لنا الخمس والصدقۃ علینا حرام والخمس لنا فریضۃ والکرامۃ لنا حلال﴾

"وہ خدا جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے (جب اس نے اپنی حکمت بالغہ سے) صدقہ "زکوٰۃ وفطرہ" ہم پر حرام قرار دیا تو اس کے عوض ہمارے لئے خمس کا حکم نازل فرمایا پس صدقہ ہم پر حرام اور خمس اور تحفہ و ہدیہ حلال ہے۔ (وسائل الشیعہ)

۲۔ لہٰذا اس کی ادائیگی میں رسولؐ اور خاندان رسولؐ کے ساتھ ایک قسم کا احسان ہے۔

۳۔ اس کی ادائیگی میں اپنی شرافت اور احسان شناسی کا ثبوت ہے۔

۴۔ اس کی ادائیگی میں ان لوگوں کے عمل سے دوری ہے جنہوں نے خاندان نبوت کا یہ حق غصب کیا ہے

۵۔ سب سے بڑھ کر اس کی ادائیگی میں حکم خدا و رسولؐ کی تعمیل ہے۔

۶۔ اس کی ادائیگی سے رزق میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔

۷۔ اس کی ادائیگی سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

۸۔ اس کی ادائیگی توشۂ آخرت ہے۔

۹۔ اس کی ادائیگی سے خاندان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت لا یموت کا انتظام ہوتا ہے۔

۱۰۔ اس کی ادائیگی سے آدمی خاندان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے خیر کا مستحق بنتا ہے۔

چنانچہ حضرت امام علی رضاؑ افضل التحیۃ والثناء فرماتے ہیں:

﴿ان اللّٰہ واسع کریم ضمن علی العمل الثواب وعلی الخلاف العذاب لا یحل مال الا من وجہ احلہ اللّٰہ ان الخمس عوننا وعلی عیالا تنا وعلی موالینا، وما نبذل و نشتری من اعراضنا ممن نخاف سطوتہ فلا تزوہ عنا ولا تحرمو انفسکم دعائنا ما قدرتم فان اخراجہ مفتاح رزقکم و تمحیص ذنوبکم وما تمھدون لا نفسکم لیوم فاقتکم﴾۔ (الحدیث)

یعنی خداوند عالم بڑی وسعت اور رحم و کرم والا ہے۔ اس نے عمل صالح پر ثواب اور مخالفت حکم پر عذاب کی ضمانت دی ہے۔ کسی پر کوئی مال اس وقت تک حلال نہیں ہوتا جب تک اس طریقے سے حاصل نہ کیا جائے جسے خدا نے حلال قرار دیا ہے خمس کے ذریعے سے ہم اپنے دین، اپنے اہل وعیال اپنے حشم وخدم پر مدد حاصل کرتے ہیں اور اسی کے ذریعے سے ہم اپنے ظالموں سے اپنی ناموس کی حفاظت کرتے ہیں اس لئے اسے ہم سے نہ روکو اور حتی الامکان ہماری دعاؤں سے اپنے آپ کو محروم نہ کرو، کیونکہ اس کی ادائیگی تمہارے رزق کی کنجی ہے اور تمہارے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے اور یوم فقر وفاقہ (قیامت) کے لئے تمہارا زادراہ اور توشہ ہے۔ (تہذیب الاحکام)

اور اس کے ادا نہ کرنے کی مذمت میں بکثرت روایات وارد ہیں کہ جناب ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ اسلام سے دریافت کرتے ہیں کم از کم وہ چیز کیا ہے جس کی وجہ سے آدمی دوزخ میں داخل ہوتا ہے؟ فرمایا:

﴿من اکل من مال الیتیم درهماً﴾

جو شخص کسی یتیم کا ایک درہم کھائے پھر فرمایا اور ہم بھی یتیم ہیں۔

(من لا یحضرہ الفقیہ)

(احقر مترجم عفی عنہ)

جن چیزوں میں خمس واجب ہے ان کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل بارہ (۱۲) باب ہیں)

باب ۱
خمس کے واجب ہونے کا بیان

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ کمترین چیز کیا ہے جس کی وجہ سے ایک بندہ جہنم میں داخل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: جو شخص یتیم کے مال میں سے ایک درہم کھائے (پھر فرمایا) اور ہم بھی یتیم ہیں (لہٰذا جو ہمارا حق کھائے گا وہ جہنم میں جائے گا)۔ (الفقیہ)

۲۔ فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے جب ہم پر صدقہ (زکوٰۃ) حرام قرار دیا تو ہمارے لیے خمس کا حکم نازل فرمایا۔ پس صدقہ ہم پر حرام ہے اور خمس ہمارے لیے فرض ہے اور کرامت (صدقہ و تحفہ) ہمارے لیے حلال ہے۔ (الفقیہ، الخصال، تفسیر عیاشی)

۳۔ عبداللہ بن بکیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں تم لوگوں سے (خمس کا) ایک درہم تک لے لیتا ہوں حالانکہ میں اہل مدینہ کے سب سے زیادہ مالداروں میں سے ہوں تو اس سے سوائے تمہیں (اور تمہارے مالوں کو) پاک کرنے کے میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ (الفقیہ، علل الشرائع، الاصول من الکافی)

۴۔ ابوبصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ مال خمس سے کوئی چیز خریدے جب تک ہمارا حق ہمیں نہ پہنچا دے۔ (الاصول)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جو شخص خمس کے مال سے کوئی چیز خریدے اسے خداوند عالم معذور نہیں سمجھے گا کیونکہ اس نے وہ چیز خریدی ہے جو اس کے لیے حلال نہ تھی۔ (التہذیب)

۶۔ جناب محمد بن الحسن الصفار باسناد خود عمران بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں آیت خمس کی تلاوت کی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: جو حصہ خدا کا ہے وہ رسولؐ کے لیے ہے اور جو اس کا حصہ ہے وہ ہمارے لیے ہے پھر فرمایا: بخدا خدا نے اہل ایمان پر رزق آسان کر دیا ہے کہ پانچ درہم میں سے ایک درہم خدا کے لیے قرار دے کر چار خود کھائیں۔ پھر فرمایا: یہ حدیث ہماری سخت مشکل حدیثوں میں سے ایک ہے کہ جو جن پر عمل نہیں کرتا اور صبر نہیں کرتا مگر وہی آدمی کہ جس کے ایمان کا خدا نے امتحان لے لیا ہو۔ (بصائر الدرجات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ مما تجب فیہ الزکوٰۃ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں عموماً اور باب ۳ و ۵ میں خصوصاً) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جو مال غنیمت دار الحرب سے حاصل ہو اور جو کافر حربی اور ناصبی سے حاصل ہو اس میں خمس واجب ہے اور منصوص چیزوں کے سوا اور کسی چیز میں خمس واجب نہیں ہے اور وہ بھی سال میں ایک بار ہوتا ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خمس صرف غنائم میں ہے۔

(الفقیہ، التہذیب، الاستبصار، تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ خمس جو ظاہر قرآن سے ثابت ہے وہ صرف مال غنیمت میں ہے اور جو خمس باقی چیزوں میں ہے وہ سنت سے ثابت ہے اور جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ اور بعض دیگر علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ ممکن ہے کہ غنیمت سے وہ عمومی معنی مراد لیے جائیں جو ان سب اقسام کو شامل ہوں جن میں خمس واجب ہے جیسا کہ یہاں ان حدیثوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے جو سال کے اخراجات سے بچت پر خمس کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب المقنع میں فرماتے ہیں کہ محمد بن ابی عمیر نے روایت کی ہے کہ خمس پانچ چیزوں میں واجب ہے: (۱) خزانہ۔ (۲) معدن۔ (۳) غوطہ زنی۔ (۴) غنیمت اور پانچویں چیز ابن ابی عمیر بھول گئے۔ (المقنع)

۳۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ناصبی وہ نہیں ہے جو (براہ راست) ہم سے دشمنی کرے کیونکہ تم ایسا کوئی آدمی نہیں پاؤ گے جو یہ کہے کہ میں محمد و آل محمد (علیہم السلام) سے

دشمنی رکھتا ہوں۔ ہاں ناصبی وہ ہے جو تم لوگوں میں سے یہ جانتے ہوئے دشمنی رکھے کہ تم ہم سے محبت رکھتے ہو اور تم ہمارے شیعہ ہو۔ (عقاب الاعمال، علل الشرائع، صفات الشیعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ناصبی کی تعریف میں اس کی ہم معنٰی بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور ایسی حدیثیں بھی آئیں گی جو ناصبی سے حاصل شدہ مال پر خمس کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حماد بن عیسٰی سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسٰی کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خمس پانچ چیزوں میں ہے: (۱) غنیمت۔ (۲) غوطہ زنی۔ (۳) خزانہ۔ (۴) معدن (کان)۔ (۵) اور کشتی رانی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ چیز جس پر شہادت توحید و رسالت پر جنگ کی جائے (یعنی کفر و اسلام کی جنگ لڑی جائے) تو اس کے نتیجے میں جو مال حاصل ہو اس میں سے پانچواں حصہ ہمارا حق ہے اور کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ خمس میں سے کوئی چیز خریدے جب تک ہمارا حق ہم تک نہ پہنچائے۔ (الاصول)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ناصبی کا مال جہاں سے بھی ملے لے لو اور اس کا خمس ہمیں پہنچا دو۔ (التہذیب، السرائر)

۷۔ حلبی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو مخالفین کے جھنڈے کے تلے ہو۔ اور اسے کچھ مال غنیمت ملے۔ فرمایا: ہمارا حق خمس ادا کرے۔ اس طرح وہ مال اس کے لیے پاک ہو جائے گا۔ (التہذیب)

۸۔ عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مال غنیمت کے بارے میں فرمایا: اس سے خمس نکالا جائے اور باقی ماندہ جہاد کرنے والوں میں اور جو اس کے متولی تھے ان میں تقسیم کیا جائے۔ (ایضاً)

۹۔ جناب سید مرتضٰیؒ اپنے رسالہ "محکم و متشابہ" میں تفسیر نعمانی کے حوالہ سے اور وہ باسنادِ خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جہاں تک مخلوق کی معاش اور اس کے اسباب کا تعلق ہے تو جو کچھ خداوند عالم نے قرآن میں ہمیں بتایا ہے وہ یہ ہے کہ وہ پانچ طریقوں سے حاصل ہوتی ہے: (۱) امارت۔ (۲) عمارت۔ (۳) اجارہ۔ (۴) تجارت۔ (۵) صدقات (و خیرات)۔ (پھر ان پانچ وجوہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا) جہاں تک "امارہ" کا تعلق ہے تو اس کے متعلق خدا فرماتا ہے: ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ

لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰاکِیْنِ﴾ پس غنائم میں سے پانچواں حصہ خدا کے لیے قرار دیا گیا ہے اور پھر خمس چار چیزوں سے نکالا جاتا ہے: (۱) اس مال غنیمت سے جو مسلمانوں کو مشرکوں سے حاصل ہوتا ہے۔ (۲) معادن (کانوں) سے۔ (۳) زیر زمین دفن شدہ دفینوں سے۔ (۴) غوطہ زنی سے حاصل شدہ مال سے۔ (رسالہ المحکم والمتشابہ)

۱۰۔ جناب ابن ادریس حلیؒ کتاب مسائل الرجال سے نقل کرتے ہوئے محمد بن احمد بن زیاد اور موسیٰ بن محمد بن علی بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے ان یعنی امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ آیا ناصبی کے معلوم کرنے میں اس سے زیادہ اس کا امتحان لینے کی ضرورت ہے کہ وہ جبت و طاغوت کو (خلیفۃ اللہ پر) مقدم جانتا ہے اور ان کی امامت کا عقیدہ رکھتا ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ جو شخص یہ نظریہ رکھتا ہے وہ ناصبی ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (ناصبی کے متعلق ج ۶ باب ۲۶ میں اور غنیمت کے متعلق جہاد باب ۴۱ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

تمام معادن میں از قسم سونا، چاندی، پیتل، لوہا، سیسہ، نمک، گندھک اور تیل و پٹرول وغیرہ میں خمس واجب ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سونے، چاندی، پیتل، لوہے اور سیسہ کی کانوں کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: ان سب پر خمس واجب ہے۔ (التہذیب، والاصول من الکافی)

۲۔ حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ دفینہ میں سے کس قدر دینا واجب ہے؟ فرمایا: پانچواں حصہ۔ پھر پوچھا: کانوں میں سے کس قدر ہے؟ فرمایا: پانچواں حصہ۔ پھر سیسہ، پیتل، لوہے اور دیگر معدنیات کے متعلق سوال کیا کہ ان سے کس قدر ہے؟ فرمایا: ان سے بھی اتنا ہی لیا جائے گا جتنا سونے اور چاندی کی کان سے لیا جاتا ہے (پانچواں حصہ)۔ (التہذیب، الفقیہ، الاصول)

۳۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ معادن میں سے کس قدر حصہ واجب ہے؟ فرمایا: جہاں تک "رکاز" (زمین کے اندر قدرتی گڑی ہوئی دھاتوں) کا تعلق ہے ان میں خمس (پانچواں

حصہ) واجب ہے۔ اور جہاں تک ان چیزوں کا تعلق ہے جنہیں تم نے اپنا مال خرچ کر کے نکالتے ہو تو جو خداوند عالم (اپنی قدرت سے) صاف پتھر نکالے گا ان میں بھی خمس واجب ہوگا۔ (التہذیب)

۴۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے "ملاحت" کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: "ملاحت" کیا ہے؟ عرض کیا کہ وہ نمکیلی اور دلدلی زمین کہ اس میں پانی جمع ہوتا ہے تو وہ (خشک ہوکر) نمک بن جاتا ہے۔ فرمایا: یہ کان ہے۔ اس میں خمس ہے! پھر عرض کیا: گندھک، تیل، پٹرول جو زمین سے نکلتا ہے اس میں؟ فرمایا: اس میں اور اس جیسی دوسری (معدنی) چیزوں میں خمس واجب ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، المقنع)

۵۔ محمد بن علی بن ابو عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جو لولو (و المرجان) اور یاقوت اور زبرجد سمندر سے نکلتے ہیں اور جو سونا اور چاندی کان سے برآمد ہوتا ہے آیا اس میں زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: جب ان کی قیمت ایک دینار تک پہنچ جائے تو اس میں خمس (پانچواں حصہ) واجب ہے۔

(التہذیب، المقنعہ، الاصول، الفقیہ، المقنع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ایک دینار تک پہنچنے کی شرط صرف غوطہ زنی میں ہے۔ معدنیات میں نہیں ہے کیونکہ ان کا تو بقدر بیس کان ہونا شرط ہے تب خمس واجب ہوتا ہے۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن مروان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو چیز معدن سے نکلے یا سمندر سے اور مال غنیمت اور وہ مال حلال و حرام سے مخلوط ہو جائے اور اس کے مالک کا کوئی پتہ نہ چل سکے اور دفینہ ان سب میں خمس واجب ہے۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ و ۱۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جو چیز معدن (کان) سے نکلے تو اس پر خمس تب واجب ہوگا کہ جب وہ بقدر بیس دینار ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابو نصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ جو چیز معدن (کان) سے برآمد ہو آیا اس کی قلیل و کثیر مقدار پر کچھ واجب ہے؟ فرمایا: جب تک اس کی مقدار اس حد تک نہ پہنچ جائے جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یعنی بیس دینار تب تک

اس میں کچھ نہیں ہے (ہاں جب بیس دینار تک پہنچ جائے تو اس میں خمس واجب ہے)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بظاہر اس کے منافی ہیں (کہ ان میں کوئی مقدار معیّن نہیں کی گئی) اور اس کی وجہ ہم نے بیان کر دی ہے (کہ مطلق اور مقید میں دراصل کوئی منافات نہیں ہوتی بلکہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جاتا ہے)۔

باب ۵

دفینوں میں خمس کی ایک شرط یہ ہے کہ اس کی قیمت بیس دینار یا اس سے زائد ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ وہ دار الحرب سے ملے اور اگر دار السلام سے ملے تو اس پر اسلام کا کوئی اثر نہ ہو ورنہ اس کا حکم لقطہ والا ہوگا اور اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اگرچہ بہت زیادہ ہو۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن علی حلبی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ دفینہ میں کس قدر واجب ہے؟ فرمایا: خمس (پانچواں حصہ)۔

(الفقیہ، التہذیب، الاصول)

۲۔ احمد بن محمد بن ابونصر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ دفینہ کی کتنی مقدار میں خمس واجب ہوتا ہے؟ فرمایا: جتنی مقدار میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے (یعنی بیس دینار) اس میں یہاں خمس واجب ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ حماد بن عمرو اور انس بن محمد اور وہ اپنے باپ (محمد) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! جناب عبد المطلبؑ نے جاہلیت کے دور میں پانچ سنتیں جاری کیں تھیں جنہیں خداوند عالم نے اسلام میں برقرار رکھا۔ ان کو دفینہ ملا۔ انہوں نے اس کا پانچواں حصہ نکال کر صدقہ کر دیا۔ اور خداوند عالم نے اس سلسلہ میں یہ آیت نازل فرمائی ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ..... الآية﴾۔ (الفقیہ، الخصال)

۴۔ عیون الاخبار میں بروایت علی بن الحسن بن علی بن فضال اپنے والد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اس روایت میں ان پانچ چیزوں کی تفصیل مذکور ہے جو جناب عبد المطلبؑ نے جاہلیت کے دور میں جاری کیں تھیں جنہیں خدا تعالیٰ نے اسلام میں برقرار رکھا۔ (۱) انہوں نے باپ کی بیویوں کو بیٹوں پر حرام قرار

دیا۔ (۲) قتل میں سو اونٹ دیت مقرر کی۔ (۳) خانۂ خدا کے سات طواف مقرر کیے۔ (۴) ان کو دفینہ ملا۔ اور انہوں نے اس کا خمس ادا کیا۔ (۵) انہوں نے جب چاہِ زمزم کھودا تو اس کا نام "سقایۃ الحاج" رکھا۔

(عیون الاخبار)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ہارون بن خارجہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس مال کے بارے میں پوچھا جو بطور دفینہ ملے آیا اس میں زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: نہ! میں نے عرض کیا: اگرچہ زیادہ ہو؟ فرمایا: ہاں اگرچہ زیادہ ہو۔ میں نے تین بار یہ سوال دہرایا (مگر امامؑ نے ہر بار یہی جواب دیا کہ نہ)۔ (التہذیب)

۷۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ دفینہ کی وہ کون سی مقدار ہے جس میں خمس واجب ہوتا ہے؟ فرمایا: جس مقدار میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے (بیس دینار) اس مقدار میں خمس واجب ہے۔ اور اگر اس مقدار (بیس دینار) کو نہ پہنچے تو اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۳ اور اس سے قبل باب ۲ از زکوٰۃ ذھب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۶ و ۸ میں) ذکر کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

جس شخص کو دفینہ ملے پھر وہ اسے فروخت کر دے تو خمس فروخت کرنے والے پر ہوگا نہ کہ خریدار پر۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حرث بن حصیرہ ازدی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے (ظاہری) عہد خلافت میں ایک شخص کو خزانہ ملا۔ اس سے میرے والد نے تین سو درہم اور ایک سو بچہ دار بکریوں کے عوض وہ خزانہ خریدا (اور جب وہ یہ مال خرید کر گھر پہنچے تو) میری ماں نے ان کی ملامت کی کہ تو نے یہ کیا کیا؟ تین سو درہم، ایک سو بکری اور ان کے ایک سو بچے اور ایک سو ان کے شکموں میں! میرا والد پشیمان ہوا۔ اور اس شخص کے پاس گیا تا کہ وہ یہ معاملہ فسخ کر دے مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ میرے والد نے اس سے کہا: مجھ سے دس بکریاں لے لے (اور معاملہ فسخ کر دے (مگر اس کے انکار پر کہا) بیس بکریاں لے لے۔ مگر اس نے ایسا کرنے سے بھی صاف انکار کر دیا۔ بالآخر (مجبوراً) میرے والد نے وہ دفینہ لے لیا۔ اور اس سے ایک ہزار بکری کی قیمت برآمد کی۔ اس کے بعد اس فروخت کرنے والے شخص کو جب حقیقت حال کا پتہ چلا تو) وہ شخص میرے والد کے پاس آیا اور کہا: اپنی بکریاں واپس لے لے۔ اور جس قدر چاہے مال لے لے مگر میرا مال

مجھے واپس کر دے مگر میرے والد نے انکار کر دیا۔ اس شخص نے میرے والد سے کہا: میں تمہیں نقصان پہنچاؤں گا؟ چنانچہ اس نے حضرت امیر علیہ السلام کی عدالت میں میرے والد کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ جب میرے والد (نے حاضر ہوکر) پورا واقعہ حضرت امیر علیہ السلام کو سنایا تو آنجناب علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: اس دفینہ کا خمس تو ادا کر۔ کیونکہ وہ تمہیں دستیاب ہوا تھا۔ اور دوسرے شخص پر کچھ نہیں ہے کیونکہ اس نے تو اپنی بکریوں کی قیمت (تجھ سے) وصول کی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۷

عنبر اور جو کچھ سمندر سے غوطہ زنی کے ذریعہ نکلے جیسے موتی، یاقوت، زبرجد وغیرہ اس میں خمس واجب ہے بشرطیکہ اس کی قیمت ایک دینار یا اس سے زائد تک پہنچے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عنبر اور ان موتیوں کے بارے میں پوچھا جو غوطہ زنی سے برآمد ہوں؟ فرمایا: اس پر خمس واجب ہے۔ (التہذیب، الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جو موتی، یاقوت، زبرجد سمندر سے نکلتے ہیں اور وہ سونا اور چاندی جو کان سے نکلتے ہیں آیا ان پر زکوٰۃ ہے؟ فرمایا: جب ان کی قیمت ایک دینار تک پہنچ جائے تو ان میں خمس ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: عنبر میں خمس ہے۔ (المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ و ۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ از انفال میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

انسان کے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے سالانہ اخراجات کے بعد جو کچھ بچ جائے خواہ وہ تجارت کی مد سے حاصل ہو یا زراعت وصنعت وحرفت وغیرہ سے اس میں خمس واجب ہے۔ اور یہ خمس امامؑ کا ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حسن اشعری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض

اصحاب نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں یہ استدعا کی کہ مجھے بتائیں کہ آدمی جو کچھ کم یا زیادہ کماتا ہے اور ہر قسم کے ذریعۂ معاش سے کماتا ہے اور جائیداد کی آمدنی بھی ہے آیا سب پر خمس ہے؟ اور کس طرح ہے؟ امام علیہ السلام نے اپنے دستخطوں سے لکھا کہ خمس اخراجات کے بعد ہے۔

(التہذیب والاستبصار)

۲۔ علی بن محمد بن شجاع نیشاپوری نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کو اپنی جائیداد سے سو (۱۰۰) کُر (ایک خاص پیمانہ) حاصل ہوتا ہے۔ وہ کس قدر زکوٰۃ دے؟ جبکہ اس سے دس کُر یعنی عشر (تو حکومت نے) وصول کر لیا اور جائیداد کی آبادکاری پر تیس (۳۰) کُر صرف ہو گئے (یعنی گندم کا خرچہ) اب اس کے پاس ساٹھ کُر ہے! اب اس میں سے آپؑ کے لیے خمس کس قدر فرض ہے؟ اور آیا اس پر اس کے (ہم عقیدہ) اصحاب واحباب کے لیے بھی کچھ ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب دیا کہ اس میں سے میرے لیے صرف خمس (پانچواں حصہ ہے) اور وہ بھی (سالانہ) اخراجات کے بعد۔ (التہذیب)

۳۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوعلی بن راشد نے بیان کیا کہ میں نے ان (امام علی نقی علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ نے مجھے اپنے معاملات کی دیکھ بھال کرنے اور اپنے حق وصول کرنے کا حکم دیا اور میں نے جب یہ بات آپؑ کے شیعوں کو بتائی! تو ان میں سے بعض نے مجھ سے پوچھا کہ امامؑ کا حق کیا ہے؟ تو میں نہ سمجھ سکا کہ اسے کیا جواب دوں؟ امامؑ نے فرمایا: ان پر خمس واجب ہے! میں نے عرض کیا: کس چیز میں؟ فرمایا: ان کے مال ومتاع میں اور جائیداد میں۔ میں نے عرض کیا کہ جو تاجر ہے یا اپنے ہاتھ سے کوئی صنعت گری کرتا ہے اس پر بھی ہے؟ فرمایا: اپنے اخراجات کے بعد اگر ان کے لیے ممکن ہو تو (ان پر بھی ہے)۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ ابراہیم بن محمد ہمدانیؒ نے ان (امام علی نقی علیہ السلام) کو خط لکھا کہ علی (بن مہزیار) نے مجھے آپؑ کے والد ماجد (امام محمد تقی علیہ السلام) کی وہ تحریر پڑھائی ہے جس میں انہوں نے صاحبانِ جائیداد پر اخراجات کے بعد نصف سدس (بارہواں حصہ) واجب قرار دیا ہے اور جس کی جائیداد اس کے اخراجات کے لیے کافی نہ ہو تو اس پر نصف سدس وغیرہ کچھ بھی نہیں ہے! اب یہاں کے کچھ لوگ اس بات میں اختلاف کر رہے ہیں کہ اخراجات سے مراد کیا ہے؟ چنانچہ کچھ کہتے ہیں کہ اس سے جائیداد کے اخراجات اور اس کا خراج (ٹیکس) مراد ہے کہ اس کی ادائیگی کے بعد خمس واجب ہے نہ کہ آدمی اور اس کے اہل وعیال کے اخراجات (اور کچھ لوگ آدمی کے اخراجات مراد لیتے ہیں؟) امام علیہ السلام نے ان کے جواب میں لکھا جسے علی بن مہزیار نے بھی پڑھا کہ اس کے اور اس کے اہل و عیال کے اخراجات اور حاکم کے خراج کے بعد (بچت) پر خمس ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں صرف نصف سدس واجب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ باقی امامؑ نے اپنا حق اپنے شیعوں کو معاف کر دیا ہے کیونکہ یہ صرف ان کا حق ہے (اور صاحب حق کو اپنا حق معاف کرنے کا حق ہے)۔

۵۔ احمد بن محمد اور عبداللہ بن محمد، علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے مجھے لکھا اور (احمد بن محمد کا بیان ہے کہ) میں نے وہ تحریر مکہ کے راستہ میں پڑھی، فرمایا کہ میں نے جو کچھ اس سال فرض کیا ہے اور یہ دوسو بیس (سنہ ۲۲۰ ہجری) ہے۔ وہ ایک خاص مصلحت کے تحت ہے جس کی مکمل وضاحت اس اندیشہ کے پیش نظر مناسب نہیں سمجھتا کہ کہیں یہ بات پھیل نہ جائے۔ ہاں اس کی کچھ تشریح میں بیان کئے دیتا ہوں (وہ یہ ہے کہ) میرے تمام موالیوں نے "میں ان کی صلاح وفلاح کا خدا سے سوال کرتا ہوں" یا ان میں سے بعض نے اپنے واجبات ادا کرنے میں کوتاہی کی ہے۔ مجھے جب اس کا علم ہوا تو میں نے چاہا کہ ان کو (یعنی ان کے مالوں کو) پاک وصاف کروں! اس طریقہ سے جس کا میں نے اس سال خمس کے معاملہ میں ان کو حکم دیا (نصف سدس یعنی بارھواں حصہ)۔ چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ اور یہ مقدار میں نے ان پر ہمیشہ کے لیے فرض نہیں کی اور میں ان پر یہ مال واجب قرار دیتا ہوں سوائے اس زکوٰۃ کے جو خدا نے ان پر فرض کی ہے۔ اور میں نے تو صرف اس سال ان پر خمس فرض کیا ہے اور وہ بھی اس سونے چاندی میں جس پر سال گزر جائے اور یہ (خمس) ان پر اور کسی مال ومتاع جیسے برتن، حیوانات، حشم و خدم، تجارت کے نفع وغیرہ اور کسی جائیداد پر فرض نہیں کیا۔ سوائے اس جائیداد کے جس کی میں عنقریب وضاحت کروں گا۔ یہ سب کچھ صرف اس لیے کیا ہے تا کہ میرے موالیوں کو آسانی اور سہولت ہو اور یہ میرا ان پر احسان ہے کیونکہ حاکم وقت ان کے مال کو پکڑتا رہتا ہے اور ان کو کئی اور مصیبتیں بھی لاحق ہوتی رہتی ہیں۔ ہاں جہاں تک غنائم اور فوائد کا تعلق ہے تو وہ (ان کا خمس) تو ان پر ہر سال واجب ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ وَ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ خدا تم پر رحم کرے غنائم اور فوائد سے مراد وہ غنیمت ہے جسے آدمی حاصل کرتا ہے، یا وہ فائدہ ہے جو آدمی کماتا ہے یا کسی آدمی کا کسی کو کوئی قابل قدر تحفہ و ہدیہ دینا یا وہ میراث جس کے حاصل ہونے کا گمان نہ ہو جو

(عام روش کے مطابق) نہ باپ کی ہو اور نہ بیٹے کی۔ یا جیسے دشمن پر حملہ کرے اور اس کا مال ہاتھ لگ جائے یا وہ مال جو کہیں سے مل جائے مگر اس کے مالک کا پتہ نہ ہو (مجہول المالک مال) یا وہ مال جو میرے موالیوں کو فاسق و فاجر حزمیہ (نواصب و خوارج) سے ملا ہو۔ کیونکہ مجھے پتہ چلا ہے کہ اس قسم کا بہت سا مال میرے بعض موالیوں کو ملا ہے۔ پس جس کسی کے پاس اس قسم کا مال ہے اسے چاہیئے کہ وہ میرے وکیل کے پاس پہنچائے۔ اور جو دور دراز مقام پر رہتا ہے وہ بھی پہنچانے کی کوشش کرے اگرچہ کچھ مدت کے بعد ہی سہی۔ کیونکہ مؤمن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہوتی ہے اور خمس کی وہ مقدار جو میں ہر سال جائیداد اور غلات پر واجب قرار دے رہا ہوں وہ نصف سدس (بارھواں حصہ) ہے اور وہ بھی اس پر جس کی جائیداد اس کے اخراجات کی کفالت کرتی ہے۔ اور جس کی جائیداد اس کے اخراجات کی کفالت نہیں کرتی۔ اس پر نہ نصف سدس ہے اور نہ کچھ اور۔ (التہذیب والاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ابھی اوپر (حدیث نمبر ۴ کے ذیل میں) اس کی وضاحت کی جا چکی ہے کہ خمس چونکہ امامؑ کا مال ہے اور مالک اپنے مال میں سے کم کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ اس سے وہ تمام اشکالات ختم ہو جاتے ہیں جو اس حدیث پر وارد ہو سکتے ہیں (کہ امامؑ نے بار بار فرمایا ہے کہ میں اس قدر فرض کرتا ہوں اور اس قدر واجب کرتا ہوں۔ مطلب صرف یہ ہے کہ خدا نے میرا جو حق واجب کیا ہے اس سے اتنا کم کرتا ہوں۔۔۔۔۔ وبس)

۶۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے خمس کے متعلق سوال کیا؟ فرمایا: جو کچھ لوگ کم یا زیادہ کماتے ہیں اس میں خمس واجب ہے۔ (الاصول)

۷۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ (ابن) یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کو خط لکھا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! مجھے بتائیں کہ فائدہ کیا ہے اور اس کی حد کیا ہے؟ اگر مناسب سمجھیں تو اس کی واضح حقیقت بیان کر کے مجھ پر احسان فرمائیں (تا کہ خمس ادا نہ کر کے) میں حرام پر نہ اڑا رہوں۔ جس کے نتیجہ میں نہ میری نماز قبول ہو اور نہ روزہ؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ فائدہ وہ ہے جسے تم تجارت سے نفع کی شکل میں حاصل کرو یا (حاکم کا) تاوان ادا کرنے کے بعد کھیتی باڑی سے کماؤ یا جائزہ اور ہدیہ (جو تمہیں حاصل ہو کہ) اس سے خمس کی ادائیگی واجب ہے۔ (الاصول)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر اس شخص پر جسے مال غنیمت ملے یا جو کسب و اکتساب سے مال حاصل کرے خمس لازم ہے۔ یہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا حق ہے اور ان کے بعد ان کی ذریت میں سے ان ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا

حق ہے جو لوگوں پر خدا کی حجتیں ہیں۔ یہ ان کا خصوصی مال ہے۔ وہ جہاں چاہیں اسے صرف فرمائیں اور ان پر صدقہ حرام ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی درزی پانچ دانق میں کوئی کپڑا سیتا ہے تو اس میں سے ایک دانق ہمارا حق ہے۔ مگر یہ کہ ہم جسے چاہیں اس کے لیے حلال کر دیں یعنی اپنے شیعوں کو تاکہ ان کی ولادت پاکیزہ ہو۔ بروز قیامت خدا کے نزدیک زنا سے بڑھ کر کوئی سنگین (گناہ) نہیں ہوگا جبکہ خمس کا ایک حق دار کھڑا ہو کر کہے گا: پروردگار! ان (خمس خوروں) سے پوچھ کہ انہوں نے کس طرح اسے مباح سمجھا تھا۔ (التہذیب والاستبصار)

۹۔ ریان بن صلت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ اے میرے آقا! مجھے جو غلہ چکی چلانے سے یا اپنی جاگیر سے یا مچھلی فروخت کرنے سے یا چادر بیچنے سے یا اپنی جاگیر کے گنجان سرکنڈوں کے فروخت کرنے سے حاصل ہو اس میں مجھ پر کیا واجب ہے؟ امام علیہ السلام نے جواباً لکھا کہ اس میں تجھ پر خمس واجب ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (التہذیب)

۱۰۔ جناب ابن ادریس حلیؒ ابن محبوب کی کتاب سے بروایت ابوبصیر نقل کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ ایک شخص کو اس کا غلام یا کوئی مخلص دوست ہدیہ پیش کرتا ہے جس کی قیمت دو سو درہم یا اس سے کچھ کم وبیش ہے! آیا اس پر اس میں خمس ہے؟ آپؑ نے جواب میں لکھا: ہاں اس میں خمس ہے۔ نیز ایک اور شخص کے متعلق پوچھا کہ اس کے گھر میں باغیچہ ہے جس سے پھل فروٹ حاصل ہوتا ہے جسے اس کے اہل وعیال کھاتے ہیں ہاں البتہ اس میں سے بقدر ایک سو درہم یا بقدر پچاس درہم فروخت بھی کرتا ہے آیا اس پر خمس ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ جو کچھ کھایا جائے اس میں تو نہیں ہے اور جو مقدار فروخت کی جائے وہ بمنزلہ دیگر جائیداد کے ہے لہٰذا اس میں خمس ہے۔ (السرائر)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کے کچھ حدیثیں اسکے بعد (باب ۴ از انفال میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

وہ زمین جو کافر ذمی کسی مسلمان سے خرید لے اس میں خمس واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدۃ الحذاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے: جو کافر ذمی کسی مسلمان سے زمین خرید لے اس پر خمس لازم ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، المعتبر)

۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جب کوئی ذمی مسلمان سے زمین خریدے تو اس پر اس زمین میں خمس لازم ہے۔ (المقنعہ)

باب ۱۰

جب حلال مال حرام مال سے مخلوط (گڈمڈ) ہو جائے نہ باہمی امتیاز ہو اور نہ ہی حرام کے مالک کا پتہ چلے تو اس میں خمس واجب ہوتا ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا امیر المؤمنین! مجھے کچھ ایسا مال دستیاب ہوا ہے کہ مجھے اس کے حلال و حرام میں امتیاز نہیں ہے (مگر اب توبہ کرنا چاہتا ہوں) فرمایا: اس مال کا خمس ادا کر دے کیونکہ خداوند عالم نے اس مال سے خمس پر قناعت کی ہے۔ ہاں اس مال (حرام) سے اجتناب کر جس کا مالک نہ معلوم ہو۔ (باقی مال حلال ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، المحاسن، المقنعہ)

۲۔ عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیا آدمی کے لیے حاکم (جائر) کی ملازمت جائز ہے؟ فرمایا: نہ! مگر یہ کہ (اتنا مجبور ہو کہ) اس کے سوا اس کے کھانے پینے کا کوئی انتظام نہ ہو۔ اور (اس سے راہِ فرار کا) کوئی حیلہ اور تدبیر نہ ہو۔ پس اگر ان حالات میں اسے یہ کام کرنا پڑے اور اس طرح اسے کچھ مال دستیاب ہو تو اس کا خمس اہل بیتؑ کو بھیج دے۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا امیر المؤمنینؑ! میں نے کچھ مال کمایا ہے جس کے کمانے میں میں نے حلال و حرام کی پروا نہیں کی؟ آیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ فرمایا: اس مال کا خمس میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ شخص اس کا خمس لے کر حاضر ہوا۔ آنجنابؑ نے فرمایا: یہ مال بھی تیرا ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص توبہ کر لے تو اس کا مال بھی اس کے ساتھ تائب ہو جاتا ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

جو رقم حج کا اجیر بطور اجرت وصول کرتا ہے یا جو رقم کوئی خمس کا حقدار کسی کو دیتا ہے تو اس میں خمس واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام رضا

یا امام محمد تقی یا امام علی نقی علیہم السلام) کی خدمت میں خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا: میرے سردار! ایک شخص کو حج کرنے کی خاطر مال دیا گیا۔ جب اس کے ہاتھ میں یہ مال آ جائے تو آیا اسی وقت اس پر خمس واجب ہے؟ یا حج کے بعد اگر کچھ بچ جائے تو اس پر ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: ایسے مال پر کوئی خمس نہیں ہے۔

(الاصول من الکافی)

۲۔ علی بن الحسین بن عبدربہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد (حسین) کی طرف حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے بطور صلہ و جائزہ کچھ مال بھیجا! میرے والد نے آپؑ کی خدمت میں لکھا کہ جو مال آپؑ نے مجھے عنایت فرمایا ہے آیا اس رقم پر خمس ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ جو مال خود صاحب خمس کسی کو عطا کرے اس پر خمس نہیں ہے۔ (ایضاً)

باب ۱۲

خمس واجب نہیں ہوتا مگر اخراجات کے بعد اور اس شخص کا حکم جس سے ظالم حاکم خمس وصول کرے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو خط لکھا کہ آیا میں اخراجات سے پہلے خمس ادا کروں یا ان کے بعد؟ امام علیہ السلام نے لکھا کہ اخراجات کے بعد۔ (الاصول)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن محمد ہمدانی" سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی توقیعات (دستخطی مسائل) میں موجود ہے کہ خمس اخراجات کی ادائیگی کے بعد ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ نیز حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے پوچھا گیا کہ ایک (مؤمن) شخص سے یہ (جابر حکام) زکوٰۃ کا مال وصول کرتے ہیں یا اس کے مال غنیمت یا اس کی معدنیات کا خمس وصول کر لیتے ہیں آیا وہ مال اس کی زکوٰۃ یا خمس سے شمار ہوگا؟ فرمایا: ہاں! (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں جو ان دونوں حکموں پر دلالت کرتی ہیں۔

تقسیم خمس کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل تین باب ہیں)

باب ۱

خمس کو چھ حصوں پر تقسیم کیا جائے گا جن میں سے تین حصے تو امامؑ کے ہیں اور تین حصے ان سادات کرام کے ہیں جن کا سلسلۂ نسب باپ کی طرف سے نہ کہ ماں کی طرف سے جناب عبدالمطلبؑ تک پہنچتا ہے خواہ مرد ہوں اور خواہ عورتیں اور خمس کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زکریا بن مالک جعفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت مبارکہ ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ﴾ کا مطلب پوچھا گیا؟ فرمایا: خدا کا خمس تو رسولؐ کے لیے ہے وہ جہاں چاہیں اسے صرف فرمائیں! اور جو رسولؐ کا خمس ہے وہ ان کے اقارب (امامؑ) کا ہے! اور صاحبانِ قرابت کا خمس صرف آنحضرتؐ کے اقرباء کا ہے اور یتیموں سے اہل بیت رسالتؐ کے یتیم مراد ہیں! اور جہاں تک مساکین اور مسافروں کا تعلق ہے تو آپؑ جانتے ہیں کہ ہم صدقہ (زکوٰۃ) نہیں کھاتے اور نہ ہی وہ ہمارے لیے حلال ہے تو ان کا خمس ہمارے مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے (اس طرح یہ چاروں حصے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں کے ہیں)۔ (التہذیب، الفقیہ، المقنع، الخصال)

۲۔ عبداللہ بن بکیر بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس ارشاد خداوندی ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ﴾ کے بارے میں فرمایا: خدا کا خمس امامؑ کے لیے ہے، رسول کا خمس بھی امامؑ کے لیے ہے اور ذوی القربیٰ یعنی رسولؐ کے قرابت داروں کا خمس بھی امامؑ کے لیے ہے (جسے سہم امامؑ کہا جاتا ہے) اور یتیموں سے مراد آل رسولؐ کے یتیم ہیں، مسکینوں سے بھی خاندان نبوت کے مسکین مراد ہیں اور مسافروں سے مراد بھی انہی کے مسافر ہیں۔ پس اس طرح خمس اس خانوادہ سے نکل کر باہر کہیں نہیں جائے

گا۔ (التہذیب)

۳۔ ربعی بن عبداللہ بن الجارود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مال غنیمت تقسیم کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان کے پاس مال غنیمت آتا تھا تو اس میں جو چیز انہیں پسند ہوتی تھی وہ تو خود لے لیتے تھے کیونکہ یہ چیز (بنص قرآن) انہی کے لئے مخصوص تھی۔ بعد ازاں باقی ماندہ کے پانچ حصے کرتے تھے۔ اس میں سے اپنا پانچواں حصہ لے لیتے۔ اس کے باقی چار حصے ان لوگوں میں تقسیم کرتے تھے جنہوں نے جہاد میں حصہ لیا ہوتا تھا۔ پھر آپؐ جو پانچواں حصہ لیتے تھے اس کو آگے پانچ حصوں پر تقسیم کرتے تھے۔ اللہ کا حصہ تو خود لے لیتے۔ پھر باقی چار حصوں کو ذوی القربیٰ، یتامیٰ، مساکین اور مسافرین میں اس طرح تقسیم کرتے تھے کہ ہر ایک کو (اس کا) حق دے دیتے تھے۔ اور (نبیؐ کے بعد) امامؑ اسی طرح خمس وصول کرتا (اور تقسیم کرتا) ہے جس طرح کہ رسولؐ وصول کرتے (اور تقسیم کرتے) تھے۔ (التہذیب والاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیم بن قیس (ہلالی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ارشاد خداوندی ﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ ﴾ (کہ خداوند عالم نے بستیوں والوں (یہود) سے جو کچھ مال فئے اپنے رسول کو دیا ہے وہ خدا و رسول اور قرابت داروں، یتیموں اور مسکینوں کے لیے ہے) آیت میں وارد شدہ الفاظ ذی القربیٰ، یتامیٰ اور مساکین سے ہمارے یتیم و مسکین مراد ہیں۔ خدا نے صدقہ (زکوٰۃ) میں ہمارا کوئی حصہ مقرر نہیں کیا کیونکہ خدا نے اپنے نبی کو اور ہم کو اس سے اجل و ارفع رکھا ہے کہ ہمیں لوگوں کے مال کی میل کچیل کھلائے۔ (الاصول، التہذیب)

۵۔ محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد ایزدی ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَىْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِى الْقُرْبٰى ﴾ کے بارے میں فرمایا: اس سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار مراد ہیں اور جو خمس خدا کا ہے وہ رسول کا اور ہمارا ہے۔ (الاصول)

۶۔ سلیم بن قیس ہلالیؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام نے ایک طویل خطبہ دیا جس میں فرمایا: بخدا! ذی القربیٰ سے خدا نے ہمیں مراد لیا ہے جن کا اپنے اور اپنے رسول کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے! چنانچہ فرماتا ہے: ﴿فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ﴾ فرمایا: یہ ہمارے حق میں اتری ہے۔۔۔۔۔ اور صدقہ (زکوٰۃ سے ہمارے لیے کوئی حصہ مقرر نہیں کیا گیا۔ خدا نے اپنے رسولؐ کو اور ہم اہل بیت علیہم السلام کو اس سے مکرم و معظم رکھا کہ ہمیں لوگوں کے مال کا میل کچیل کھلائے لیکن لوگوں نے خدا و رسولؐ کی

تکذیب کی اور اس کتاب خدا کی تکذیب کی جو ہمارے حق کے ساتھ بولتی ہے اور ہمیں اس حق (خمس) سے محروم کر دیا جو خدا نے ہمارے لیے فرض کیا تھا۔ الحدیث۔ (الروضۃ من الکافی)

۷۔ حماد بن عیسیٰ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خمس پانچ چیزوں میں واجب ہے: (۱) غنیمت۔ (۲) غوطہ زنی۔ (۳) دفینہ۔ (۴) معدن۔ (۵) نمکیات۔ ان اقسام پنجگانہ اشیاء میں سے خمس لیا جائے گا۔ اور جن کے لیے خدا نے مقرر کیا ہے انہیں دیا جائے گا۔ اور مال غنیمت میں سے خمس نکال کر باقی چار حصے جہاد کرنے والوں اور ان کی نگرانی کرنے والوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔ پھر اصحاب خمس میں خمس چھ (۶) حصوں پر تقسیم کیا جائے گا: (۱) ایک حصہ خدا کا۔ (۲) ایک حصہ رسول کا۔ (۳) ایک حصہ ذی القربیٰ کا۔ (۴) ایک حصہ یتیموں کا۔ (۵) ایک حصہ مسکینوں کا۔ (۶) اور ایک حصہ مسافروں کا۔ پس خدا و رسول کا حصہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بطور وراثت اولی الامر کے لیے ہے پس (چھ میں سے) تین حصے تو اولی الامر کے ہیں دو (۲) حصے بطور وراثت اور ایک حصہ خود ان کا۔ اس طرح مکمل خمس کا نصف تو اسے مل جائے گا اور خمس کے باقی تین حصے خاندانِ رسالتؐ کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہیں۔ کتاب وسنت کے مطابق ان میں تقسیم کئے جائیں گے (یا فرمایا کہ بقدر ضرورت و وسعت ان میں تقسیم کیے جائیں گے)۔ اور خدا نے یہ خمس صرف خاندانِ رسولؐ کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے مختص کیا ہے۔ اور عام لوگوں کے یتیموں و۔ و۔ کے لیے مقرر نہیں کیا۔ کیونکہ یہ صدقات و زکوات کا بدل ہے (جو عام لوگوں کے یتیموں۔۔۔۔۔۔ کے لیے ہیں) تاکہ بوجہ قرابت رسولؐ اس خانوادہ کو معزز رکھا جائے اور ان کو لوگوں کے میل کچیل سے مکرّم رکھا جائے۔ اس لیے خدا نے اپنی طرف سے ان کے لیے اس قدر مال (خمس) مختص قرار دے دیا تاکہ ان کو ذلت ورسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ہاں البتہ اس خانوادہ میں سے بعض افراد کا صدقہ و زکوٰۃ دوسرے بعض کے لیے جائز ہے اور یہ لوگ جن کے لیے خداوند عالم نے خمس مقرر کیا ہے۔ یہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ قرابت دار ہیں جن کا تذکرہ خدا نے اس آیت میں کیا ہے: ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ اور یہ حضرات اولادِ عبدالمطلبؑ میں مرد ہوں یا عورتیں۔ ان میں عام عربوں یا قریش کے مختلف قبیلوں کا کوئی گھرانہ شامل نہیں ہے۔ اور اس ضمن میں اس خانوادہ کے غلام بھی شامل نہیں ہیں۔ حالانکہ زکوٰۃ عام لوگوں کے غلاموں کے لیے حلال ہوتی ہے لہٰذا وہ (غلام) اور عام لوگ اس سلسلہ (عدم استحقاق) میں برابر ہیں۔ اور جس شخص کی ماں تو بنی ہاشم میں سے ہو مگر باپ عام قریش میں سے ہو! تو صدقات (زکوات) اس کے لیے حلال ہیں اور اسے خمس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ﴾ (ان کو اپنے باپوں کے نام سے بلاؤ)

اور خمس والے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ عام لوگوں کے فقرا و مسکین کی روزی تو لوگوں کے مالوں میں مقرر کی گئی ہے جس کی آٹھ قسمیں ہیں جس کے بعد کوئی شخص بھی محروم نہیں رہ گیا۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں کے نصف خمس (تین حصے) مقرر کیے گئے ہیں۔ اس طرح خدا نے ان کو لوگوں کے صدقات، نبیؐ کے صدقات اور اولوالامر کے صدقات سے بے نیاز کر دیا ہے! پس اس (خدائی تقسیم کے بعد) نہ کوئی عام لوگوں میں سے فقیر رہ جاتا ہے اور نہ خاندانِ رسالتؑ میں سے کوئی ایسا فقیر بچ جاتا ہے جو مالدار نہ ہو گیا ہو۔ لہٰذا اب فقیر کوئی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبیؐ و امامؑ کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہوتی۔ ہاں البتہ ان پر اور بعض وجوہ سے کچھ واجبات ہیں۔ جس طرح ان کے لیے بعض وجوہ سے کچھ حقوق ہیں۔ (الاصول، التہذیب، الاستبصار)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ریان بن صلت سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اور جہاں تک آٹھویں کا تعلق ہے یہ ارشاد خداوندی ہے: ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی﴾ پس خدا نے ذی القربیٰ کے حصہ کو اپنے اور رسولؐ کے حصے سے ملا کر بیان کیا ہے۔ پس پہلے اپنا ذکر کیا۔ پھر رسول کا اور اس کے بعد ذی القربیٰ کا۔ پس فئی اور غنیمت وغیرہ میں سے جو چیز خدا نے اپنی ذات کے لیے منتخب کی ہے وہی چیز ان کے لیے منتخب کی ہے اور جہاں تک ﴿وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ﴾ کا تعلق ہے تو جب یتیم کی یتیمی ختم ہو جائے تو اس کو مال غنیمت میں سے کچھ حصہ نہیں ملتا۔ اسی طرح جب مسکین کی مسکینی ختم ہو جائے تو اسے مال غنیمت میں سے کچھ نہیں ملتا۔ اور نہ ہی اس کے لیے اس کا لینا جائز ہے۔ بخلاف ذی القربیٰ کے حصہ کے کہ جو قیامت تک برقرار رہے گا۔ جن میں مالدار اور غریب و نادار سب شامل ہیں کیونکہ خدا و رسولؐ سے بڑھ کر کوئی مالدار ہے مگر اس کے باوجود جب خدا نے اپنا اور اپنے رسول کا حصہ مقرر کیا ہے تو جو چیز خدا نے اپنے اور اپنے رسولؐ کے لیے منتخب کی ہے وہی ذی القربیٰ کے لیے مقرر کی ہے۔ اسی طرح فئی کا معاملہ ہے کہ اس کی جو مقدار خدا نے اپنی ذات اور اپنے رسولؐ کے لیے جس طرح مقرر کی ہے اسی طرح ذی القربیٰ کے لیے بھی مقرر کی ہے۔ پس جب صدقہ کا ذکر آیا تو اس نے اپنی ذات اور اپنے رسولؐ اور ان کی اہل بیت علیہم السلام کو اس سے منزہ قرار دے دیا۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰکِیْنِ..... الآیۃ﴾ پس جب اپنی ذات اور اپنے رسولؐ اور ان کے اہل بیتؑ کو صدقہ سے منزہ قرار دے دیا بلکہ ان پر صدقہ حرام قرار دے دیا۔ پس صدقہ (سرکار) محمد و آل محمد علیہم السلام پر حرام ہے۔ کیونکہ وہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل کچیل ہے اس لیے ان پر حرام ہے کیونکہ وہ ہر پست چیز اور میل کچیل سے پاک و پاکیزہ ہیں۔ (الامالی، عیون الاخبار)

۹۔ جناب سید مرتضیٰؒ اپنے رسالہ "محکم و متشابہ" میں تفسیر نعمانی سے اور وہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خمس چار چیزوں پر لاگو ہوتا ہے: (۱) وہ مال غنیمت جو مسلمانوں کو مشرکوں سے بذریعہ جہاد حاصل ہو۔ (۲) معدنیات۔ (۳) دفینے اور خزانے۔ (۴) غوطہ زنی اور یہ خمس چھ (۶) حصوں پر تقسیم کیا جاتا ہے: جس میں سے امامؑ تین حصے یعنی خدا والا حصہ، رسولؐ والا حصہ اور ذی القربیٰ والا حصہ وصول کرتا ہے اور باقی تین حصے آل محمدؑ کے یتیموں، ان کے مسکینوں اور ان کے مسافروں میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ (المحکم والمتشابہ)

۱۰۔ جناب محمد بن مسعود عیاشیؒ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی﴾ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار مراد ہیں! پھر پوچھا: آیا یتیم، مسکین اور مسافر بھی انہی کے مراد ہیں؟ فرمایا: ہاں! (تفسیر عیاشی)

۱۱۔ عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ مال غنیمت کے بارے میں فرما رہے تھے کہ اس میں سے خمس نکالا جائے گا اور باقی ماندہ (چار حصے) جہاد کرنے اور ان کی نگرانی کرنے والوں میں تقسیم کیا جائے گا ہاں البتہ فیٔ اور انفال خالص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہیں۔ (ایضاً)

۱۲۔ ابو جعفر احول بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے پوچھا کہ قریش خمس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ان کا حق ہے! فرمایا: خدا کی قسم! ان لوگوں نے ہم سے انصاف نہیں کیا۔ اگر مباہلہ کی ضرورت ہو تو وہ ہمارے ذریعہ سے کریں۔ جہاد لڑنا ہو تو ہمارے ذریعہ سے لڑیں پھر (خمس لیتے وقت) وہ اور علیؑ برابر ہو جائیں؟ (ایضاً)

۱۳۔ ابو جمیلہ بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خمس میں خداوند عالم نے آل محمد علیہم السلام کا بھی حق مقرر کیا تھا مگر ابوبکر نے ان کا حصہ دینے سے انکار کر دیا۔ (ایضاً)

۱۴۔ اسحاق ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے برگزیدگان کے حصہ کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار حصے مجاہدین اور جنگ کے منتظمین میں تقسیم کرتے تھے اور پانچواں حصہ (خمس) کو (چھ حصوں میں) تقسیم کرتے تھے جن میں سے ایک حصہ خدا کا تھا اور ایک حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ (اب) ہمارا حق ہے اور لوگ کہتے ہیں کہ نہیں۔ تمہارا نہیں ہے! اور ایک حصہ ذی القربیٰ کا تھا اور وہ ہمارے لیے ہے۔ اور تین حصے یتیموں،

مسکینوں اور مسافروں کے ہیں امامؑ ان میں تقسیم کریں گے۔ اور ہر گروہ کو اس کا حق دیں گے اور پھر دیکھیں گے اگر ان کی ضروریات سے کچھ بچ گیا تو وہ ذی القربیٰ کو دے دیں گے یعنی ہمیں دیں گے اور اگر ختم ہو گیا تو اپنے حصہ سے پورا کریں گے۔ (ایضاً)

۱۵۔ منہال بن عمرو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (خمس) ہمارے یتیموں، ہمارے مسکینوں اور ہمارے مسافروں کے لیے ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲ و ۳ یہاں اور باب ۱ و ۲ از انفال میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

خمس کے مستحقوں میں سے ہر گروہ کے تمام افراد تک پہنچانا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس ارشاد کے بارے میں پوچھا گیا: ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِي الْقُرْبٰى..... الآية﴾ عرض کیا گیا: جو خدا کا حصہ ہے وہ کس کے لیے ہے؟ فرمایا: وہ رسولؐ کے لیے ہے! اور جو رسولؐ کے لیے ہے وہ امام کے لیے ہے! پھر عرض کیا گیا کہ اگر مستحقین کا ایک گروہ زیادہ ہو اور دوسرا کم تو پھر کیا کیا جائے گا؟ فرمایا: یہ امامؑ کی صوابدید پر منحصر ہے! تم خیال نہیں کرتے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے؟ کیا وہ اپنی صوابدید کے مطابق نہیں خرچ کرتے تھے؟ اسی طرح امامؑ (بھی اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کریں گے)۔ (الاصول، قرب الاسناد)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ابراہیم بن ابوالبلاد نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا آپؑ پر زکوٰۃ واجب ہے؟ فرمایا: نہیں! لیکن ہم ویسے عطا کر دیتے ہیں اور بعض کو بعض پر فضیلت دیتے ہیں۔ (التہذیب)

۳۔ ابو خالد کابلی بیان کرتے ہیں کہ امام (محمد باقر علیہ السلام) نے فرمایا: اگر تم اس منصب امامت کے حامل کو دیکھو کہ وہ بیت المال کا سب مال ایک ہی شخص کو دے دے تو تمہارے دل میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ پیدا نہیں ہونا چاہیئے! کیونکہ امامؑ جو کچھ کرتے ہیں وہ حکم خدا کے مطابق کرتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳

مستحقین خمس کو اس قدر دینا واجب ہے کہ ان کے ایک سال کا گزر بسر ہو جائے اور اگر ان کا حصہ (سہم سادات) کم ہو تو امامؑ اپنے حصہ (سہم امامؑ) سے اسے پورا کریں گے اور اگر سادات کے سہم سے کچھ بچ گیا تو وہ امامؑ لے لیں گے اور یتیم، مسکین اور مسافر میں وہاں مستحق ہونا شرط ہے جہاں وہ خمس وصول کر رہے ہوں۔ ان کا اپنے شہر میں مستحق ہونا شرط نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ پورے خمس کا نصف تو امامؑ کے لیے ہے اور باقی نصف ان کے خاندان میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ ایک حصہ ان کے یتیموں کے لیے، ایک حصہ ان کے مسکینوں کے لیے اور ایک حصہ ان کے مسافروں کے لیے۔ کتاب و سنت کے مطابق ان میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ جس سے ان کا سال بھر کا گزر بسر ہو سکے پس اگر ان کے حصہ سے کچھ بچ گیا تو وہ والی (امامؑ) کا حق ہے اور اگر ان کا حصہ ان کی ضروریات سے کم ہوا تو والی پر لازم ہوگا کہ اپنے حصہ سے اس قدر ان پر خرچ کرے کہ جس سے ان کی ضروریات پوری ہو جائیں۔ یہ ان پر اس لیے لازم ہے کہ اپنے حصہ سے ان کی ضروریات پوری کریں کیونکہ اگر ان لوگوں کے حصہ سے کچھ بچ جائے تو وہ وصول بھی امامؑ ہی کرتے ہیں۔ (**من له الغنم فلہ الغرم**)۔ (الاصول، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً (امام معصوم علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پورے خمس کا نصف تو امام علیہ السلام کے لیے ہے اور باقی نصف آل محمد علیہم السلام کے ان یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے جن کے لیے صدقہ اور زکوٰۃ حلال نہیں ہے اور خدا نے اس کے عوض ان کے لیے خمس مقرر کیا ہے۔ پس وہ (امامؑ) ان کو بقدر ضرورت دیں گے لہٰذا اگر ان کی ضروریات سے کچھ بچ گیا تو وہ امامؑ کا مال ہوگا۔ اور اگر کم ہو گیا تو امامؑ اپنے حصہ سے اسے پورا کریں گے جس طرح بچت ان کے لیے ہے تو کمی کا نقصان و تاوان بھی انہی پر ہے۔ (التہذیب)

انفال اور جو کچھ امام علیہ السلام کے ساتھ مختص ہے اس کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چار باب ہیں)

باب ۱

انفال کیا ہے؟ ہر وہ چیز جسے مال غنیمت میں سے امام منتخب کرے، ہر وہ زمین جو بغیر جنگ و جدال کے قبضہ میں آ جائے، ہر غیر آباد زمین، پہاڑوں کی چوٹیاں، ندی نالوں کے پیٹ، گنجان درخت، بادشاہوں کی پسندیدہ اور منتخب چیزیں اور ان کی مخصوص جائیدادیں بشرطیکہ غصبی نہ ہوں، جس کا کوئی وارث نہ ہو اس کی میراث اور وہ مال غنیمت جو حکم امام کے بغیر جنگ لڑنے والوں کو حاصل ہو۔

(اس باب میں کل تینتیس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو چھوڑ کر باقی پچیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: انفال کیا ہے؟ ہر وہ زمین جس کے حاصل کرنے کے لیے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے گئے، یا کسی قوم نے مصالحت کرتے ہوئے دی یا کسی قوم نے خود اپنے ہاتھوں سے پیش کر دی! ہر بنجر اور غیر آباد زمین، ندی نالوں کے پیٹ، یہ سب کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مال ہے۔ اور ان کے بعد امام علیہ السلام کا مال ہے۔ وہ جہاں چاہیں اسے صرف فرمائیں۔ (الاصول من الکافی)

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں فرمایا: امام علیہ السلام کو حق پہنچتا ہے کہ وہ مال غنیمت سے اس کی تقسیم سے پہلے بطور انفال کوئی چیز منتخب فرمالیں۔ (پھر فرمایا) پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک قوم سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اور پھر جنگ کئے بغیر کچھ مال مل گیا تو اس مال فئے سے مجاہدوں کو کچھ نہیں دیا (کیونکہ ان لوگوں نے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ) اور یہ امام علیہ السلام کا حق ہے کہ اس مال کو کن لوگوں میں تقسیم کر دیں یہ ان کی صوابدید پر ہے۔ (ایضاً)

۳۔ معاویہ بن وھب بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ امام علیہ

السلام نے ایک سرّیہ[1] بھیجا اور ان کو (جنگ کے بعد) بہت سا مال غنیمت ملا۔ وہ کس طرح تقسیم کیا جائے گا؟ فرمایا: اگر تو انہوں نے کسی ایسے امیر کی ماتحتی میں جنگ لڑی جسے امام علیہ السلام نے مقرر کیا تھا تو اس غنیمت میں سے خمس نکال کر باقی چار حصے مجاہدوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے اور اگر انہوں نے مشرکوں سے جنگ نہیں لڑی (اور اس کے بغیر کچھ مال غنیمت دستیاب ہو گیا) تو وہ مال فئی امامؑ کا ہے وہ جہاں چاہیں اسے صرف فرمائیں۔

(الفروع)

۴۔ حماد بن عیسیٰ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: امامؑ کو حق حاصل ہے کہ تقسیم سے اور خمس نکالنے سے پہلے مال غنیمت میں سے جس چیز کو چاہے منتخب کرلے جیسے اچھی کنیز، عمدہ گھوڑا یا کوئی پسندیدہ کپڑا یا دیگر کوئی مال و متاع جو ان کو پسند آ جائے۔ اور امامؑ کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ اس مال (غنیمت) سے اپنے مالی مشکلات کا حل تلاش کرے جیسے مؤلفۃ القلوب کو مال دینا وغیرہ اور اگر اس کے بعد کچھ بچ رہے تو پھر اس کا خمس نکال کر اسے اس کے مستحقوں میں تقسیم کرکے باقیماندہ مال یعنی چار حصے مجاہدوں میں تقسیم کرے گا اور اگر مالی اور جنگی ضروریات پورا کرنے کے بعد کچھ نہ بچے تو پھر جنگجوؤں کو کچھ نہیں ملے گا۔ اور امامؑ کے لیے خمس کے علاوہ انفال بھی ہے اور یہ انفال کیا ہے؟ ہر وہ غیر آباد زمین جس کے مالک ہلاک و برباد ہو جائیں! یا وہ زمین جس کے حاصل کرنے کے لیے گھوڑے اور اونٹ نہ دوڑائے گئے ہوں بلکہ بغیر جنگ لڑے صلح ہو گئی ہو اور ان لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے وہ زمین مسلمانوں کے حوالے کر دی ہو۔ نیز پہاڑوں کی چوٹیاں اور ندی نالوں کے پیٹ اور گنجان درخت اور ہر وہ مردہ زمین جس کا کوئی مالک نہ ہو، یہ سب امامؑ کا مال ہے اور بادشاہوں کی وہ منتخب چیزیں جو ان کے قبضہ میں تھیں بشرطیکہ غصبی نہ ہوں کیونکہ ہر غصبی چیز اس کے مالک کو لوٹائی جائے گی۔ وہ بھی امامؑ کی ہیں۔ نیز جس مرنے والے کا کوئی وارث نہ ہو اس کا امامؑ وارث ہوگا۔ اور وہ اس مال سے اس شخص کی کفالت کرے گا جس کا کوئی ذریعۂ معاش نہ ہوگا۔ فرمایا: مال کی کوئی ایسی قسم نہیں ہے جس کے تقسیم کا طریقہ کار خدا نے مقرر نہ کر دیا ہو۔ اس نے ہر حقدار کو اس کا حق دیا ہے۔ بہرنوع انفال والی کے پاس ہوں گے اور ہر وہ زمین جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں فتح ہوئی ہے وہ ابدالآباد تک ایسے ہی رہے گی (اور اس کی آمدنی امت مسلمہ کے مجموعی مفادات پر صرف کی جائے گی) یا جو زمین اہل جور یا اہل عدل کی دعا و پکار پر فتح ہوئی ہے اور جنگ نہیں لڑی گئی اس کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ حضرت رسول خدا

---

[1] "غزوہ" اور "سرّیہ" میں یہ فرق ہے کہ جس جنگ میں نبیؐ یا امامؑ بنفس نفیس شامل ہوں اسے غزوہ کہا جاتا ہے اور جس میں نبیؐ و امامؑ شامل نہ ہوں مگر کسی شخص کو امیر لشکر مقرر کرکے جنگ کے لیے بھیجیں تو اسے "سرّیہ" کہتے ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری تمام اولین اور آخرین میں ایک جیسی ہے جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ان کے خون برابر ہیں اور پھر ان کی ذمہ داری (کی ادائیگی) کے لیے وہ کوشش کرتا ہے جو ان کے زیادہ قریب ہوتا ہے یعنی امام علیہ السلام۔ (الاصول، التہذیب)

۵۔ علی بن اسباط حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب خداوند عالم نے اپنے نبیؐ کے لیے "فدک اور اس کے اردگرد" کے علاقے فتح کیے تو ان پر نہ گھوڑے دوڑائے گئے اور نہ اونٹ۔ اس وقت خدا نے اپنے پیغمبرؐ پر یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ﴾ (اے رسول قرابت داروں کو ان کا حق دے دو)۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیل کی طرف اور جبرئیل نے رب جلیل کی طرف رجوع کیا کہ وہ قرابت دار کون ہیں۔ (اور وہ حق کیا ہے؟) خدا نے فرمایا: فاطمہؑ کو فدک دے دو۔ (مہدی لعباسی کے سوال پر کہ اس کی حد کیا ہے؟) امامؑ نے فرمایا: اس کی ایک حد جبل احد اور دوسری عریش مصر۔ تیسری سیف البحر اور چوتھی دومۃ الجندل ہے۔ کہا گیا کہ یہ سب اس میں شامل ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ان پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے گئے تھے۔ (مطلب یہ ہے کہ تمام اسلامی حکومت پر حکمرانی کا حق امامؑ برحق کو حاصل ہے)۔ (ایضاً)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرقد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (کافر) بادشاہوں کی تمام مخصوص جاگیریں صرف امامؑ کے لیے ہیں۔ ان میں اور لوگوں کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۷۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان سے انفال کے بارے میں سوال کیا گیا تھا، فرما رہے تھے کہ ہر وہ بستی جس کے رہنے والے ہلاک ہو جائیں یا جلاوطن کر دیئے جائیں تو وہ "خدا کا نفل ہے" اس کا نصف حصہ لوگوں میں تقسیم کیا جائے گا اور نصف حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور جو رسول کا حصہ ہے وہ (ان کے بعد) امامؑ کا مال ہے۔ (ایضاً)

۸۔ سماعہ بن مہران بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے انفال کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ہر خراب و برباد زمین یا وہ چیز جو کسی مملوک کے پاس ہو۔ وہ صرف امام علیہ السلام کے لیے ہے۔ اس میں عام لوگوں کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ فرمایا: منجملہ انفال کے ایک بحرین بھی ہے۔ جس کے حصول کے لیے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے گئے تھے۔ (ایضاً)

۹۔ زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے اس سے وہی کہا جو کچھ خدا فرماتا

ہے کہ ﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ اور اس سے مراد ہر وہ زمین ہے جس کے ساکن اسے چھوڑ کر چلے جائیں بغیر اس کے کہ (اس کے حاصل کرنے پر) اونٹ اور گھوڑے دوڑائے گئے ہوں۔ وہ خدا اور رسول کا نفل ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ انفال وہ زمین ہے جس (کے حصول) پر خون نہ بہایا گیا ہو (جنگ نہ لڑی گئی ہو) یا کسی (کافر) قوم سے مصالحت کی گئی ہو اور انہوں نے اپنے ہاتھوں سے مسلمانوں کے حوالے کی ہو۔ یا وہ زمین جو مردہ اور غیر آباد ہو۔ یا ندی نالوں کا پیٹ (نشیبی حصہ) ہو یہ سب ''فئے'' اور ''انفال'' ہے جو صرف خدا اور رسول کے لیے ہے اور جو خدا کا حصہ ہے وہ رسولؐ کے لیے ہے وہ جہاں چاہے اسے صرف فرمائیں گے۔ (ایضاً)

۱۱۔ محمد بن علی حلبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے انفال کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا: وہ زمینیں جن کے مالک ہلاک ہو جائیں اور اس کے علاوہ بھی انفال ہے! اور وہ ہمارے لیے ہے۔ فرمایا: سورۂ انفال میں (مخالفوں کی) ناک کاٹ دی گئی ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ﴾ (بستیوں والے (یہودیوں) سے خدا نے اپنے رسول کو جو مال فئے عطا کیا ہے۔ تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے ہیں اور نہ اونٹ۔ ہاں البتہ خدا جس پر چاہتا ہے اپنے رسولوں کو مسلط کر دیتا ہے)۔ فرمایا: ''فئی وہ مال ہے جس کے حاصل کرنے میں خون نہ بہایا گیا ہو یعنی کسی کو قتل نہ کیا گیا ہو۔ اور انفال بھی بمنزلہ فئے کے ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ''فئے'' اور ''انفال'' وہ زمین ہے جس (کے حاصل کرنے) پر خون نہ بہایا گیا ہو (بلکہ) کسی (غیر مسلم) قوم سے مصالحت کی گئی ہو اور اس کی وجہ سے انہوں نے اپنے ہاتھوں سے دی ہو۔ یا وہ زمین ہے جو غیر آباد ہو یا ندی نالوں کے پیٹ (نشیبی مقامات) یہ سب ''فئی'' میں داخل ہیں۔ یہ خدا اور رسولؐ کا مال ہیں اور جو خدا کا مال ہے وہ رسول کا مال ہے وہ جہاں چاہیں اسے صرف کر سکتے ہیں اور رسولؐ کے بعد وہ مال امامؑ کا ہے۔ فرمایا: خدا کا یہ فرمان ﴿وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ﴾ اسی طرف ناظر ہے اور یہ ارشاد ایزدی کہ ﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى﴾ گویا بمنزلہ ایک خاص مال غنیمت کے ہے میرے والد ماجدؒ یہی فرمایا کرتے تھے اور اس مخصوص مال غنیمت میں سے ہمارے صرف دو حصے ہیں: (۱) رسول کا حصہ۔ (۲) قرابت داروں کا حصہ۔ پھر باقیماندہ مال میں ہم دوسرے لوگوں کے ساتھ شریک ہیں۔ (ایضاً)

۱۳۔ حکم بن علباء اسدی ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ مجھے "بحرین" کا حاکم بنایا گیا۔ وہاں مجھے بہت سا مال ملا اور اس سے بہت سا ساز و سامان خریدا اور بہت سے غلام اور کنیزیں خریدیں جن سے میری اولاد بھی ہوئی اور اس مال سے (ذاتی ضروریات پر) خرچ بھی کیا۔ اور یہ اس مال کا خمس ہے اور یہ ام الولد کنیزیں اور بیویاں ہیں جن کو میں آپؑ کی خدمت میں لایا ہوں! فرمایا: یہ سب مال ہمارا ہے (کیونکہ بحرین مال فئے ہے) مگر جو کچھ تو لایا ہے میں اسے قبول کرتا ہوں۔ اور اپنی اور اپنے والد کی جانب سے تجھے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (التہذیب، المقنعہ، الاستبصار)

۱۴۔ ابان بن تغلب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو مر جائے اور کوئی وارث یا غلام نہ چھوڑ جائے۔ فرمایا: یہ اس آیتِ مبارکہ کے مصداقوں میں سے ایک ہے: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ﴾ (یعنی وہ انفال میں سے ہے جس کا مالک رسولؐ اور اس کے بعد امام ہوتا ہے)۔ (التہذیب، الاصول، الفقیہ)

۱۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس برگزیدہ مال کے بارے میں سوال کیا (جسے منتخب کرنے کا نبیؐ و امامؑ کو اختیار ہوتا ہے) فرمایا: (مال غنیمت سے) تقسیم سے پہلے امامؑ کو حق حاصل ہے کہ خوبصورت کنیز، عمدہ گھوڑا، شمشیر برندہ اور اعلیٰ زرہ منتخب کرے۔ یہ ہے برگزیدہ مال۔ (التہذیب، السرائر)

۱۶۔ عباس وراق ایک شخص سے جس کا انہوں نے نام لیا۔ اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی قوم امامؑ سے اذن حاصل کئے بغیر جہاد لڑے اور اسے مال غنیمت حاصل ہو تو وہ سب مال امام کا ہوتا ہے۔ اور اگر حکم امامؑ سے جہاد کریں۔ تو پھر امامؑ کا حق صرف خمس ہے (باقی چار حصے مجاہدین کے ہیں)۔ (التہذیب)

۱۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پاؤں سے زمین کھود کر پانچ نہریں جاری کی ہیں: (۱) لسان الماء جس کے پیچھے نہر فرات ہے۔ (۲) دجلہ۔ (۳) نیل مصر۔ (۴) مہران اور (۵) نہر بلخ۔۔۔ پس جن کھیتوں کو یہ نہریں (براہِ راست) سیراب کرتی ہیں یا جو (بالواسطہ) ان سے سیراب ہوتے ہیں وہ سب مال امامؑ ہے۔ اور وہ سمندر بھی جو پوری دنیا کو گھیرے ہوئے ہے (مال امامؑ ہے)۔ (الفقیہ، الاصول، الخصال)

۱۸۔ جناب سید مرتضیٰ (علم الہدیٰ) اپنے رسالہ محکم و متشابہ میں تفسیر نعمانی سے اور وہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے خمس کا تذکرہ کرنے اور اس بات کا کہ اس کا نصف سہم امامؑ ہوتا ہے۔ فرمایا: اور

جو شخص (امام) مسلمانوں کے معاملات کا متولی ہوگا علاوہ بریں انفال بھی اس کا حق ہے۔ جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھا۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ ان لوگوں نے انفال کے متعلق اس لیے سوال کیا تھا کہ وہ اسے حاصل کر سکیں مگر خدا نے ان کو وہ جواب دیا جو پہلے مذکور ہے (کہ یہ خدا و رسولؐ کا مال ہے)۔ اور اس کی دلیل کہ (ان کا ارادہ یہ تھا) یہ ارشاد خداوندی ہے کہ ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ یعنی خدا کی اطاعت کو لازم پکڑو۔ یعنی جس چیز کے تم مستحق نہیں ہو اس کا مطالبہ نہ کرو۔ پس جو خدا و رسولؐ کا حق ہے وہ امامؑ کا حق ہے۔ اور ان کا مال فئی میں بھی ایک حق ہے کیونکہ فئی کو دو حصوں پر تقسیم کیا جاتا ہے چنانچہ اس کا ایک حصہ تو صرف امامؑ سے مختص ہے اور یہ وہ حصہ ہے جس کا تذکرہ خدا نے سورۂ حشر میں کیا ہے: ﴿وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ﴾ (اس سے مراد وہ شہر ہیں جن کے حصول میں اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑائے گئے اور دوسری قسم (جس میں امامؑ کا حصہ ہے) وہ وہ ہے جو پہلے ان سے غصب کی گئی اور پھر (بزور شمشیر) ان کی طرف لوٹی۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً﴾ پس پوری زمین حضرت آدم علیہ السلام کی تھی! پھر (ان کی اولاد میں سے) خدا کے مصطفیٰ اور برگزیدہ اور معصوم بندوں کے لیے تھی جو زمین میں خدا کے خلیفے ہوتے ہیں مگر جب ظالموں نے ان ہستیوں سے وہ زمین غصب کر لی جو خدا اور رسولؐ نے انہیں دی تھی۔ اور پھر وہ زمین غصبی طور پر کافروں کے قبضہ میں چلی گئی۔ یہاں تک کہ جب خداوند عالم نے اپنے (عظیم الشان) نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث برسالت فرمایا۔ تو وہ زمین ان کی اور ان کے اوصیاء کی طرف لوٹ آئی جو ان سے غصب کی گئی تھی۔ انہوں نے وہ بزور شمشیر ان سے واپس لے لی۔ یہ اس معنی میں "فیئ" ہے کہ خدا نے ان کی طرف لوٹا دی (کیونکہ فیئ کے معنی لوٹنے کے ہیں) (لہٰذا اس جنگ و جدال کے نتیجہ میں جو مال غنیمت حاصل ہوگا اس میں امامؑ کا بھی حق ہے جسے خمس کہا جاتا ہے)۔ (رسالہ المحکم والمتشابہ)

۱۹۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ انفال کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا: وہ بستیاں جو خراب ہو جائیں اور ان کے رہنے والے ان کو چھوڑ کر چلے جائیں! وہ خدا اور رسولؐ کے لیے ہیں، جو غلام کا مال ہے وہ مال امامؑ ہے، وہ زمین جو خراب و بنجر ہو اور اس پر اونٹ اور گھوڑے نہ دوڑائے گئے ہوں اور ہر وہ زمین جس کا کوئی مالک نہ ہو۔ اور کانیں بھی اسی انفال میں سے ہیں اور جو شخص مر جائے اور (اس کا کوئی وارث نہ ہو حتیٰ کہ) اس کا کوئی غلام بھی نہ ہو تو اس

کا مال بھی انفال میں سے ہے۔ (تفسیر قمی)

۲۰۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: ہم وہ قوم ہیں جن کی اطاعت خدا نے قرآن میں فرض کی ہے اور انفال ہمارے لیے ہے اور برگزیدہ مال بھی اور اس برگزیدہ مال سے مراد وہ مال ہے جسے امامؑ تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں سے پسند کر کے منتخب کرے جیسے خوبصورت لونڈی، اعلیٰ گھوڑا، اچھا کپڑا۔ اور اس قسم کی کوئی اور چیز جیسے غلام اور کوئی دوسرا مال و متاع جس طرح ائمہ اطہار علیہم السلام سے اس قسم کے اخبار و آثار وارد ہوئے ہیں۔ (المقنعہ)

۲۱۔ جناب محمد بن مسعود عیاشیؒ اپنی تفسیر میں زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: انفال سے مراد وہ (زمین) ہے جس پر اونٹ، گھوڑے نہیں دوڑائے گئے۔ (تفسیر عیاشی)

۲۲۔ حریز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا یا آپؑ سے سوال کیا گیا کہ انفال کیا ہے؟ فرمایا: ہر وہ بستی جس کے رہنے والے ہلاک ہو جائیں یا ان کو جلا وطن کر دیا جائے، وہ انفال ہے۔ اس کا نصف لوگوں میں تقسیم کیا جائے گا اور نصف امامؑ کا مال ہے۔ (ایضاً)

۲۳۔ ابو بصیر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: انفال ہمارے لیے ہے! میں نے عرض کیا کہ انفال کیا ہے؟ فرمایا: معادن، گنجان درخت اور ہر وہ زمین جس کا کوئی مالک نہ ہو۔ یا وہ زمین جس کے مالک ہلاک ہو جائیں وہ امامؑ کا مال ہے۔ (ایضاً)

۲۴۔ بروایت ابو حمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور بروایت داؤد بن فرقد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں مروی ہے فرمایا: بادشاہوں کی جاگیریں بھی انفال میں داخل ہیں۔ (ایضاً)

۲۵۔ زرارہ، محمد بن مسلم اور ابو بصیر نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگوں کے مال میں امامؑ کا کیا حق ہے؟ فرمایا: (۱) فئی۔ (۲) انفال۔ (۳) اور خمس۔ اور ہر مال یا فئی ہے یا انفال ہے یا خمس اور یا پھر غنیمت اور اس (غنیمت) میں سے بھی ان کا پانچواں حصہ ہے۔ چنانچہ خدا ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰکِیْنِ﴾ الغرض دنیا میں جو چیز بھی ہے اس میں امامؑ کا ضرور کچھ نہ کچھ حق ہے! پس جو کوئی کسی بھی چیز کے ساتھ ان کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرتا ہے تو وہ اس مال میں سے ہے جو وہ اس کے لیے چھوڑتے ہیں نہ کہ اس مال میں سے جو وہ لیتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مفسر عیاشی نے اس مضمون کی اور بھی بہت سی حدیثیں نقل کی ہیں اور اس کے بعد بھی (ج

۸ باب ۳ از ولاء ضمان الجریرہ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

سب کے سب انفال امامؑ کے ساتھ مختص ہیں۔ ان کی اجازت کے بغیر اس میں کوئی تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ انفال نفل ہے! اور سورۃ الانفال میں (مخالفین کی) ناک کاٹ دی گئی ہے۔ (الاصول، التہذیب)

۲۔ ابو الصباح کنانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم وہ قوم ہیں جن کی اطاعت خدا نے قرآن میں فرض کی ہے اور انفال ہمارے لیے ہے اور برگزیدہ مال بھی ہمارے لیے ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غنیمت میں سے خمس نکالا جائے گا اور باقی (چار حصے) جنگ کرنے والوں اور اس کا انتظام و انصرام کرنے والوں میں تقسیم کیے جائیں گے مگر فئی اور انفال تو خاص طور پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے۔ (التہذیب)

۴۔ ابو الصامت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے بڑے گناہانِ کبیرہ سات ہیں: (۱) خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ (۲) کسی جواز کے بغیر کسی مؤمن کو قتل کرنا۔ (۳) یتیموں کا مال کھانا۔ (۴) والدین کا عاق اور نافرمان ہونا۔ (۵) پاک دامن عورتوں پر تہمت زنا لگانا۔ (۶) میدانِ جہاد سے فرار کرنا۔ (۷) اور جو کچھ خدا نے (قرآن میں) نازل کیا ہے۔ اس کا انکار کرنا۔ فرمایا: جہاں تک یتیموں کے مال کے کھانے کا تعلق ہے تو لوگوں نے اس سلسلہ میں ہم پر ظلم کیا ہے اور ہمارا حق خرد برد کیا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابو علی بن راشد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے پاس ایک چیز لائی جاتی ہے اور اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی ہے جو کہ ہمارے پاس تھی! اب ہم کیا کریں؟ فرمایا: جو چیز منصب امامت کی وجہ سے ان کی تھی وہ اب (بوجہ میرے امام ہونے کے) میری ہے۔ اور جو چیز ان کی ذاتی ملکیت تھی وہ کتاب سنت کے مطابق بطور میراث تقسیم ہوگی۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

حتی الامکان سہم امام امامؑ تک پہنچانا واجب ہے اور عدم امکان کی صورت میں باقی مستحقین تک پہنچانا لازم ہے اور امام کی اجازت کے بغیر اس مال میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابراہیم سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ صالح بن محمد بن سہل ان کی خدمت میں حاضر ہوئے جو کہ قم مقدسہ میں آپ کے وکیل تھے۔ اور عرض کیا: میرے آقا! (خمس کا) دس ہزار درہم مجھے حلال کر دیں جو میں نے خرچ کر دیا ہے! امامؑ نے فرمایا: اچھا وہ تمہارے لیے حلال ہے! جب صالح باہر چلا گیا تو امامؑ نے (چین بجیں ہوکر) فرمایا: یہ لوگ آلِ محمدؐ، ان کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے مال پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور اسے ہضم کر کے آ جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ میرے لیے حلال کر دیں۔ تم کیا سمجھتے ہو کیا اس کا گمان یہ ہے کہ میں کہوں گا کہ میں حلال نہیں کرتا؟ خدا کی قسم خداوند عالم ان لوگوں سے سخت باز پرس کرے گا۔

(الاصول، التہذیب، المقنعہ، الاستبصار)

۲۔ محمد بن زید طبری بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے موالیوں میں سے فارس کے بعض تاجروں نے آپؑ کی خدمت میں خط لکھا جس میں خمس میں تصرف کرنے کی اجازت طلب کی تھی۔ امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا بڑی وسعت والا رحیم و کریم ہے۔ اس نے (نیک) عمل کرنے پر ثواب عطا کرنے اور مخالفت کرنے پر عذاب کی ضمانت دی ہے! کوئی مال کسی کے لیے حلال نہیں ہوتا مگر اس طریقہ سے جو خدا نے حلال قرار دیا ہے ہم اسی خمس سے اپنے دین اور اپنے اہل و عیال اور اپنے حشم و خدم پر مدد حاصل کرتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں یا خریدتے ہیں اور ظالموں سے اپنی عرض و ناموس کی حفاظت کرتے ہیں، اور اسی سے سب کچھ کرتے ہیں اس لیے تم اسے ہم سے نہ روکو۔ اور جہاں تک ممکن ہے اپنے آپ کو ہماری دعاؤں سے محروم نہ کرو۔ کیونکہ خمس کی ادائیگی تمہارے رزق کی (کشادگی کی) کنجی ہے۔ اور تمہارے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے اور یہ تمہارے فقر و فاقہ کے دن (قیامت کے دن) کا ذخیرہ ہے اور مسلمان وہ ہے جو خدا سے کئے ہوئے عہد و پیمان کی وفا کرتا ہے اور وہ مسلمان نہیں ہے جو زبان سے تو لبیک کہتا ہے مگر اپنے دل (اور عمل و کردار سے)

اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ والسلام۔

(الاصول، التہذیب، الاستبصار، المقنعہ)

۳۔ محمد بن زید بیان کرتے ہیں کہ خراسان کے کچھ لوگ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امام علیہ السلام سے خواہش کی کہ ان کو خمس معاف کر دیں! امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ کیا حیلہ بازی ہے کہ تم صرف اپنی زبانوں سے تو ہماری محبت کا دعویٰ کرتے ہو مگر ہمارا وہ حق روکتے ہو جو خدا نے ہمارے لیے مقرر کیا ہے اور وہ خمس ہے ہم تم میں سے کسی کو حلال نہیں کرتے۔ نہیں کرتے۔ نہیں کرتے۔

(الاصول، التہذیب، الاستبصار، المقنعہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کو ظالموں سے کچھ مال ملا ہو (جس پر خمس واجب ہوتا ہے) تو جس شخص کے لیے ہم حلال قرار دیں اس کے لیے تو حلال ہے اور جس کے لیے حرام قرار دیں اس کے لیے حرام ہے۔

(التہذیب، الاستبصار، بصائر الدرجات)

حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ نے بھی اپنی کتاب مقنعہ میں اس حدیث کو درج کیا ہے اور اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی نقل کیا ہے فرمایا: تمام لوگ ہمارے مظلمہ (حقوق) میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہاں البتہ ہم نے اپنے شیعوں کو یہ چیز حلال کر دی ہے۔ (المقنعہ)

۵۔ ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص خمس میں سے کوئی چیز خریدے، خدا اسے کبھی معذور نہیں سمجھے گا۔ کیونکہ اس نے وہ چیز خریدی ہے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔ (التہذیب)

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالحسین محمد بن جعفر اسدی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے مسائل کے جواب میں صاحب الدار (امام زمانہ علیہ السلام) کی طرف سے جناب محمد بن عثمان عمری قدس اللہ سرہٗ کے پاس جو جواب موصول ہوا وہ یہ تھا: تم نے اس شخص کے بارے میں پوچھا ہے کہ جو ہمارے اس مال کو جو اس کے پاس ہے حلال جانتا ہے اور اس میں اس طرح تصرف کرتا ہے جس طرح اپنے ذاتی مال میں کیا جاتا ہے پس جو شخص ایسا کرتا ہے وہ ملعون ہے اور ہم اس کے دشمن ہیں جبکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری عترت (کے حق میں) سے کچھ حلال سمجھے گا وہ میری اور ہر نبی مستجاب (الدعوت) کی زبان پر ملعون ہے۔ پس جو شخص منجملہ ان لوگوں کے ہوگا جو ہم پر ظلم کرنے والے ہیں۔ تو خدا کے اس فرمان ﴿اَلَا لَعْنَةُ

اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ﴾ کے مطابق اس پر خدا کی لعنت ہوگی اور باقی تم نے جو یہ سوال کیا ہے کہ آیا ہماری جو زمینیں ہیں ان کو آباد کرنا اوران سے خراج ادا کرنا اور باقیماندہ کو قربۃً الی اللہ ہماری بارگاہ میں بھیجنا کیسا ہے؟ تو اس کے متعلق واضح ہو کہ جب کسی کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ تو پھر ہمارے مال میں ایسا کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟ پس جو شخص ہمارے حکم کے بغیر ایسا کرے گا تو وہ ہمارے متعلق اس چیز کو حلال سمجھنے والا متصور ہوگا جو اس پر حرام ہے۔ اور جو ہمارے مال میں سے کچھ کھائے گا تو گویا وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرے گا جو عنقریب بھڑک اٹھے گی۔ (اکمال الدین، الاحتجاج)

۷۔ ابوعلی بن ابوالحسین اسدی اپنے والد (ابوالحسین) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جناب محمد بن عثمان عمری کی جانب سے میرے پاس (امام زمانہ علیہ السلام) کی توقیع مبارک پہنچی۔ بغیر اس کے کہ میں نے ان سے کوئی سوال کیا ہو جس کی عبارت یہ تھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا، اس کے ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اس شخص پر جو ہمارے مال میں سے ایک درہم کو بھی حلال جانتا ہے۔ میں نے دل میں کہا: یہ تو ہر اس شخص کے لیے ثابت ہے جو کسی بھی حرام کو حلال سمجھتا ہے تو اس میں حضرت حجت علیہ السلام کی خصوصیت کیا ہے؟ بخدا اس کے بعد جب میں نے توقیع مبارک پر نظر کی تو اس کی عبارت اس طرح تبدیل ہو چکی تھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خدا، اس کے ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اس شخص پر جو ہمارے مال میں سے بطور حرام ایک درہم کھائے۔ محمد بن احمد خزاعی بیان کرتے ہیں کہ ابوعلی اسدی نے وہ توقیع نکالی۔ یہاں تک کہ ہم نے اس پر نگاہ ڈالی اور پڑھی۔ (ایضاً)

۸۔ جناب سعید بن ھبۃ اللہ راوندیؒ باسناد خود حسن بن عبداللہ بن حمدان ناصر الدولہ سے اور وہ اپنے چچا حسین سے ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت صاحب العصر والزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ الشریف کو سیاہی مائل سفید رنگ کے خچر پر سوار دیکھا جبکہ وہ سبز رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے جس سے ان کی آنکھوں کی سیاہی نظر آ رہی تھی۔ اوران کے پاؤں میں سرخ رنگ کے موزے تھے۔ فرمایا: اے حسین! کب تک تم ناحیہ مقدسہ کو خشک رکھو گے؟ اور تم کب تک میرے اصحاب کو اپنے مال کے خمس سے محروم رکھو گے؟ پھر فرمایا: جب تم وہاں پہنچ جاؤ جہاں جانے کا ارادہ ہے تو وہاں طلب رزق کی نیت سے داخل ہونا اور جب وہاں دولت کماؤ تو اس کا خمس اس کے مستحقوں تک پہنچانا۔ حسین بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: جناب آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ موصوف اس واقعہ کے آخر میں بیان کرتے ہیں کہ جناب (ابن عثمان) عمریؒ ان کے پاس آئے اور سابقہ واقعہ کا حوالہ دے کر مجھ سے میرے مال کا خمس لے گئے۔ (الخرائج)

۹۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر وہ چیز

جس پر توحید و رسالت کی گواہی یعنی اسلام کے نام پر جہاد کیا جائے تو اس کا خمس ہمارا حق ہے اور کسی شخص کے لیے یہ روا نہیں ہے کہ خمس میں سے کوئی چیز خریدے جب تک ہمارا حق ہم تک نہ پہنچائے۔ (المقنعہ)

۱۰۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اس بندہ کو معذور نہیں سمجھا جائے گا جو ہمارے خمس میں سے کوئی چیز خریدے گا۔ اور پھر کہے گا کہ اے پروردگار! میں نے یہ مال اپنے مال سے خریدا تھا۔ جب تک کہ اسے صاحب خمس اجازت نہیں دے گا۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور پھر ان حدیثوں میں اس قدر شدت اور تندلب ولہجہ اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ اس دور میں (امام علیہ السلام کے) وکیل موجود تھے جن تک خمس پہنچانا واجب تھا اور محتاج و مستحق سادات کرام بھی موجود تھے جن کی کفالت امام علیہ السلام پر فرض ہے اگرچہ اپنے حصہ سے بھی کرنی پڑے جیسا کہ یہ بات قبل ازیں بیان ہو چکی ہے۔

باب ۴

جب امام علیہ السلام کا حصہ امامؑ تک پہنچانا ناممکن ہو اور سادات بھی محتاج نہ ہوں تو سہم امامؑ شیعوں کو معاف ہے اور شیعہ کے لیے انفال، فئی اور امامؑ کے تمام (مالی) حقوق میں تصرف کرنا جائز ہے جبکہ ان کو ضرورت ہو اور امامؑ تک رسائی ممکن نہ ہو۔

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر، زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور وہ سب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ اپنے پیٹوں اور شرمگاہوں کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہیں کیونکہ وہ ہمارا حق ادا نہیں کرتے۔ مگر آگاہ ہو جاؤ کہ ہمارے شیعہ اور ان کے آباء و اجداد کے لیے یہ حلال ہے۔ (التہذیب، علل الشرائع، المقنعہ، الاستبصار)

۲۔ علی بن مہزیار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا ایک مکتوب پڑھا جس میں اس شخص کے سوال کا جواب دیا گیا تھا جس نے آپؑ سے مطالبہ کیا تھا کہ آپؑ کھانے پینے کی چیزوں کے خمس کو اس کے لیے حلال قرار دیں اور امام نے اس کے جواب میں لکھا تھا کہ جو شخص اپنی بدحالی کی وجہ سے میرے حق میں سے کچھ استعمال کرنے پر مجبور ہو جائے اس کے لیے حلال ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ ضریس کناسی بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تم جانتے ہو کہ لوگوں پر زنا کہاں سے درآیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں میں نہیں جانتا! فرمایا: ہم اہل بیتؑ کے حق خمس کی وجہ سے (جسے یہ لوگ ادا نہیں کرتے)۔ سوائے ہمارے پاک و پاکیزہ شیعوں کے کیونکہ یہ (حق) ان کے لیے اور ان کی ولادتوں کے لیے حلال ہے۔ (التہذیب، الاصول، المقنعہ)

۴۔ ابو خدیجہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا: میرے لیے شرمگاہیں حلال کریں! اس کی یہ بات سن کر امامؑ گھبرا گئے! ایک حاضر مجلس شخص نے عرض کیا: مولا! یہ شخص آپؑ سے لوگوں کی عزتوں پر ڈاکہ ڈالنے کی اجازت نہیں مانگ رہا! یہ تو آپ سے کنیز خریدنے، یا کسی (آزاد) عورت سے نکاح کرنے یا میراث پانے یا کاروبار کرنے یا اگر اسے کوئی چیز عطا کی جائے (تو اس میں سے خمس کی ادائیگی کی) معافی کا سوال کر رہا ہے! اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ چیز تو ہمارے تمام شیعوں کے لیے حلال ہے۔ خواہ حاضر ہوں یا غائب، مردہ ہوں یا زندہ! یا جو صبح قیامت کے طلوع ہونے تک پیدا ہوں گے۔ یہ ان سب کے لیے حلال ہے! آگاہ ہو کہ بخدا یہ حلال نہیں ہے مگر اس کے لیے جس کے لیے ہم حلال کریں۔ خبردار! ہم نے (تمہارے سوا اور) کسی شخص کو یہ ضمانت نہیں دی اور نہ ہی ہمارا کسی سے ایسا کوئی عہد و پیمان ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، المقنعہ)

۵۔ محمد بن مسلم امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو سب سے زیادہ تکلیف اس وقت ہوگی جب خمس کا کوئی حقدار کھڑا ہو کر کہے گا: پروردگار! میرا خمس! مگر ہم نے اپنے شیعوں کے لیے یہ حلال کر دیا ہے تاکہ ان کی ولادتیں پاکیزہ ہوں اور ان کی اولادیں صالح اور نیکوکار ہوں۔

(التہذیب، الاصول، المقنعہ، الفقیہ، الاستبصار)

۶۔ یونس بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ کی خدمت میں بچوں کے پوتڑے بنانے والوں میں سے ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! ہمیں مختلف ذرائع سے جیسے تجارت (اور زراعت) اور ان کے منافع سے مال حاصل ہوتا ہے۔ اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے اس مال میں آپؑ کا بھی حق (خمس) ہے! اور ہم اس کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر ہم آج بھی تم سے یہ کہیں کہ یہ ادا کرو تو ہم نے تم سے انصاف نہیں کیا۔

(التہذیب، الفقیہ، المقنعہ، الاستبصار)

۷۔ داؤد رقی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ سب

لوگ ہمارے مظلمہ میں (حقوق غصب کرکے) زندگی گزار رہے ہیں مگر ہم نے اپنا یہ حق اپنے شیعوں کو معاف کر دیا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، علل الشرائع)

۸۔ بنی عبس کے مؤذن حکیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیت مبارکہ ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ (میں وارد شدہ لفظ غنیمت) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس سے ہر وہ فائدہ مراد ہے جو آدمی روز بروز حاصل کرتا ہے۔ مگر میرے والدؑ نے اپنے شیعوں کے لیے اسے حلال قرار دے دیا ہے تاکہ وہ صالح اور نیکوار ہوں۔ (التہذیب، الاصول، الاستبصار)

۹۔ حارث بن مغیرہ نصری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے پاس اپنے غلے، کاروبار وغیرہ سے بہت سا مال ہوتا ہے! اور میں جانتا ہوں کہ ان مالوں میں آپؑ کا بھی حق ہے! تو؟ فرمایا: ہم نے اس لیے اسے اپنے شیعوں کے لیے حلال قرار دیا ہے تاکہ ان کی ولادتیں پاکیزہ ہوں۔ اور ہر وہ شخص جو میرے آباء و اجداد علیہم السلام کی ولایت کا قائل ہے اس کے لیے وہ سب کچھ حلال ہے جو اس کے پاس ہے! حاضر کو چاہیئے کہ یہ بات غائب تک پہنچا دے۔ (التہذیب)

۱۰۔ فضیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے جگر میں ہماری محبت کی ٹھنڈک محسوس کرتا ہے اسے چاہیئے کہ خدا کی پہلی نعمت پر شکریہ ادا کرے! راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! وہ پہلی نعمت کون سی ہے؟ فرمایا: پہلی نعمت ولادت کی پاکیزگی ہے! پھر فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت خاتون قیامت سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ مال فئے میں سے اپنا حصہ ہمارے شیعوں کے آباء و اجداد کو معاف کر دیں تاکہ وہ پاک و پاکیزہ ہوں۔ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم نے اپنے شیعوں کی مائیں ان کے باپوں کے لیے حلال قرار دی ہیں تاکہ وہ پاک ہوں۔ (ایضاً)

۱۱۔ معاذ بن کثیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارے شیعوں کے لیے یہ گنجائش ہے کہ ان کے پاس جو کچھ مال و دولت ہے اسے اچھے طریقہ پر خرچ کریں۔ ہاں البتہ جب ہمارے قائم (آل محمدؑ) قیام کریں گے تو اس وقت ہر ذخیرہ اندوز پر اس کا ذخیرہ حرام ہوگا۔ یہاں تک کہ ان کا حق ان کے پاس لے جائے تاکہ وہ اس مال سے مدد حاصل کریں۔ (التہذیب، الفروع)

۱۲۔ ابو سیار مسمع بن عبدالملک ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے (بحرین میں) غوطہ زنی کا متولی بنایا گیا تھا جس سے مجھے چار لاکھ درہم حاصل ہوئے۔ جس کا خمس اسی (۸۰) ہزار درہم میں آپؑ کی خدمت میں لایا ہوں کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں

کہ آپؑ کا وہ حق روکوں جو خدا نے ہمارے مالوں میں قرار دیا ہے! امام علیہ السلام نے فرمایا: آیا زمین اور اس کی آمدنی میں سے ہمارا حق صرف خمس (پانچواں حصہ) ہے؟ اے ابوسیار! تمام زمین ہماری ہے! اور خداوند عالم اس سے جو فصلیں اگاتا ہے وہ سب ہماری ہیں! راوی کا بیان ہے کہ (یہ سن کر) میں نے عرض کیا کہ پھر میں اپنا تمام مال اٹھا کر لاتا ہوں اور حاضر خدمت کرتا ہوں؟ فرمایا: اے ابوسیار! یہ مال ہم نے تمہارے لیے پاک اور حلال کر دیا ہے لہٰذا تم اپنا مال اپنے پاس رکھو! اور ہمارے شیعوں کے جو اراضی ہیں وہ ان کے لیے حلال ہیں اور یہ حلت ہمارے قائم علیہ السلام کے قیام تک باقی ہے۔ پس جب وہ قیام کریں گے تو ہمارے شیعوں کو اپنی سابقہ حالت پر چھوڑیں گے اور زمین ان کے پاس رہنے دیں گے اور جو زمینیں اور لوگوں کے قبضہ میں ہوں گی تو چونکہ ان لوگوں (مخالفین) کا اس زمین سے کھانا حرام ہے اس لیے جب قائم آل محمد عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ الشریف قیام کریں گے تو زمین ان لوگوں کے قبضہ سے لے لیں گے اور ان کو خالی ہاتھ وہاں سے بے دخل کر دیں گے۔[1]

(التہذیب، الاصول)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ ''ساری زمین ہماری ہے'' یہ یا تو سائل کی زمین (بحرین) کے ساتھ مخصوص ہے (کیونکہ وہ انفال میں داخل ہے) یا عام انفال کے ساتھ مختص ہے جیسا کہ اس قسم کی کچھ تصریحات گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد کتاب الجہاد میں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۳۔ عمر بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہل جبل میں سے ایک شخص کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ سوال کرتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے ایسی بنجر زمین کو اپنے قبضہ میں لے کر آباد کیا جس کے مالک اسے چھوڑ چکے تھے۔ اس نے اس میں نہریں کھودیں، مکانات بنائے اور کھجور وغیرہ کے درخت اگائے تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے شیعوں میں سے جو شخص بنجر زمین کو آباد کرے وہ اسی کی ملکیت ہے ہاں البتہ اس پر خراج واجب ہے جو صلح کے ایام میں امام کو ادا کرے گا پس جب امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہٗ الشریف قیام کریں گے تو اپنی طبیعت کو اس بات پر آمادہ کرے کہ یہ اس سے واپس لے لی جائے گی۔

(التہذیب)

۱۴۔ حارث بن مغیرہ نصری بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور جا کر بیٹھ گیا۔ اس اثناء میں ''نجیہ'' نے اذن دخول طلب کیا! امام علیہ السلام نے اسے اذن دیا چنانچہ وہ آپؑ کی خدمت میں دو

[1] حدیث کے آخری حصہ میں تہذیب الاحکام اور اصول کافی کی روایت کے الفاظ میں قدرے اختلاف ہے۔ ہم نے اصول کافی کے الفاظ کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر یوں گویا ہوا۔ میں آپ پر قربان ہو جاؤں! میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں اور بخدا اس سے میری غرض اپنی گردن کو جہنم سے آزاد کرانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے! حارث کا بیان ہے کہ گویا امام کو بخیہ پر ترس آ گیا۔ اور سیدھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اے بخیہ مجھ سے سوال کر! تم جس چیز کے متعلق بھی مجھ سے سوال کرو گے میں تمہیں ضرور اس کا جواب دوں گا! عرض کیا: میں آپ پر قربان! آپ فلاں اور فلاں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: اے بخیہ! اللہ کے قرآن میں ہمارا حق خمس ہے، انفال ہمارا ہے، برگزیدہ مال ہمارا ہے مگر بخدا یہ دونوں پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہمارا حق دبا کر ہم پر ظلم کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: یا اللہ! ہم نے اپنا یہ حق اپنے شیعوں کو حلال کر دیا ہے۔ بعد ازاں امام علیہ السلام ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے بخیہ! ہمارے اور ہمارے شیعوں کے سوا کوئی بھی فطرت (ملت) ابراہیمی پر قائم نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے شیعوں کو خمس حلال کر دیا ہے تاکہ ان کی ولادتیں پاکیزہ ہوں۔ (علل الشرائع)

۱۶۔ اسحاق بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ منجملہ ان توقیعات کے جو صاحب الزمان علیہ السلام کے خط مبارک سے ان کو موصول ہوئی ہیں ایک یہ بھی ہے فرمایا: اور تم نے جو میری امامت کے منکرین کے بارے میں سوال کیا ہے۔۔۔۔ اور جو لوگ ہمارے مال پر قابض ہیں تو جو شخص اسے حلال سمجھ کر کھا جائے تو گویا وہ (جہنم کی) آگ کھاتا ہے لیکن جہاں تک خمس کا تعلق ہے وہ ہمارے شیعوں کے لیے مباح کر دیا گیا ہے اور یہ ہمارے زمانۂ ظہور تک ان کے لیے حلال ہے تاکہ ان کی ولادتیں پاکیزہ ہوں اور خبیث نہ ہوں۔ (اکمال الدین، الاحتجاج)

۱۷۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود یونس بن ظبیان یا معلّی بن خنیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس زمین میں سے آپ کے لیے کس قدر ہے؟ آپ علیہ السلام مسکرائے اور فرمایا: خداوند عالم نے جبرئیل علیہ السلام کو زمین پر بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ اپنے انگوٹھے سے زمین میں آٹھ نہریں جاری کریں (جو یہ ہیں) (۱) منجملہ ان کے ایک سیحان ہے۔ (۲) جیحان، یہ بلخ کی نہر ہے۔ (۳) خشوع جو کہ شاش کی نہر ہے۔ (۴) مہران جو ہندوستان کی نہر ہے۔ (۵) نیل مصر۔ (۶) دجلہ۔ (۷) فرات۔ پس جن فصلوں کو یہ سیراب کرتی ہیں یا ان سے سیراب کی جاتی ہیں وہ سب ہمارا مال ہے۔ اور جو ہمارا مال ہے وہ ہمارے شیعوں کا مال ہے اس میں ہمارے دشمنوں کے لیے کچھ نہیں ہے ہاں ان کے پاس جو کچھ ہے وہ غصبی ہے اور ہمارے محب زمین اور آسمان کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ وسعت میں ہیں۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (یہ تو ہے ہی اہل ایمان کے لیے دنیا کی زندگی میں)

جہاں ان سے غصب کر لی گئی ہے۔ ﴿خَالِصَةً لَّهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ (بالخصوص قیامت کے دن) کہ اس دن اسے کوئی غصب نہیں کر سکے گا۔ (الاصول)

۱۸۔ عبدالعزیز بن نافع بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اذن دخول طلب کیا (جبکہ ہم ایک پورا گروہ تھے) امام علیہ السلام نے حکم دیا کہ (یکے بعد دیگرے) دو دو ہو کر آؤ۔ چنانچہ میں داخل ہوا اور میرے ساتھ ایک شخص تھا۔ میں نے اپنے ہمراہی سے کہا: میں یہ چاہتا ہوں کہ تم پہلے اپنا مسئلہ حل کراؤ۔ اس نے کہا: اچھا! چنانچہ اس نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! میرا والد ان لوگوں میں سے تھا جسے بنی امیہ قید کر کے لے گئے تھے اور یہ تو میں جانتا ہوں کہ بنی امیہ کو کسی چیز کے حرام و حلال کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا اور جو کچھ ان کے قبضہ میں تھا وہ دراصل ان کی ملک کچھ بھی نہ تھا۔ نہ کم نہ زیاد۔ بلکہ یہ سب کچھ آپ کا ہے! پس میں جب ان گزرے ہوئے دنوں کو یاد کرتا ہوں (جو میں نے اپنے والد کے ساتھ بنی امیہ کی حکومت میں گزارے ہیں تو میری عقل خراب ہونے لگتی ہے! امام علیہ السلام نے فرمایا: تو جس حال میں تھا (اور وہ مال بھی کھاتا رہا) وہ تیرے لیے حلال ہے بلکہ تیری طرح جو (اہل ایمان) ایسے حالات میں مبتلا ہوں ان کے لیے بھی حلال ہے۔ اس کے بعد ہم اٹھ کھڑے ہوئے اور باہر نکل آئے۔ معتب (جو اس سوال و جواب کے وقت موجود تھے) ہم سے پہلے ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے جو کہ امامؑ کی خدمت میں حضوری کا انتظار کر رہے تھے اور ان سے کہا کہ آج عبدالعزیز بن نافع ایک ایسی بات میں کامیاب ہوئے ہیں جس طرح کوئی کامیاب نہیں ہوا۔ ان لوگوں نے پوچھا: وہ کس طرح؟ تو اس نے وہ تمام قصہ کہہ سنایا۔ الغرض ان لوگوں میں سے دو آدمی اٹھے اور امامؑ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ان میں سے ایک نے (پہلے شخص کی طرح) عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میرا والد بنی امیہ کے قیدیوں میں سے تھا۔ اور میں جانتا ہوں کہ بنی امیہ کا کچھ بھی نہ تھا۔ نہ کم نہ زیادا! تو میں چاہتا ہوں کہ آپؑ میرے لئے وہ مال حلال کر دیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: آیا یہ بات ہمارے سپرد ہے؟ پھر فرمایا: یہ ہم سے متعلق نہیں ہے ہم نہ کسی چیز کو حلال کر سکتے ہیں اور نہ حرام پس وہ دونوں شخص (بے نیل مرام) باہر نکلے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ایسے ناراض ہوئے کہ اس رات جو شخص بھی امامؑ کی خدمت میں گیا اس سے امامؑ نے فرمایا: کیا تم فلاں شخص سے تعجب نہیں کرتے جو میرے پاس آ کر مجھ سے بنی امیہ کی کارستانیاں حلال کراتا ہے۔ گویا وہ خیال کرتا ہے کہ یہ بات ہمارے اختیار میں ہے! راوی کا بیان ہے کہ اس رات سوائے پہلے دو شخصوں کے اور کوئی شخص فائز المرام نہ ہو سکا۔ (ایضاً)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کا آخری حصہ یا تو تقیہ پر محمول ہے یا اس صورت پر کہ وہ آدمی شیعہ نہیں تھا۔ یا وہ

امامؑ کے حصہ سے زیادہ معاف کرانا چاہتا تھا۔ یا امامؑ تک بآسانی ان کا مال پہنچا سکتا تھا یا محتاج سادات موجود تھے (اور وہ ان کا حق دبانا چاہتا تھا والاول اولیٰ و اللہ العالم)۔

۱۹۔ ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خداوند عالم نے ہم اہل بیتؑ کے تمام اموال میں سے مال فئے سے تین حصے مقرر فرمائے ہیں چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَ الْيَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ﴾ پس ہم ہی خمس اور فئی کے مالک ہیں اور ہم نے اپنا یہ حق سب لوگوں پر حرام قرار دیا ہے۔ سوائے شیعوں کے۔ بخدا اے ابوحمزہ! جو زمین فتح کی جاتی ہے اور اس کا خمس ادا نہیں کیا جاتا ہے پس وہ جس کے قبضہ میں آجائے وہ اس پر حرام ہے خواہ مال ہو یا شرم گاہ۔ (روضۂ کافی)

۲۰۔ تفسیر منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں جانتا ہوں کہ آپؐ کے بعد کاٹنے والا ملک اور جبر ہوگا جو قیدیوں اور غنائم میں سے میرے خمس پر قبضہ کرے گا جو اسے فروخت کریں گے اور جو اسے خریدیں گے وہ ان کے لیے حلال نہ ہوگا کیونکہ اس میں میرا حصہ ہوگا۔ ہاں البتہ اگر اس قسم کی کوئی چیز میرے کسی شیعہ کے حصہ میں چلی جائے تو میں اس کے لیے حلال قرار دیتا ہوں تاکہ ان کا کھانا اور پینا حلال ہو جائے اور ان کی ولادتیں پاکیزہ ہوں اور ان کی اولاد حرام زادہ نہ ہو۔ یہ سن کر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علیؑ! کسی صدقہ دینے والے نے آپؑ سے بہتر صدقہ نہیں دیا۔ اور فرمایا: میں تیری متابعت کرتے ہوئے اپنے شیعوں کے لیے اپنا حق حلال کرتا ہوں اور دوسروں کے لیے نہ میں حلال کرتا ہوں اور نہ تم حلال کرو۔ (تفسیر منسوب بامام حسن عسکریؑ)

۲۱۔ جناب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن مستفاد سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذرؓ، سلمانؓ اور مقدادؓ سے فرمایا: مجھے اپنا گواہ بناؤ (یعنی یہ شہادت دو کہ) خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔۔۔۔۔ اور حضرت علی علیہ السلام بن ابی طالب میرے وصی اور مؤمنوں کے امیر ہیں اور ان کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت ہے۔ اور (گیارہ امامؑ ان کی اولاد میں سے ہیں۔ اور میری اہل بیت علیہم السلام کی مودت ہر مؤمن مرد اور ہر مؤمنہ عورت پر فرض واجب ہے۔ نماز کو اپنے وقت پر پڑھنے، زکوٰۃ کو جائز طریقہ پر ادا کرنے اور مستحقین تک پہنچانے اور ہر مملوک چیز سے خمس نکالنے اور اہل ایمان کے حاکم (امام) تک پہنچانے کے ساتھ۔۔۔ اور ان کے بعد ان کی اولاد میں سے وقت کے امامؑ کے پاس! اور جو شخص عاجز ہو اور بالکل تھوڑا سا مال ادا کر سکتا ہو۔ اسے چاہیئے کہ وہی

مال میرے خانوادہ کے کمزور افراد تک پہنچائے۔ اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو تو وہ ہمارے ان شیعوں تک پہنچائے کہ ان کے ذریعہ سے لوگوں کا مال نہ کھائے اور ان کے ساتھ بھلائی کرنے سے اس کا مقصد خدا کی خوشنودی کے سوا اور کچھ نہ ہو۔۔۔۔ پھر فرمایا: یہ ہیں اسلام کی شرطیں۔ اور جو باقی رہ گئی ہیں وہ ان سے زیادہ ہیں۔
(کتاب الطرف لابن طاؤسؒ)

۲۲۔ مفسر عیاشیؒ فیض بن ابی شیبہ سے اور وہ ایک آدمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کی سب سے زیادہ سخت حالت اس وقت ہوگی۔ جب خمس کا حقدار کھڑے ہوکر کہے گا: یارب! میرا خمس! (فرمایا) اور بالتحقیق جو ہمارے شیعہ ہیں ان کے لیے یہ حلال[1] ہے۔ (تفسیر عیاشیؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱، باب ۸ مما یجب فیه الخمس میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

مسائل الشریعہ اردو ترجمہ وسائل الشیعہ کی کتاب الخمس ختم ہوئی۔

و الحمد لله رب العالمين و الصلوٰة و السلام على محمد و آله اجمعين ۔

بتاریخ ۱۰ ذی القعدہ الحرام ۱۴۱۲ھ شب ولادت امام ہشتم علیہ السلام

بمطابق ۱۴ مئی ۱۹۹۲ء بروز جمعرات بوقت عصر ساڑھے پانچ بجے شام۔

[1] زمانۂ غیبت کبریٰ میں خمس کے بارے میں ہمارا جو نظریہ ہے ہم نے اس کی وضاحت اپنی فقہی کتاب قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ، جلد اول، باب الخمس میں کر دی ہے۔ اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)